

# اصطلاحاتِ تخریجِ احادیث واصولِ دراستِ اسانید

مؤلف

افتخار احمد قاسمی بستوی

ناشر

مکتبہ ابو عبد الفتاح، جامعہ اسلامیہ اشاعتِ علوم، اکل کوانندو ربار، مہاراشٹر

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب :	اصطلاحات تخریج احادیث و اصول دراستہ اسانید
مرتب :	افتخار احمد قاسمی، بستوی
تعداد صفحات :	۲۵۲
سن طباعت :	۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰۱۷ء
کمپوزنگ و سیٹنگ :	محمد مہر علی قاسمی (دہداد، جہار گھنڈ) جامعہ اکل کوا
تعداد اشاعت :	۱۱۰۰
قیمت :	
ناشر :	مکتبہ ابو عبد الفتاح، جامعہ اکل کوا، تندور بار، مہاراشٹر

☆ ملنے کے پتے ☆

☆ مکتبہ ابو عبد الفتاح، جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، تندور بار، مہاراشٹر

موبائل نمبر: 8007882520

☆ مکتبہ نعیمیہ دیوبند، یوپی ☆ فرید بک ڈپو، دہلی

☆ مکتبہ مدنیہ دیوبند، یوپی ☆ دارالکتاب دیوبند

## فہرست مضامین

۱۴	تقریظ
۱۶	مشہائے گفتنی
۱۹	تخریج کی تعریفات
۱۹	تخریج کی لغوی تعریف
۲۳	تخریج کی اصطلاحی تعریف
۲۴	حدیث کے مصادر اصلیہ
۲۷	تخریج حدیث کی اہمیت و ضرورت
۳۰	کتاب تخریج کی کثرت
۳۰	عصر حاضر میں فن تخریج
۳۱	تخریج حدیث کی ضرورت
۳۲	مشہور کتاب تخریج
۳۳	کتاب تخریج اور ان کے مصنفین
۳۳	نصب الراۃ لا حدیث الہدایہ
۳۵	طریقہ تخریج
۳۶	نصب الراۃ کے نسخے
۳۷	”نصب الراۃ“ میں ”تخریج احادیث“ کا ایک نمونہ

- ۴۲ ”دراستہ“ کی تخریج حدیث کا نمونہ
- ۴۳ التلخیص الحمید فی تخریج احادیث شرح الوجہ الکبیر
- ۴۵ التلخیص الحمید کا مقدمہ
- ۴۶ التلخیص الحمید میں تخریج حدیث کا ایک نمونہ
- ۴۷ البغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار
- ۴۷ طریقہ تخریج
- ۵۰ تخریج کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے
- ۵۰ تخریج کے طریقے
- ۵۰ تخریج حدیث کا لائحہ عمل
- ۵۱ تخریج حدیث کے پانچ طریقے
- ۵۲ ﴿پہلی فصل﴾
- ۵۲ تخریج حدیث کا پہلا طریقہ
- ۵۲ مسانید
- ۵۳ چند مسانید کے نام
- ۵۴ مسند الحمیدی
- ۵۶ مسند امام احمد بن حنبل
- ۵۸ معاجم
- ۵۹ کتب الاطراف
- ۶۰ کتب اطراف کی ترتیب

- ۶۲ کتب اطراف کے فوائد
- ۶۳ تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف
- ۶۴ ترتیب کتاب
- ۶۵ تکرار حدیث اور اس کے اسباب
- ۶۶ سیاق حدیث کی ترتیب
- ۶۶ مراجعت کا مقصد
- ۶۶ حدیث بیان کرنے کا طریقہ
- ۶۸ ایک مثال
- ۶۹ ذخائر المواریت فی الدلائل علی مواضع الحدیث
- ۷۰ مسانید و احادیث کے ذکر کرنے کا طریقہ
- ۷۲ ذخائر المواریت سے استفادہ کا طریقہ
- ۷۲ ”ذخائر المواریت“ اور ”تحفۃ الاشراف“ کا تقابل
- ۷۴ ﴿دوسری فصل﴾
- ۷۴ تخریج حدیث کا دوسرا طریقہ
- ۷۴ معاون تصنیفات
- ۷۵ لوگوں کی زبانوں پر مشہور احادیث
- ۷۶ کتب برائے احادیث مشہورہ
- ۷۷ المقاصد الحسنیۃ فی بیان کثیر من الاحادیث الشتمۃ علی الالسنۃ
- ۷۹ تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث

- ۸۰ کشف الخفاء و مزیل الالباس عما اشتمر من الاحادیث علی السنۃ الناس
- ۸۱ اسنی الطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب
- ۸۲ الجامع الصغیر من حدیث البشیر الذری
- ۸۶ المفاتیح والنہارس الی صحیبا العلماء مکتب مخصوصۃ
- ۸۶ مفاتیح المسجلین
- ۸۷ بخاری شریف کی دو حدیثوں کا نمونہ
- ۸۸ مسلم شریف کی دو احادیث کا نمونہ
- ۸۹ اسمائے صحابہ کی فہرست
- ۸۹ مفاتیح الترتیب لاحادیث تاریخ الخطیب
- ۹۰ فہرست کی تصنیف کا طریقہ
- ۹۲ البغیۃ فی ترتیب احادیث الخلیۃ
- ۹۳ فہرس لاحادیث ”صحیح مسلم“ القولیۃ
- ۹۵ ترتیب کتاب اور اس کی کیفیت
- ۹۵ مفاتیح الموطا
- ۹۶ مفاتیح سنن ابن ماجہ
- ۹۷ تیسری فصل
- ۹۷ تحریج حدیث کا تیسرا طریقہ
- ۹۷ المجم المسمر من لالفاظ الحدیث الدعوی
- ۱۰۱ مراجعت کا طریقہ

- ۱۰۵ معجم مفہم کی فہرست کی کتابوں پر ایک نظر
- ۱۰۶ ﴿چوتھی فصل﴾
- ۱۰۶ تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ
- ۱۰۶ مددگار کتابیں
- ۱۰۸ ﴿قسم اول﴾
- ۱۰۸ جمع ابواب دین پر مشتمل کتب حدیث
- ۱۰۹ الجوامع
- ۱۰۹ مشہور جوامع
- ۱۰۹ الجامع الصحیح للبخاری
- ۱۱۰ عناوین بخاری (بنام کتب بخاری)
- ۱۱۲ المستخرجات علی الجوامع
- ۱۱۲ مستخرجات ”مخرج علیہ“ کی ترتیب و تنویب پر
- ۱۱۳ مستخرجات علی التحسین کی تعداد
- ۱۱۴ مستدرکات علی الجوامع
- ۱۱۵ الجامع
- ۱۱۷ الزوائد
- ۱۱۹ کتاب مفتاح کنوز السنۃ
- ۱۲۲ رموز و اشارات
- ۱۳۰ ﴿قسم دوم﴾

- ۱۳۰ اکثر ابواب دین پر مشتمل کتب احادیث  
اسنن
- ۱۳۰ سنن کی تعریف
- ۱۳۱ کتبی کا قول
- ۱۳۲ سنن ابی داؤد
- ۱۳۳ الْمُصَنَّفَات
- ۱۳۳ مصنف اور سنن کے درمیان فرق
- ۱۳۴ الْمُوَطَّآت
- ۱۳۴ موطا کی تعریف
- ۱۳۵ مُسْتَوْجَات
- ۱۳۶ ﴿قسم سوم﴾
- ۱۳۶ دین کے کسی مخصوص باب پر مشتمل کتب احادیث
- ۱۳۶ الاجزاء
- ۱۳۶ اجزاء کی تعریف
- ۱۳۷ اجزاء کی اہمیت و ضرورت
- ۱۳۷ الترغیب والترہیب
- ۱۳۷ کتب الترغیب والترہیب
- ۱۳۹ الاحکام
- ۱۳۹ کتب الاحکام



- ۱۲۰ کتب احکام کے چند اسماء
- ۱۲۰ مخصوص موضوعات
- ۱۲۱ مخصوص موضوع پر کتابیں
- ۱۲۱ دیگر فنون کی کتابیں
- ۱۲۲ احادیث پر مشتمل کتابیں
- ۱۲۳ کتب تخریج
- ۱۲۴ حدیث کی شروحات و حواشی
- ۱۲۶ ﴿پانچویں فصل﴾
- ۱۲۶ تخریج حدیث کا پانچواں طریقہ
- ۱۲۶ اس طریقہ تخریج کا مقصد
- ۱۲۶ الہتم
- ۱۲۷ کتب الموضوعات
- ۱۲۸ مصنفات احادیث قدسیہ
- ۱۲۸ السند
- ۱۵۰ الہتم والسند معاً
- ۱۵۴ ﴿نہمں اول﴾
- ۱۵۴ وراستہ الاسانید میں علم جرح و تعدیل کی ضرورت
- ۱۵۴ تمہید
- ۱۵۵ حکم علی الحدیث

- ۱۵۶ حدیث کی تقسیم، سند و متن
- ۱۵۶ سند کی تعریف
- ۱۵۷ سند کی اہمیت و ضرورت
- ۱۵۸ فن جرح و تعدیل اور تراجم رجال کی ضرورت
- ۱۵۹ عدالت کا ثبوت کیسے؟
- ۱۶۰ ثبوت عدالت میں ابن عبد البر کا مذہب
- ۱۶۰ ضبط راوی معلوم کرنے کا طریقہ
- ۱۶۱ بغیر سبب بیان کیے ہوئے جرح و تعدیل قبول کرنا
- ۱۶۲ کیا جرح و تعدیل کا ثبوت ایک قول سے ہو جاتا ہے؟
- ۱۶۲ ایک ہی راوی پر جرح و تعدیل کا اجتماع
- ۱۶۳ الفاظ جرح و تعدیل اور ان کے مراتب
- ۱۶۳ مراتب الفاظ تعدیل
- ۱۶۵ مراتب تعدیل کا حکم
- ۱۶۵ الفاظ جرح کے مراتب
- ۱۶۶ جرح کے مراتب کا حکم
- ۱۶۸ ﴿دوسری فصل﴾
- ۱۶۸ رجال پر تحریر کردہ کتابیں
- ۱۷۱ کتب اسماء الرجال کی مشہور اقسام
- ۱۷۱ المصنفات فی معرفۃ الصحابہ

۱۷۵	المصنفات فی الطبقات
۱۷۵	کتب الطبقات
۱۷۶	الطبقات الکبریٰ
۱۷۷	مذکرۃ الحفاظ
۱۷۹	المصنفات فی رواۃ الحدیث عامۃ
۱۷۹	عام راویان حدیث پر مشتمل کتابیں
۱۷۹	التاریخ الکبیر
۱۸۱	الجرح والتعذیل
۱۸۲	المصنفات فی رجال کتب مخصوصۃ
۱۸۲	مخصوص کتابوں کے رجال پر کتابیں
۱۸۶	صحاب ستہ اور اس کے متعلقات کے رجال پر کتابیں
۱۸۶	الکمال فی اسماء الرجال
۱۸۷	اکمال تہذیب الکمال
۱۹۱	تذہیب التہذیب
۱۹۲	الکاشف
۱۹۳	رموز و اشارات
۱۹۳	کتاب کا ایک نمونہ
۱۹۴	تہذیب التہذیب
۱۹۹	تقریب التہذیب

- ۲۰۱ راوی کے حالات کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو
- ۲۰۱ خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال
- ۲۰۶ آخری بات
- ۲۰۷ کتاب کا نمونہ
- ۲۰۷ التذکرۃ برجال العشرۃ
- ۲۰۸ تجلیل المصنفین بزوائد رجال الائمة الاربعۃ
- ۲۱۰ المصنفات فی الائمة خاصۃ
- ۲۱۱ المصنفات فی المصنفاء خاصۃ
- ۲۱۷ مخصوص علاقوں کے روادا پر تصنیفات
- ۲۱۸ ﴿تیسری فصل﴾
- ۲۱۸ دراستہ آسانید کے مراحل
- ۲۲۲ صحیح احادیث پر مشتمل کتب حدیث
- ۲۲۳ الزیادات والتمنات التی فی المستخرجات علی المفسرین
- ۲۲۳ صحیح ابن خزیمہ
- ۲۲۵ صحیح ابن حبان
- ۲۲۵ صحیح ابن السکن
- ۲۲۶ المستدرک علی المفسرین للحاکم
- ۲۲۷ وہ احادیث جن کی صحت کی معتمد محدثین اور ائمہ فہن نے صراحت فرمائی ہے
- ۲۲۸ وہ احادیث جن پر ائمہ محدثین نے کوئی حکم لگا کر ان کے مراتب کی تعیین فرمائی ہے

- ۲۲۹ صحت و ضعف کے حکم سے خالی احادیث
- ۲۳۱ راوی کے حالات معلوم کرنے کا طریقہ
- ۲۳۲ وراستہ الاسناد کی عملی مثال
- ۲۳۸ خلاصہ بحث
- ۲۳۹ اتصال سند کی بحث
- ۲۴۱ علت و شذوذ کی بحث
- ۲۴۲ حدیث پر حکم لگانا
- ۲۴۳ صحیح الاسناد، حسن الاسناد یا ضعیف الاسناد
- ۲۴۵ صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کی ایک اور مثال
- ۲۴۶ حدیث مذکور کی سند کے تراجم کی تخریج
- ۲۴۷ ہاشم بن جنید ابوصالح
- ۲۴۷ عبد المجید بن رواد
- ۲۴۷ مروان بن سالم الجزری
- ۲۴۷ النکفی (محمد بن سائب)
- ۲۴۸ ابوصالح (بازام) مولی ام ہانی تابعی ہیں
- ۲۴۸ حدیث پر حکم لگانا
- ۲۴۹ علت و شذوذ کے لیے کتابیں
- ۲۵۰ علل پر مشہور کتابیں
- ۲۵۰ وراستہ الاسناد کے مراحل کا خلاصہ

## تقریظ



## سخنہائے گفتنی

اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ رسال کی طویل مدت میں جس کتاب کو دستور زندگی بنا کر اتارا ہے، اسی کی قوی و عملی تشریح و تفسیر کو سنت و حدیث کہتے ہیں۔ ۶۶۶۶ آیات قرآنیہ کی تشریح چالیس ہزار متن حدیث کے ذریعے امت کے پاس احادیث کے ذخیرے میں موجود ہے۔ قرآن کریم وحی مقلوہ ہے اور احادیث شریفہ وحی غیر مقلوہ، پھر قرآن و حدیث وحی جلی ہیں اور اجماع و قیاس وحی خفی؛ کیوں کہ یہ دونوں قرآن و حدیث میں خفی احکام کو واضح کرتے ہیں۔

سارے احکام شریعت کا بنی و مدار اللہ کی وحی ہے، مقلوہ ہو یا غیر مقلوہ، جلی ہو یا خفی۔ قرآن کریم کی بلا واسطہ تشریح و تفسیر احادیث نبویہ کی شکل میں امت کے سامنے کتابوں کے ذخیروں میں محفوظ و منضبط ہے، جہاں سے پیش آمدہ مسائل کے شرعی دلائل فراہم کیے جاتے ہیں۔ مسائل کے انہیں دلائل کو تعیین و تحدید کے ساتھ حدیث کے مصادرِ اصلیہ سے باخبر کر دینے کا نام ”تخریج حدیث“ ہے۔

فن تخریج ایسا فن ہے جس کا جاننا ہر طالب حدیث کے لیے ضروری ہے، مسائل شرعیہ کو حدیث کے دلائل فراہم کرنا اہل تحقیق کا کام ہے، اور دلائل حدیث کو مراجعِ اصلیہ سے نکالنا اہل تخریج کا کام ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، موطا امام مالک، مسند احمد، مسند حاکم، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرازق، المعجم بن الحسن



للمعتمدی، تخریج الاشراف للحرزی، تہذیب ابی داؤد للمعذری، تفسیر طبری، کتاب الامام للشافعی وغیرہ کتابیں حدیث کے لیے مراجعِ اصلیہ کا درجہ رکھتی ہیں۔

احادیث کو ان کے اصلی مراجع سے نکالنے کے لیے بھی صحابی کے نام کو بنیاد بنایا جاتا ہے تو کبھی متنِ حدیث کا پہلا لفظ معلوم ہونے کو، کبھی حدیث کا موضوع معلوم ہونے کو حدیث تلاش کر لی جاتی ہے، کبھی حدیث میں مذکور کوئی بھی لفظ یاد ہو تو اس کو بنیاد بنا کر حدیث کی تخریج کی جاتی ہے؛ اسی طرح متن و سند کی خصوصیات کے حوالے سے بھی تخریج حدیث کا عمل انجام دیا جاتا ہے۔

اکابر محدثین نے حدیث کی جو کتابیں تالیف فرمائی ہیں ان کو اپنی امتیازی الگ الگ خصوصیات کی وجہ سے مختلف علاحدہ علاحدہ ناموں سے جانا جاتا ہے۔ مسانید، معاجم، کتب اطراف، صحاح، جوامع، سنن، مصنفات، اجزاء، اربعین، مستخرجات اور مستدرکات، یہ سب احادیث کی کتابوں کی مختلف اقسام ہیں۔

احادیث کو تلاش کرنے کے لیے کون سی کتاب مفید مطلب ثابت ہوگی، اور احادیث تلاش کرنے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کرنا بہتر ہوگا، اور طالبِ حدیث اپنے مطلوب مقصد تک آسانی سے کیسے پہنچ سکے گا، یہ کام فنِ تخریج کی وافر معلومات ہی سے انجام دیا جاسکتا ہے۔

انہیں بنیادی مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے، اردو اہل طبقہ اور طالبانِ حدیث کے لیے ”اصطلاحاتِ اصولِ تخریج“ کے نام سے یہ کتاب مرتب کرنے کی ایک حقیر سی کوشش کی گئی ہے، جس کی ترتیب میں علامہ محمود طحان کی کتاب ”اصولِ تخریج الحدیث“ کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

اس کتاب میں تخریج حدیث کے پانچ طریقے، مشہور کتب تخریج اور ان کے مصنفین، تخریج حدیث کے چند نمونے، مسانید، جوامع، مستدرکات، مستخرجات، اطراف، اجزاء، مفاتیح و فہارس، سنن، مصنفات، موطآت، معاجم، صحاح، کتب ترغیب و ترہیب اور کتب احکام پر بے حد مفید گفتگو کی سعی کی گئی ہے۔

اخیر میں دراستہ الاسانید کے نام سے ایک مختصر رسالے کو بھی کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے تاکہ متون واسانید دونوں پہلوؤں سے گفتگو مفید تر ہو جائے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے طالبان علوم حدیث کے لیے بالخصوص اردو داں طبقے کے لیے بالعموم اس کتاب کو نافع بنائے اور مؤلف، اس کے والدین، اساتذہ اور خیر خواہان امت کے لیے اس کتاب کو نجات اور سعادت دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

افتخار احمد قاسمی بستوی

استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوئٹہ، ندوۂ دار، مہاراشٹر، الہند

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۳۷ھ - ۱۰ جنوری ۲۰۱۷ء، بدھ بعد نماز عصر محصل

## تخریج کی تعریفات

### تخریج کی لغوی تعریف:

تخریج باب تفعیل کا مصدر ہے، جس کے معنی آتے ہیں دو متضاد باتوں کا ایک جگہ جمع ہونا۔ قاموس لغت کی کتاب ہے، اس میں ہے ”عام فیہ تخریج حصص وجدب“ ایسا سال جس میں تخریج تھی یعنی خشک سالی اور خوش حالی دونوں جمع تھیں اسی طرح بولتے ہیں ”ارض مخرجة“ ایسی زمین جس میں بعض جگہ گھاس اور ہریالی ہو اور بعض جگہ کچھ نہ ہو۔ (۱)

### تخریج مشترک لفظ ہے:

لفظ تخریج چند معانی کے لیے بولا جاتا ہے جن میں مشہور معانی حسب ذیل ہیں:

(۱) استنباط: قاموس میں درج ہے ”الإستخراج والإختراج الإستنباط“ یعنی استنباط کے معنی استخراج اور اختراج کے ہیں: کسی جگہ سے پوری کاوش سے کچھ نکالنا۔

(۲) تدریب: تخریج کے دوسرے معنی تدریب اور مشق کرانے کے ہیں، قاموس میں لکھا ہے ”خَرَجَ فِي الْأَدَبِ فَتَخَرَّجَ، وَهُوَ خَرِيجٌ بِمَعْنَى مَفْعُولٍ“ یعنی کسی کو ادب کی مشق کرائی تو وہ مشق و تمرین سے ماہر ہوا اور تخریج یعنی ماہر بن کر نکلا۔ (۲)

(۱) اسی طرح کتب لغت میں اور بھی مثالیں ہیں، مثلاً خرج اللوح تخریجاً: کتب بعضاً ودرک بعضاً یعنی تحقیق پر اس طرح لکھا کہ کہیں لکھ دیا اور کہیں چھوڑ دیا۔ اور کہتے ہیں: ”التخریج“: لوانان من یأخذ وسموہ۔ تخریج نام ہے دو ایسے رنگوں کا جو سفیدی اور سیاہی سے ملے ملے ہوں۔ (القاموس: ج ۱/۱۹۱، ۱۹۲)۔ (۲) القاموس: ج ۱/۱۹۱، ۱۹۲

(۳) توجیہ: تخریج کے تیسرے معنی ”توجیہ“ کے آتے ہیں یعنی شکل بیان کرنا، حل پیش کرنا، آپ کہیں گے ”مخرج المسئلة“ ای وجہا معناه، بین لها وجہا۔ مطلب یہ ہوا کہ اس نے مسئلہ کی شکل بیان کر دی۔ مسئلے کو حل کر دیا۔ ”لسان العرب“ میں ہے ”والمخرج: موضع الخروج يقال: خرج مخرجاً حسناً، وهذا مخرجہ“ (۱) تخریج کسی چیز کے خروج کی جگہ کو کہتے ہیں، اسی لیے محدثین فرماتے ہیں ”هذا حديث عرف مخرجہ“ یہ حدیث ایسی ہے جس کی سند اور اس سند میں آنے والے راوی معلوم ہیں۔

”لسان العرب ۲/۲۳۹“ میں مذکور ہے ”الخروج نقیض الدخول وقد اخرجہ وخرج بہ“ خروج دخول کی نقیض ہے، لہذا اخرجہ اور خرج کے معنی ہوں گے ظاہر کرنا، واضح کرنا، محدثین اسی معنی میں اس طرح بولتے ہیں ”اخرجہ البخاری“ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو لوگوں کے نفع کے لیے اپنی کتاب میں لکھا اور ظاہر کیا، اس کی سند کو اور راویوں کو ذکر کیا۔

محدثین کے نزدیک تخریج چند معانی کے لیے مستعمل ہے: ایک معنی تخریج کا محدثین کے نزدیک یہ ہے کہ ”تخریج“، ”اخراج“ کے مرادف ہے، دونوں لفظوں کے ایک ہی معنی ہیں مثلاً ”خرج البخاری هذا الحديث“ کے جو معنی ہوں گے وہی معنی ”اخرج البخاری هذا الحديث“ کے بھی ہوں گے۔ اور اس کے معنی ہیں کہ امام بخاریؒ نے یہ حدیث سند کے ساتھ ذکر کی۔

علامہ ابن صلاح کا قول: علامہ ابن صلاح (۱) نے ”علوم الحدیث“ میں لکھا ہے  
 ”وللعلماء بالحدیث فی تصنیفہ طریقتان: إحداهما: التصنیف علی  
 الأبواب، وهو تخریجه علی احکام الفقہ وغیرھا“۔ (۲)

یعنی محدثین کرام اپنی تصنیفات کے سلسلے میں دو طریقوں کے پابند رہے ہیں،  
 ان میں سے ایک طریقہ تو یہ رہا ہے کہ مختلف ابواب کو مد نظر رکھ کر فقہی احکام کے مطابق  
 کتاب ترتیب دی۔ یہاں تخریج ترتیب دینے اور تالیف کرنے کے معنی میں ہے۔

محدثین کے نزدیک تخریج کے دوسرے معنی:

محدثین کے نزدیک تخریج کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ ”حدیث کو کتابوں سے  
 نکال کر اسے بیان کیا جائے۔“

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فتح المغیث: ۲/۳۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں:

”والتخصیج“ إخراج المحدث الأحادیث من بطون الأجزاء

(۱) علامہ ابن صلاح: آپ کا نام ”عثمان“ ہے، والد کا نام ”صلاح الدین عبدالرحمن“ ہے۔ ابو عمر و کنیت ہے، قتی الدین  
 لقب ہے ”موصل“ اور ”ہمدان“ کے درمیان بلاد مرند میں ایک شہر کا نام ”قنبر زور“ ہے، اسی طرف نسبت کرتے ہوئے  
 آپ کو ”شہر زوری“ کہتے ہیں، اس شہر کو ”زور بن ضحاک“ نے بسایا تھا، نعم البلدان: جلد ۲/صفحہ ۵۷۳ پر ایسا ہی لکھا ہے،  
 یہیں آپ پیدا ہوئے تھے، پھر دمشق میں جا کر رہیں گئے تھے اس لیے نزہل دمشق کہلائے۔ دمشق میں ان دنوں ایک مدرسہ  
 چلتا تھا، جس کا نام تھا ”مدرسہ اشرفیہ“ اسی میں آپ پڑھاتے تھے۔ اس مدرسے میں امام نووی شامی مسلم (نحی) ابن  
 شرف نے بھی پڑھا ہے۔۔۔۔۔ امیر صادم الدین قاناز بن عبداللہ نجی کا ایک مکان تھا جسے الملک الاشرف مظفر الدین  
 موسیٰ بن عاقل نے ۷۳۸ھ میں دار الحدیث بنانے کا حکم صادر فرمایا اور دو سال میں دار الحدیث کی مکمل شکل دے دی گئی،  
 پھر اسی میں موسیٰ بن عادل نے علامہ ابن صلاح کو شیخ الحدیث مقرر کر دیا، آپ ہی کی کتاب ”مقدمہ ابن صلاح“ اصول  
 حدیث میں بڑی شہرت رکھتی ہے۔ (۲) علوم الحدیث: ص/۲۲۸

والمشبهات والكتب ونحوها، وميافها من مرويات نفسه، أو بعض  
شيوخه أو أقرانه أو نحو ذلك، والكلام عليها وعزوها لمن رواها من  
أصحاب الكتب والدواوين .....

”فتح المغیث“ کی اس عبارت میں علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ تخریج کہتے ہیں کہ  
محدث کسی حدیث کو کتابوں، یا اساتذہ سے نقل کر کے دوسروں سے بیان کرے اور جس  
کتاب یا جس استاذ سے نقل کیا ہے اس کی طرف حدیث کی نسبت کو بھی ذکر کرے۔

تخریج کا یہی معنی علامہ ذہبیؒ کی کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ کی اس عبارت میں لیا  
گیا ہے عبارت یہ ہے ”الحافظ الثقة أبو الحسن البصري الصغار، مصنف  
السنن، الذی یکنى أبو بکر البیهقی من التخریج منه فی سننه“۔ (۱)

علامہ ذہبیؒ نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں احمد بن حنبلہ بن اسماعیل الصغار کا  
ترجمہ ذکر کیا ہے، ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”حافظ، ثقہ ابوالحسن بصری صغار سنن کے  
مصنف ہیں، یہی وہ بزرگ ہیں جن سے ابوبکر بیہقیؒ اپنی سنن میں حدیث نقل کرتے ہیں اور  
نقل حدیث کی نسبت انہیں کی طرف کرتے ہیں۔

محدثین کے نزدیک تخریج کے تیسرے معنی:

”حدیث کے اصل مصاویر و مراجع کی رہنمائی کرنا“ بھی تخریج کے ایک معنی بیان  
کیے گئے ہیں۔ یعنی آدمی حدیث کو ذکر کرے پھر جہاں سے حدیث نقل کی ہے اس کو ذکر  
کرے تو اس کو بھی ”تخریج“ کہتے ہیں۔

علامہ منادیؒ نے ”فیض القدر“ میں علامہ سیوطیؒ کے قول نقل فرماتے ہوئے لکھا

ہے کہ یا تو یہ عبارت ہو، علامہ سیوطی کا قول نقل الخ، یا تو یہ ہو علامہ سیوطی کے قول نقل الخ  
 ”وبالغت فی تحریر التخریج“ جس کے معنی ہیں کہ میں نے اس بات میں خوب  
 محنت صرف کی کہ احادیث کو اچھی طرح ان ائمہ کی طرف منسوب کروں جنہوں نے  
 احادیث کو جوامع، سنن اور مسانید میں ذکر کیا ہے۔ تو میں کوئی بھی حدیث اس وقت تک کسی  
 مصدر حدیث کی طرف منسوب نہیں کرتا جب تک کہ حدیث اور اس کے بیان کرنے والے  
 کے حالات کی مکمل تفتیش نہ کر لوں۔ اور تحقیق و تفتیش میں حدیث کو کسی غیر ال کی طرف  
 منسوب نہیں کرتا چاہے وہ بالذات بڑے ہی کیوں نہ ہوں، جیسے بڑے بڑے مفسرین۔  
 ڈاکٹر محمود طحان کی رائے:

جامعہ ملک سعود کے کلیۃ اصول الدین کے استاذ ڈاکٹر محمود طحان کہتے ہیں کہ  
 تخریج کے یہی تیسرے معنی محدثین کے یہاں کثیر الاستعمال ہیں کچھلی صدیوں سے یہی  
 معنی زیادہ شائع ذائع ہوئے ہیں جب سے علمائے امت نے مختلف کتابوں میں منتشر  
 احادیث کو لوگوں کے استفادے کے پیش نظر یکجا کرنا شروع کیا ہے۔

اسی تیسرے معنی کو سامنے رکھ کر ہم تخریج کی اصطلاحی تعریف سپرد قلم کرتے ہیں۔

## تخریج کی اصطلاحی تعریف:

التخریج: هو الدلالة علی موضع الحدیث فی مصادره الأصلية

التي أخرجته بسنده ثم بیان مرتبہ عند الحاجة.

تخریج کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ حدیث کے مصادرِ اصلیہ میں جہاں حدیث  
 موجود ہو اس کو حدیث کی سند کے ساتھ اور عند الضرورة حدیث کا درجہ بھی بتا دینا تخریج  
 حدیث کہلاتا ہے۔

**تخریج:** الدلالة علی موضع الحدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان مؤلفات و کتب کو بتا دیا جائے جن میں وہ حدیث پائی جاتی ہے، جیسے کہ یہ کہا جائے: ”اخرجه البخاری فی صحیحہ، یا کہا جائے: اخرجہ الطبرانی فی معجمہ، یا یوں کہا جائے: اخرجہ الطبری فی تفسیرہ“ وغیرہ۔

**حدیث کے مصادر اصلیہ:**

(۱) حدیث کی وہ کتابیں جنہیں مؤلفین نے اپنے اساتذہ سے، احادیث کو سند متصل کے ساتھ سن کر جمع کیا ہے، وہ مصادر اصلیہ کہلاتی ہیں۔

**مثال:** صحاح ستہ یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مؤطا مالک، مسند احمد، مستدرک حاکم، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق وغیرہ۔

(۲) حدیث کی وہ کتابیں بھی مراجع و مصادر اصلیہ کا درجہ رکھتی ہیں جو مذکورہ کتابوں کی مانند ہیں، مذکورہ کتابوں کی مانند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بھی مؤلفین کتاب نے اپنے اساتذہ سے احادیث کو سند متصل کے ساتھ سن کر جمع کیا ہے، جیسے حدیث کی وہ کتابیں جو مذکورہ کتب حدیث میں سے بعض کی جامع ہوں، جیسے: علامہ حمیدی کی کتاب ”الجمع بین الصحیحین“ یا حدیث کی وہ کتابیں جو بعض کتب حدیث کے ”اطراف“ کی جامع ہوں، جیسے: ”تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف“ یہ علامہ مزی کی تصنیف ہے، اسی طرح وہ کتابیں بھی مراجع کا درجہ رکھتی ہیں جو مذکورہ کتب حدیث کا اختصار ہوں، جیسے: ”تمہذیب سنن ابی داؤد“ یہ کتاب علامہ منذری نے لکھی ہے، منذری نے اس کتاب میں اگرچہ سند حدیث کو ذکر نہیں کیا ہے لیکن اس کو حکماً مذکور ہی مانا جائے گا، کیوں کہ جس کو بھی سند حدیث کی ضرورت پڑے گی وہ سنن ابی داؤد کو دیکھ لے گا۔



(۳) وہ کتابیں بھی مصادر و مراجع کا درجہ رکھتی ہیں جو تفسیر، فقہ اور تاریخ وغیرہ مختلف فنون پر لکھی گئی ہیں اور ان میں احادیث پائی جاتی ہیں لیکن یہ بات ضروری ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین احادیث کو اپنی کتابوں میں سند کے ساتھ درج کریں کسی دوسری کتاب پر اعتماد کر کے حدیث نقل نہ کریں۔

اس کی مثال ”تفسیری طبری“ ہے، اسی طرح ”تاریخ طبری“۔ ”تفسیر طبری“ میں ”تفسیر“ موضوع کتاب ہے، لیکن اس کتاب میں جو احادیث ہیں انہیں علامہ طبری نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے، اس لیے یہ بھی مصادر و مراجع کا درجہ رکھتی ہے، ”تاریخ طبری“ میں بھی موجودہ احادیث امام طبریؒ نے اپنی سند سے ذکر کی ہیں، لہذا تاریخ طبری بھی مراجع حدیث میں شمار کی جائے گی۔

اسی طرح امام شافعیؒ (پ: رجب ۱۵۰ھ، د: رجب ۲۰۴ھ) کی ”کتاب الام“ ہے، امام شافعیؒ نے یہ کتاب احادیث کو جمع کرنے کے لیے نہیں تصنیف فرمائی ہے، اسی طرح امام طبریؒ نے تاریخ طبری اور تفسیر طبری کو جمع احادیث کے مقصد سے نہیں لکھا ہے، لیکن جہاں کہیں احادیث سے دلیل پیش کرنے کی ضرورت پڑی ہے، احادیث کو اپنی سند سے پیش کیا ہے، کسی پیش رو حدیث کی کتاب سے احادیث کو نہیں لیا ہے، اسی لیے ”کتاب الام“ ”تفسیر طبری“ اور ”تاریخ طبری“ بھی احادیث کے لیے مصادر و مراجع کا درجہ رکھیں گی۔

اب رہ گئیں حدیث کی وہ کتابیں جن میں احادیث کو اپنے اساتذہ سے سن کر نہیں جمع کیا گیا ہے بل کہ دوسری کتابوں سے لے کر جمع کیا گیا ہے۔ تو ایسی کتابوں کی طرف تخریج احادیث کے موقع پر رخ کرنا اور ان کا حوالہ دینا، مراجع اصلیہ کا حوالہ دینا، نہیں کہلائے گا، بل کہ یہ عام کتب حدیث کا حوالہ کہلائے گا، جس سے فن تخریج کا حق ادا نہ

ہوگا، اور نہ یہ صحیح عمل تخریج ہی کہلائے گا، حدیث پڑھنے والے کو تو یہ پتہ چل جائے گا کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے، لیکن یہ پتہ نہ چلے گا کہ یہ حدیث مراجع اصلیہ میں سے کسی اصلی مرجع حدیث میں موجود ہے۔

یہ کتابیں مراجع و مصادر نہیں:

حدیث شریف کی وہ کتابیں تخریج احادیث کے لیے حوالے میں نہیں پیش کی جاسکتیں جن میں ”احادیث احکام“ کو جمع کیا گیا ہو۔ مثلاً ”بلوغ المرام من أدلة الأحکام“ یہ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (پ۔ ۷۷۳ھ، و۔ ۸۵۴ھ) کی تصنیف ہے جس میں علامہ ابن حجرؒ نے ”احادیث احکام“ کو یکجا کیا ہے، تخریج حدیث کے لیے یہ کتاب مراجع کا درجہ نہیں رکھتی۔

اس طرح وہ کتابیں بھی مراجع و مصادر کا درجہ نہیں رکھتیں جن میں حروفِ حجبی کے اعتبار سے احادیث رسول کو جمع کیا گیا ہو، جیسے علامہ جلال الدین سیوطیؒ (پ۔ ۸۴۹ھ، و۔ ۹۱۱ھ) کی ”جامع صغیر“ یہ کتب بھی تخریج احادیث کے لیے مرجع اصلی نہیں بن سکتی، لیکن علامہ نوویؒ (یحییٰ بن شرف نووی، ۶۳۱ھ تا ۷۱۰ھ) کی ”الزہدین“ اور ”ریاض الصالحین“ اسی طرح دیگر احادیث کی کتابیں جو گزشتہ کتب حدیثی سے ماخوذ ہوں اور مراجع و مصادر کا درجہ رکھتی ہوں تو انہیں مصادر اصلیہ کے لیے استعمال (۱) کیا جاسکتا ہے اور وقت ضرورت ان کتب سے مدد لی جاسکتی ہے۔ (۲)

(۱) الزہدین اور ریاض الصالحین مصادر اصلیہ کا درجہ نہیں رکھتیں، اصلی انہیں مصادر اصلیہ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (درام طور)

(۲) تخریج کے عمل میں حدیث کے درجات کی تعین یعنی صحیح و ضعیف کا فیصلہ کوئی بنیادی امر نہیں ہے، صرف ضرورت کے وقت صحیح و ضعیف کا فیصلہ ہر دور پر کیا جاتا ہے۔

## تخریج حدیث کی اہمیت و ضرورت:

علوم شرعیہ کے طالب علم کے لیے یہ بات نہایت ضروری ہے، کہ ”فن تخریج“ کو بھی حاصل کرے۔ اس کے قواعد و ضوابط اور اصول و قوانین کو اچھی طرح پڑھنا اور سمجھنا کہ یہ جان سکے کہ حدیث کے جو اصل مراجع و مصادر ہیں ان میں یہ حدیث موجود ہے یا نہیں۔ اور بات کتنی اہم اور شدید ضرورت کی ہے کہ علوم حدیث کو حاصل کرنے والا فن تخریج کے اصول و قواعد کی روشنی میں حدیث کے مرجع تک پہنچ جاتا ہے اور اصل کتاب اور بنیادی تصنیف تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے جس کو اس کے بڑے بڑے ائمہ کرام نے اپنی سند سے حدیث کو حضور تک پہنچا کر تالیف کیا ہے۔ ایسا طالب علم جو فن تخریج سے واقف ہو گا وہ جب کسی حدیث کی تشریح کرے گا یا اس کو کسی مضمون یا مقالے میں ذکر کرے گا تو فن تخریج کی مدد سے وہ جلد ہی یہ بھی معلوم کر لے گا کہ متقدمین محدثین میں سے کس محدث نے اپنی کس کتاب میں یہ حدیث کون سی سند کے ساتھ ذکر کی ہے۔ حدیث پڑھنے والے اور پڑھانے والے دونوں کو اس کی شدید ضرورت پڑتی ہے، اور اسی ضرورت کو ”فن تخریج حدیث“ پورا کرتا ہے؛ لہذا حدیث سے دل چسپی رکھنے والے ہر طالب علم کو تخریج حدیث کا فن آنا از بس ضروری ہے۔

## تخریج حدیث کی مختصر مگر جامع تاریخ:

مقدمین علمائے امت اور علم حدیث سے وابستگی رکھنے والے صلحائے امت کو اپنے زمانوں میں، پہلے ان اصول و قواعد کی چنداں ضرورت نہ تھی جن کو تخریج میں بیان کیا جاتا ہے کیوں کہ حدیث کے مصادر و اصلیہ اور مراجع ضرور یہ وہ اچھی طرح جانتے تھے، ان کا شب و روز کا مشغلہ ہی یہی رہتا تھا کہ احادیث کی سند متصل کے ساتھ معلومات

حاصل کی جائے، کس شیخ کے پاس، کون سی حدیث مختصر سند یعنی سند عالی کے ساتھ ملے گی، کس شیخ کو کتنی زیادہ احادیث یاد ہیں۔ اپنے شیخ کی مرویات کو اپنی سند سے کیسے جمع کرنا ہے، یکساں سب ان کا دن اور رات کا مشغلہ ہوا کرتا تھا۔ جب انہیں کسی حدیث سے استشہاد پیش کرنا ہوتا تھا تو وہ حدیث مراجع اصلیہ سے نکال کر دلیل میں پیش کر دیتے، اس عمل میں ان کو نہ دشواری معلوم ہوتی، نہ زیادہ وقت صرف ہوتا، حدیث کی کتابیں کس نوعیت کی لکھی گئی ہیں؟ فلاں حدیث کس کتاب کی کس جلد میں شیخ کی سند متصل کے ساتھ مل جائے گی؟ کون سی کتاب کس ترتیب سے لکھی گئی ہے، حدیث تلاش کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ یہ سب ان کو اچھی طرح معلوم ہوتا تھا۔

علم حدیث سے دل چسپی اسی طرح چند صدیوں تک باقی رہی، پھر جیسے جیسے علم حدیث سے دل چسپی کم ہوتی گئی، حدیث کے اصلی مراجع و مصادر سے لوگوں کی واقفیت گھٹتی چلی گئی، اب لوگوں کے لیے یہ مرحلہ انتہائی دشوار گزار ہو گیا کہ وہ احادیث جن کو شریعت کے احکام و علوم میں علما و متصفین استشہاد کے طور پر پیش کرتے ہیں انہیں کہاں اور کیسے تلاش کیا جائے؟ جیسے کہ فقہ کے موضوع پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں بھی احادیث رسول موجود تھیں۔ (۱)

(۱) یہاں پر حافظ عراقی کی نظر میں ایک دوسرا سبب ہے جس کی وجہ سے حنفی علماء کرام اپنی کتابوں میں تخریج احادیث کا ذکر نہیں کرتے، وہ سبب یہ ہے کہ جس فن کی جو کتاب لکھی جا رہی ہے اس کے اصل موضوع سے ذہول نہ ہو جائے۔ چنانچہ حافظ عراقی نے اپنی تخریج کبیر الامیاء کے طلبہ میں بیان کیا ہے کہ ”حنفی علماء کا یہ معمول رہا ہے کہ اپنی کتابوں میں جو حدیث ذکر کرتے ہیں ان پر سکوت فرماتے ہیں اور صحیح ضعیف کا تذکرہ نہیں کرتے، کس محدث نے وہ حدیث بیان کی ہے اس کا بھی ذکر نہیں کرتے، اگرچہ وہ حدیث کے امام ہی کیوں نہ ہوں۔ یہاں تک کہ جب امام نووی کا زمانہ آیا تو انہیں نے تخریج حدیث کا ذکر بھی شروع کر دیا۔ اسلاف و حنفی علماء کا مقصد عدم ذکر تخریج سے صرف =

لیکن ان پر صحیح و ضعیف کا حکم موجود نہیں رہتا تھا اور نہ ہی ان محدثین کا نام ہوتا تھا جنہوں نے وہ حدیث سند سے بیان کی ہے۔ یہی طرز چلتا رہا یہاں تک کہ بعض علمائے امت نے کمر ہمت کسی اور حدیث کے علاوہ موضوعات پر لکھی گئی کتابوں میں موجود احادیث کی تخریج کر ڈالی، ان احادیث کو کتب حدیث میں ان کتابوں کی طرف نسبت فرمائی جو مصادر و مراجع کا درجہ رکھتی ہیں، حدیث کی مختلف سندیں ذکر کیں، حدیث پر کلام کیا، صحیح و سقیم کا فیصلہ کیا، مقام کے اعتبار سے صحیح و ضعیف حدیثوں کو ممتاز کیا۔ اس طرح ”تخریج کی کتابیں“ منہ بہ منہ شہود پر آئیں۔

### خطیب بغدادی کا کارنامہ:

(۳۶۳ھ) استقرا سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ خطیب بغدادی ایسے محدث ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تخریج احادیث پر کتابیں لکھیں، تخریج احادیث پر سب سے مشہور کتاب ”تخریج الفوائد المستنحة الصحاح والغرائب“ ہے جس کو ”شریف ابو القاسم حسینی“ نے تصنیف کیا ہے، اسی نام سے ابو القاسم المبر وائی نے بھی کتاب لکھی ہے، یہ دونوں کتابیں ابھی تک مخطوطے کی شکل میں ہیں، اسی طرح محمد بن موسیٰ حازمی شافعی (م ۵۸۴ھ) کی تصنیف ”تخریج احادیث المہذب“ بھی تخریج حدیث پر اولین کتابوں میں سے ہے؛ ”المہذب“ یہ فقہ شافعی کے موضوع پر ابو اسحاق شیرازی کی تصنیف ہے۔

= یعنی حاکم نوک کتاب کے اصل موضوع سے غافل نہ ہو جائیں، اس لیے امام راغبی باوجود یہ کہ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے پھر بھی انہوں نے فقہائے کرام کے طرز کا اختیار کیا، امام راغبی امام نووی سے زیادہ حدیث کا علم رکھتے تھے۔

(فیض القدیر شرح جامع صغیر ۱/۱۸)

## کتاب تخریج کی کثرت:

بعد ازاں تخریج حدیث پر تسلسل اور کثرت سے کتابیں لکھی گئیں، اور مختلف مصنفین کی دسیوں کتابیں اس موضوع پر مظر عام پر آئیں۔ محدثین نے ان کتابوں پر بڑا علمی کام بھی کیا، جن کی احادیث کی تخریج کی گئی تھی، اور احادیث و سنن پر قابل قدر خدمات انجام دیں، اس طرح حدیث کی کتابوں میں خوب اضافہ ہوا اور حدیث کے تعمیر شدہ محل میں پیدا کیا جانے والا نقص بھی دور ہوا۔ تخریج احادیث کے میدان میں اگر علمائے کرام اور محدثین عظام نے اپنی خدمات جلیلہ پیش کی ہوتیں تو علوم شریعت کی تشریح و خدمت میں ایک نقص رہ جاتا۔ اسی لیے آج ہم اگر کسی حدیث کو اصل مرجع میں تلاش کرنا چاہیں تو ہمیں کتاب تخریج حدیث سے بڑی رہنمائی مل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان محدثین و مصنفین کو اور اسلاف امت کو ہماری اور امت کی طرف سے اپنی شایان شان بدلہ عطا کرے جنہوں نے پورے خلوص و لہیت سے حدیث کی خدمت کی خاطر تخریج احادیث کی طرف رخ کیا اور فن تخریج کو نکھارا۔

## عصر حاضر میں فن تخریج:

وقت گذرتا رہا، حالات نے کروٹ لی، گردش زمانہ کی نیرنگی دیکھئے کہ اب اس وقت موجودہ زمانے میں ہم طلبہ و علماء کا یہ حال ہو چکا ہے کہ اگر ہم کسی کتاب میں کوئی حدیث دیکھتے ہیں اور اس جگہ حدیث جہاں سے لی گئی ہے اس کا بھی تذکرہ مختصر ملتا ہے، اب ہم اس کتاب کی ابھی پڑھی ہوئی حدیث کو ذرا تفصیل سے دیکھنا چاہتے ہیں تو حوالہ دی گئی حدیث کو ہم اس کی اصل جگہ اور اصل کتاب میں حدیث کے اصل الفاظ کو نہیں تلاش

کر پاتے، اس لیے کہ ہم کو یہ نہیں معلوم رہتا کہ اس کتاب کی ترتیب کس نوعیت کی ہے، اور کون سی ترتیب سے ابوابِ حدیث لائے گئے ہیں۔

اسی طرح اگر کسی حدیث سے ہم استدلال کرنا چاہتے ہیں، حدیث کے بارے میں کسی طرح یہ بھی معلوم ہے کہ یہ حدیث مثلاً: بخاری شریف میں ہے، یا ”مسند احمد“ یا ”مستدرک حاکم“ میں ہے، لیکن ہم ان کتابوں میں وہ حدیث نہیں تلاش کر پاتے کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ان کتابوں کی تصنیف کا طریقہ اور احادیث کی ترتیب کا پتہ نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے ہمیں شدید دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اگر آپ کسی بڑے ادارے میں تدریسی زندگی گزار رہے ہوں تو آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ اگر کسی طالب علم کو ”حدیث“ و ”سنت“ کے عنوان پر دو صفحات پر مشتمل مقالہ لکھنے کے لیے کہا جائے جس سے اس کو پی، ایچ ڈی یا ایم فل کی ڈگری مل جائے تو وہ طالب علم اصل مراجع و مصادر احادیث سے از خود استفادہ کر کے مقالہ تیار کرنے میں کافی مایوسی کا شکار ہوگا اور کماحقہ اصل کتب حدیث سے استفادہ نہ کر سکے گا۔

### تخریج حدیث کی ضرورت:

مذکورہ الصدر حالات کے پیش نظر اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم طالبانِ علومِ نبوت اس بات سے واقف ہوں کہ تخریج حدیث کے اصول و ضوابط کیا ہیں، تخریج کے کیا طریقے ہیں، کس مصنف نے اپنی کتاب میں احادیث لکھنے میں کس ترتیب و طریقے کو مد نظر رکھا ہے، ابواب و فصول کے جاننے اور مراجعت کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

## مشہور کتب تخریج:

- محدثین کرامؓ نے فن تخریج پر دسیوں کتابیں تحریر فرمائی ہیں، کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:
- (۱) ابواسحاق شیرازیؒ کی ”تخریج احادیث المہذب“ یہ محمد بن موسیٰ حازی رحمہ اللہ (۵۸۴ھ) کی تصنیف ہے۔
  - (۲) ابن عاصبؒ کی ”تخریج احادیث المختصر الکبیر“ یہ محمد بن احمد بن عبد البہادی المقدسیؒ (۷۴۴ھ) کی تصنیف ہے۔
  - (۳) علامہ مرغینانیؒ کی ”نصف الرایہ لأحادیث الہدایہ“ یہ ”عبد اللہ بن یوسف“ (۷۶۲ھ) کی تصنیف ہے۔
  - (۴) ”تخریج احادیث الکشاف“، علامہ زحشری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، حافظ زبیلیؒ نے بھی تخریج کی ہے۔
  - (۵) عمر بن علی بن السلطان (متوفی ۸۰۴ھ) کی تصنیف ”البدور المبر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر للرافعی“۔
  - (۶) ”المغنی عن حمل الأسفار فی الأسفار فی تخریج ما فی الأحياء من الأخبار“ عبد الرحیم بن الحسین العراقي (متوفی ۸۰۶ھ) کی تصنیف۔
  - (۷) ”تخریج الأحادیث التي يشير إليها الترمذی فی کل باب“ حافظ عراقیؒ کی تصنیف ہے۔
  - (۸) ”التلخیص الحبیرو فی تخریج احادیث شرح الوجیز الکبیر، للرافعی“، یہ احمد بن علی بن حجر عسقلانیؒ یعنی علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی تصنیف ہے (متوفی ۸۵۲ھ)۔



(۹) ”الدراہ فی تخریج احادیث الہدایہ“ از حافظ ابن حجر عسقلانی۔

(۱۰) ”تحفة الراوی فی تخریج احادیث البیضاوی“، عبدالرؤف بن علی المنادوی (۱۰۳۱ھ) کی تصنیف ہے۔

## کتاب تخریج اور ان کے مصنفین

(۱) نصب الراہ للاحادیث الہدایہ:

ابھی پچھلے زمانوں میں فن تخریج پر جو کتابیں طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی ہیں ان میں مشہور ترین کتاب ”نصب الراہ للاحادیث الہدایہ“ ہے، یہ کتاب علامہ عبداللہ بن یوسف زطی کی تصنیف ہے، آپ حافظ زطی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں، آپ حنفی مقلد ہیں ابو محمد آپ کی کنیت ہے اور لقب جمال الدین، آپ کا سن وفات ۶۲۷ھ ہے۔ (۱)

نصب الراہ ایسی کتاب ہے جس میں علامہ زطی حنفی نے ان احادیث کی تخریج کی ہے جنہیں علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (متوفی ۵۹۳ھ) نے فقہ حنفی پر تحریر کردہ اپنی مشہور کتاب ”ہدایہ“ میں مسائل کی دلیلوں کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

(۱) زطی: حافظ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زطی حنفی، زطی: زطی کی طرف بہت ہے، جوش کے ساحل پر ایک شہر کا نام ہے یہ شہر ہندو کا بھی رہ چکا ہے، فی الحال موالہ میں پڑتا ہے، حافظ زطی کی علمی تشویش ہوئی، فقہ و حدیث میں مہارت پیدا کی، کتابیں تصنیف کیں، احادیث کی تخریج کی اور اپنے وقت کے کبار علماء سے کسب فیض کیا، آپ کے ایک استاد شارح کنز الخیر الزطی گذرے ہیں، اسی طرح قاضی علاء الدین تبرکاتی بھی آپ کے استاد رہے ہیں، مطالعہ کتب بالخصوص کتب احادیث کے مطالعہ کے دلدادہ تھے، اسی شوق نے ہدایہ کی احادیث کی تخریج پر آمادہ کیا اور تفسیر کشاف کی احادیث کی بھی تخریج فرمائی۔ دونوں کتابوں میں موجود احادیث کی تخریج کا عمدہ احاطہ فرمایا، حافظ عراقی بھی تخریج احادیث کے لیے احادیث کی کتابوں کا مطالعہ کرنے میں آپ کے رفیق رہے ہیں، آپ کا انتقال قاہرہ میں ہوا، وہیں مدفون بھی ہوئے، سن وفات ۶۲۷ھ ہے، واللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ (آئین ۱)

”نصب الراية“ کتب تخریج میں بہت عمدہ کتاب ہے، جس کا نفع بڑا عام و عام ہے، اس لیے کہ مصنف نے حدیث کی سندوں کو بھی بیان کیا ہے، پھر حدیث کی کتابوں میں وہ حدیث کہاں کہاں مل سکتی ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے، مزید برآں حدیث کی سند کے راوی پر جرح و تعدیل کے سلسلے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال بھی بڑے صاف اور واضح انداز میں ذکر کیے ہیں۔

انہیں معلومات و اسالیب سے ان لوگوں نے بھی خوب استفادہ کیا ہے جو آپ کے بعد پیدا ہوئے اور تخریج حدیث کا کام کیا، خاص طور پر علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس اسلوب اور تخریج حدیث سے خوب مدد لی ہے۔

یہ کتاب علامہ زطلیؒ کی حدیث اور علوم حدیث میں مہارت و تبحر علمی کی کافی شہادت ہے، اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ علامہ زطلیؒ حدیث کے بنیادی مصادر و مراجع پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے، ان مصادر سے احادیث کے استخراج و بیان پر مہارت تامہ کے حامل تھے۔

علامہ سید محمد بن جعفر کتانیؒ ”الرسالة المستطرفة“ میں ”نصب الراية“ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”وهو تخریج نافع جدا به استمد من جاء بعده من شراح الهداية، بل منه استمد كثيرون الحافظ بن حجر في تخریجه وهو شاهد على تبحره في فن الحديث واسماء الرجال، وسعة نظره في فروع الحديث إلى الكمال“ (۱)

یہ بہت نفع بخش تخریج ہے، بعد کے شارحین ہدایہ نے اس سے مدد لی ہے، بل کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اپنی تخریجوں میں اس سے کافی تعاون لیا ہے، اس سے علامہ ذیلیعیؒ کے فن حدیث میں تہر علمی کا پتہ چلتا ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی نظر اسما الرجال اور فروع حدیث میں بڑی کامل و تام ہے۔

### طریقہ تخریج:

علامہ ذیلیعیؒ نے اپنی کتاب ”نصب الرایہ“ میں تخریج حدیث کا طریقہ کار، یہ اپنایا ہے کہ سب سے پہلے وہ حدیث ذکر کرتے ہیں جسے صاحب ہدایہ نے ”ہدایہ“ میں ذکر کی ہے، پھر کتب حدیث کے مصنفین میں سے جس جس محدث نے وہ حدیث ذکر کی ہے اس کا نام بیان کرتے ہیں، اس حدیث کی سند اور موضع سند کا ذکر کرتے ہیں، پھر اس حدیث کے ہم معنی دوسری احادیث بھی ذکر کرتے ہیں جن سے اس حدیث کو اور صاحب ہدایہ کے استدلال کو قوت ملتی ہے، پھر اپنی ذکر کردہ احادیث کی تمام سندوں کو بھی ذکر کرتے ہیں اور جس جس نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اس کا نام بھی لیتے ہیں، ان ہم معنی احادیث کو ”احادیث الباب“ کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ پھر اگر مسئلہ اختلافی ہوتا ہے تو اختلاف کے علاوہ دیگر ائمہ کی رائے کو، اور ان احادیث کو بھی ذکر کرتے ہیں جن سے ان ائمہ نے استدلال کیا ہے اور ان ائمہ کی مستدل احادیث کو ”احادیث الخصوم“ کے نام سے ذکر کرتے ہیں، جن حضرات نے ان احادیث کی تخریج کی ہے ان کا نام بھی بیان کرتے ہیں۔ پھر ان سب باتوں کو نہایت صفائی، انصاف اور اعتدال پسندی سے ذکر کرتے ہیں، جس میں مذہبی تعصب کی بوٹک نہیں آتی۔

## نصب الراية کے نسخے:

نصب الراية کے دو نسخے ہیں، ایک نسخہ ہندوستان میں اسی صدی ہجری کے آغاز میں طبع ہوا ہے لیکن اس میں کثرت سے سند و متن دونوں میں بڑی اغلاط ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرا نسخہ قاہرہ سے طبع ہو کر مظہر عام پر آیا ہے، یہ طباعت ادارہ مجلس علمی پاکستان کی نگرانی میں، ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں مکتبہ دارالہمامون سے ہوئی ہے، اس نسخے پر اعتماد کیا جانا چاہیے، یہ نسخہ ۳۲ جلدوں میں محقق انداز میں زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔

تخریج احادیث کا کام فقہی کتابوں کی ترتیب کے مطابق کیا گیا ہے، چنانچہ کتاب الطہارۃ سے متعلق احادیث کی تخریج سے کتاب کا آغاز کیا گیا ہے، یہی سلسلہ فقہی ابواب کے آخر تک چلا گیا ہے، ابواب کی ترتیب میں بھی علامہ زطیعیؒ نے اصل کتاب ”ہدایہ“ کے ابواب کی ترتیب ملحوظ رکھی ہے، جس سے استفادہ بہل تر ہو گیا ہے، اس لیے کہ جس کو جو حدیث جس باب کی دیکھنا ہے وہ وہی باب کھولے حدیث پوری تحقیق کے ساتھ اسے اپنی جگہ مل جائے گی۔

علامہ زطیعیؒ (م ۱۳۶۲ھ) کی کتاب ”نصب الراية“ یقیناً احادیث احکام کی تخریج کا ایک بڑا مجموعہ ہے جسے مذاہب اربعہ کے مستدلات کا انسائیکلو پیڈیا کہنا چاہئے، کیوں کہ مصنف نے ہدایہ کی تخریج احادیث کے ساتھ ساتھ مذاہب ثلاثہ کے مستدلات و دلائل پر بھی نہایت انصاف و اعتدال کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اور تمام اہل اسلام کی طرف سے مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین!

## ”نصب الراۓ“ میں ”تخریج احادیث“ کا ایک نمونہ:

یہاں تخریج حدیث کا ایک نمونہ پیش کیا جا رہا ہے، صاحب ہدایہ نے کپڑے سے منی پاک کرنے کی کیفیت سے متعلق ایک حدیث ”ہدایہ“ میں ذکر کی ہے، چناں چہ فرمایا ہے، ”الحديث الثالث: روي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال لعائشة في المني: ”فاغسله إن كان رطبا واغسليه إلا كان يابسا“.

یہ عبارت اور حدیث، ہدایہ کی ہے، علامہ زیلعیؒ نے اس کے بعد فرمایا ہے: ”قلت غریب، وروی الدارقطني في سننه من حديث عبد الله بن الزبير ثنا بشر بن بكر ثنا الأوزاعي عن يحيى بن سعيد عن عمرة عن عائشة قالت: كنت أفرک المني من ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذا كان يابسا وأغسله إذا كان رطبا، انتهى، ورواه البزار في مسنده وقال: لا يعلم أسنده عن عائشة إلا عبد الله بن الزبير هذا ورواه غيره عن عمره مرسلا، انتهى! قال ابن الجوزي في ”التحقيق“ والحنفية يحتجون على نجاسة المني بحديث رَوَاهُ عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال لعائشة: اغسله إن كان رطبا واغسليه إلا كان يابسا، ثم ذكر حديث الدارقطني المذكور. والله أعلم!

اتنی عبارت کے بعد علامہ زیلعیؒ نے فرمایا ہے کہ بعض محدثین نے منی کو کپڑے سے رگڑنے والی حدیث کو اس کپڑے پر محمول کیا ہے جس کو آپ نماز کے وقت اتار دیتے تھے، لیکن اس قول کو علامہ زیلعیؒ رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ قول اس حدیث سے مسترد کر دیا جائے گا جس میں مذکور ہے کہ كنت أفرک من ثوب رسول الله صلى

اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلی فیہ - کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کمرچ دیا کرتی تھی پھر اسی کپڑے میں آپ نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث مسلم شریف میں ہے۔

ابوداؤد شریف میں ”فیصلی فیہ“ کی جگہ پر ”ثم یصلی فیہ“ ہے، لیکن ”فا“ کا فائدہ یہ ہے کہ (وہ تعقیب مع الوصل کی وجہ سے) رگڑنے کے بعد پانی سے دھونے کا احتمال ختم کرتا ہے۔ بعض مالکیہ نے ”پانی سے رگڑنے“ پر محمول کیا ہے، لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں ہے اس لیے کہ مسلم شریف میں ایک حدیث اس طرح ہے ”لقد رأیتنی والی للاحک من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بسا بظفوری“ واللہ اعلم! (یہ مالکیہ کے قول کی تردید کرتی ہے، کیوں کہ اس میں ہے کہ ”میں اپنے ناخن سے منی کو رگڑتی تھی جو خشک ہوتی تھی) اس کے بعد علامہ زلیحی نے فرمایا:

احادیث الباب: روی البخاری و مسلم عن حدیث عائشة أنها كانت تغسل المني من ثوب رسول صلى الله عليه وسلم فيخرج فيصلي فيه و أنا أنظر إلى بقع الماء في ثوبه انتهى! و هذا لا منافاة بينه وبين قولها: كنت أغرك المني من ثوبه فيصلي فيه كما منافاة بين غسله و قدميه و مسحه على الخفين. انتهى! وقال ابن الجوزي ليس في هذا الحديث حجة، لأن غسله كان للاستعداد لا للنجاسة.

علامہ زلیحی رحمہ اللہ احادیث الباب کا عنوان دے کر اسی طرح احادیث نقل کرتے ہیں جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث نقل کی ہے، پھر امام بیہقی کا قول اور ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے۔

حدیث: انما يغسل الثوب عن خمس وسياكن قريبا.

الآثار: علامہ زیلعی "الآثار" کے تحت لکھتے ہیں "روی ابن أبي شيبة في

"مصنفه" حدثنا حسين بن علي بن جعفر بن برقان بن محالد بن أبي غرة قال:

سأل رجل عمر الخطاب فقال: إني احتلمت على طنفسة، فقال: ان كان

رطبا فاغسله، وان كان يابسا فاحككه، وإن خفي عليك فارششه. انتهى!

احادیث الخرم: روی أحمد في "مسنده" حدثنا معاذ بن معاذ

أننا عكرمة بن عمار عن عبد الله بن عبيد الله بن عمير عن عائشة قالت:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بسلت المني من ثوبه يعرق الإذخر،

ثم يصلي فيه، ويحته يا بسا، ثم يصلي فيه. انتهى!

حدیث آخر: أخرجه الدارقطني في "سننه" والطبراني في

"معجمه" عن اسحاق بن يوسف بن الأزرق عن شريك القاضي عن

محمد بن عبد الرحمن عن عطاء عن ابن عباس قال: سئل النبي صلى الله

عليه وسلم عن المني يصيب الثوب، قال: انما هو بمنزلة المخاط أو

البزاق، وقال: انما يكفيك هو بمنزلة المخاط أو البزاق، وقال: انما

يكفيك ان تمسحه بخرقه أو بإذخرة. انتهى! قال الدارقطني: لم يرفعه

غير اسحاق الأزرق عن شريك. انتهى! قال ابن الجوزي في "التحقيق":

واسحاق إمام مخرج له في "الصحيحين" "التحقيق": ورفعه زيادة، وهي

من الثقة مقبولة، ومن وقفه لم يحفظ. انتهى! ورواه البيهقي في "المعرفة"

من طريق الشافعي ثنا سفيان عن عمرو بن دينار وابن جرير جريح كلاهما

عن عطاء عن ابن عباس موقوفاً وقال: هذا هو الصحيح موقوفاً، وقد روى عن شریک عن ابن ابی لیلی عن عطاء مرفوعاً، ولا یثبت. انتہی (۱)

(۲) ”الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ“، یہ کتاب بھی کتب تخریج میں سے ہے، جیسے علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۲) (۸۵۲ھ-۷۷۳ھ) نے ”نصب الرایۃ“ سے تلخیص کیا ہے۔ نصب الرایۃ حافظ زبلی کی کتاب ہے جس پر پچھلے صفحات میں کلام ہو چکا ہے۔

(۱) نصب الرایۃ ۱/۲۰۹، ۲۱۰

(۲) علامہ ابن حجر کا پورا نام حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر کنانی عسقلانی شافعی ہے، آپ کی پیدائش اور پرورش و پرورش مصر میں ہوئی، قاہرہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے، سن ولادت ۷۷۳ھ ہے، ۸۵۲ھ میں ۷۹ سال کی عمر میں ۷۷۳ھ میں آپ کے والد اس دنیا سے رحلت کر گئے، جب کہ اس سے قبل آپ کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا، اس طرح یتیمی کی زندگی گزارنے پر آپ مجبور ہوئے، آپ نے بچپن ہی میں ۹ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، نور الدین علی الخردی جو آپ کے دسی تھے آپ کو (۸۳۷ھ میں) ۱۱ سال کی عمر میں حج کے لئے اپنے ساتھ لے گئے، اور مکہ مکرمہ میں انہیں کے ساتھ رہے، وہیں حلیف الدین عبداللہ ثنواوری مسند النجار سے بخاری شریف پڑھی، پھر مختصرات العلوم کے عنوان پر مختلف کتابیں زبانی یاد کیں، بعد ازاں تاریخی کتابیں دیکھنے کا شوق ہوا، ادب کی کتابیں بھی مطالعہ کرنا شروع کیں، کچھ اشعار بھی کہے، پھر ۷۷۶ھ میں حافظ عراقی سے ملاقات کی اور ان کی خدمت میں دس سال تک رہ گئے، ۸۳۳ھ سال کی عمر تک حافظ عراقی کی خدمت کی اور فن حدیث میں خوب دل چسپی پیدا کی، یہاں سے اسکندریہ کے لیے دوبارہ حج کیا پھر یمن گئے، شام گئے، اور اکثر شہروں میں جا کر احادیث سنیں۔ پھر بے شمار مفید کتابیں تصنیف کیں، قاضی بھی بنے، وہ رہیں رہے مافاق کی ذمہ داری بھی نبھائی، اس طرح طلب علم بھی نے آپ کے علم و فضل، وسعت مطالعہ اور قوت حافظہ کی کھل کر گواہی دی بالآخر ۸۵۲ھ میں ۷۹ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ آمین!

(اصول التخریج: ص ۲۵، حاشیہ)



صاحب کتاب نے الدرایہ کو مستحلاً نہیں لکھا ہے، بل کہ ”نصب الراية“ کی تلخیص کی ہے اس لیے اس کی ترتیب بھی اصل کتاب نصب الراية ہی کی ترتیب پر ہے۔ ابواب کی ترتیب بالکل اصل کتاب کی مانند ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ علامہ زیلعیؒ کی نصب الراية کے کچھ مقاصد تلخیص کرنے میں بیان نہیں کیے ہیں، جس سے استغنا برتنا مصنف نے عمدہ خیال کیا ہے اور اسے مقدمۃ الکتاب میں ذکر بھی کیا ہے؛ چنانچہ فرماتے ہیں:

”أما بعد فاني لما لخصت .....

حمد و صلاة کے بعد عرض ہے کہ جب میں نے امام ابوالقاسم رافعیؒ کی ”شرح الوجیز“ کی احادیث کی تخریج کی تلخیص کی اور (الحمد للہ) تلخیص اصل کے تمام مقاصد کو جامع ہو کر مظهر عام پر آئی، مزید برآں اس میں بہت سارا اضافہ بھی تھا، تو اس وقت میرے مطالعے میں علامہ جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعیؒ کی ”تخریج احادیث الہدایہ“ بھی تھی تو بعض دوستوں نے مجھ سے آکر کہا کہ آپ علامہ زیلعیؒ کی تخریج احادیث الہدایہ کی بھی تلخیص فرمادیں تو نفع عام ہو جائے اور اہل مذہب کی معلومات بڑھ جائے تو میں نے ان کی باتوں میں غور کیا اور ان کی درخواست منظور کر لی۔ اور عمدہ سے عمدہ تلخیص کرنے کے ارادے سے کام کا بیڑا اٹھا لیا تا کہ مقاصد اصل میں کوئی خلل نہ آنے پائے، اللہ سے مدد کا طالب ہوں وہی عبادت کے لائق ہے، اسی سے ہر امر میں استعانت ہونی چاہیے اسی لیے اسی سے مدد کا طالب ہو کر کام کا میں نے آغاز کیا ہے۔

”ہدایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ“ یہ کتاب اگرچہ مختصر اور طلبہ کے لیے سہل ہے لیکن اصل کتاب کے ہوتے ہوئے کوئی زیادہ فائدہ مند نہیں ہے، کیوں کہ تخریج کا معنی یہ ہے کہ نفع بخش تخریج اسی وقت ہوتی ہے جب کہ اس میں حدیث کی

سندوں کی کثرت ہو اور ان کی جگہوں کی نشان دہی ہو، اور ان سب کی خوب خوب توضیح بھی ہو، اسی وقت طالب علم کو مکمل فائدہ ہوتا ہے، اور وہ تخریج کی گہرائی تک پہنچ جاتا ہے۔ علامہ ربیع کی کتاب اسی طرح کی ہے، نہ اس میں حشو و زوائد ہیں اور نہ ایسا اختصار کہ تحمل مطلب ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ کسی جگہ حدیث کی دوسری سندوں کی بھی ضرورت ہے اور تخصیص میں اس کو حذف کر دیا گیا ہے تو کتاب طالب علم کے لیے مقصود میں خلل انداز ہوگی اور اس سے نفع کم ہوگا درایہ کی تخریج کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے۔

### ”درایہ“ کی تخریج حدیث کا نمونہ:

**قال المؤلف:** ”حدیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعائشة فی المنی: فاغسلیہ إن کان رطباً، وأفرکیہ إن کان یابساً لم أجده بہذہ المسیاقۃ. و هو عند البزار و الدارقطنی من حدیث عائشۃ قالت: کنت أفرک المنی من ثوب رسول اللہ صلی علیہ وسلم إذا کان یابساً، واغسلہ إذا کان رطباً، ولمسلم من وجہ آخر، لقد رأیتہ وانی أحکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یابساً بظفري ولأبی داؤد: کنت أفرکہ من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرکاً فیصلي فیہ.

ولأحمد من طریق عبد اللہ بن عیید بن عمیر بن عائشۃ: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلت المنی من ثوبہ بعرق الإذخر ثم یصلي فیہ، و یحتہ یابساً ثم یصلي فیہ، وفي الصحیحین عن عائشۃ إنها کالت تغسل المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وروی ابن أبی شیبۃ من طریق خالد بن أبی عزۃ: سال رجل عمر فقال: إني احتلمت

علیٰ منفسۃ فقال: إن كان رطباً فاغسله وإن كان يابساً فاحككه، لأن  
خفي عليك فارششه، وروى الشافعي ثم البيهقي من طريقه بإسناد  
صحيح عن عطاء عن ابن عباس في المعنى: وإنما هو بمنزلة المعطاط  
والهزاق، قال البيهقي هذا هو الصحيح موقوف، ورفع شريك عن ابن  
أبي ليلى عن عطاء، ولا يثبت، انتهى! وهو عند الدار قطنی والطبري“.

(۴) التلخیص الحیر فی تخریج احادیث شرح الوجیز الکبیر:

یہ کتاب بہت عمدہ اور مفید ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے ”البلد المنیر فی  
تخریج الأحادیث والآثار الواقعہ فی الشرح الکبیر“ کی تلخیص کی ہے،  
”البلد المنیر علامہ سراج الدین عمر بن علی بن ملقن“ (م ۸۰۴ھ) کی  
تصنیف ہے، اور ”الشرح الکبیر“ کی بھی تلخیص کی ہے جو ابوالقاسم عبدالکریم بن  
عمر رافعی (۶۲۳ھ) کی، فقہ شافعی کے موضوع پر، لکھی ہوئی تصنیف ہے، ابوالقاسم نے اس  
میں ”الوجیز“ کی شرح کی ہے جو امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی (۵۰۵ھ) کی تصنیف ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ”الشرح الکبیر“ ایسی کتاب ہے جس کی احادیث  
کی تخریج بہت سارے علما نے امت نے کی ہے، ان میں پانچ علما نے کرام حافظ ابن حجر  
عسقلانی (متوفی: ۸۵۲ھ) سے پہلے گزرے ہیں، وہ پانچ علماء حسب ذیل ہیں:

(۱) سراج الدین بن ملقن (متوفی ۸۰۴ھ)

(۲) عزالدین بن جماعة (متوفی ۶۲ھ)

(۳) بدرالدین بن جماعة (عزالدین کے پوتے) (متوفی ۸۱۹ھ)

(۴) ابوامامہ محمد بن عبدالرحمان بن النفاس (متوفی ۸۲۵ھ)

(۵) بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشی (متوفی ۷۷۴ھ)

اور ایک عالم علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) کے بعد ہیں، اور وہ علامہ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) ہیں، انہوں نے اپنی کتاب کا نام رکھا "نشر العیبر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر"۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ علامہ سراج الدین بن الملقن (۸۰۴ھ) نے اپنی کتاب "بلدیر المنیر" کو سات جلدوں میں لکھا ہے، پھر اس کی تلخیص ۴ جلدوں میں کی ہے، اس تلخیص کا نام "خلاصۃ البلدیر المنیر" ہے، پھر اس تلخیص کی بھی تلخیص کی ہے، جو صرف ایک جلد میں ہے، اس کا نام "منتقى خلاصة البلدیر المنیر" ہے، علامہ ابن حجر (۸۵۲ھ) نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن علامہ ابن الملقن (۸۰۴ھ) کی "خلاصۃ البلدیر المنیر" کا اللہ جانے کیوں ذکر نہیں کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ نے اپنی مذکورہ کتاب کے مقدمے میں ذکر کیا ہے کہ "الشرح الکبیر" کی احادیث کی تخریج پیش کرنے والی کتابوں میں مفصل اور تلخیص کتاب سراج الدین بن ملقن (۸۰۴ھ) کی کتاب ہے، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ اس میں تکرار بہت ہے جس سے کتاب لمبی اور مفصل ہو گئی ہے، اور تلخیص میں مقاصد اصل کی بہت ساری باتیں تلخیص کی نذر ہو گئی ہیں، اسی لیے علامہ ابن حجرؒ نے ابن ملقن کی تلخیص میں ان کی کتاب کا ایک تہائی حصہ بڑھایا ہے جس میں مقاصد اصل کی متروک باتوں کو ذکر کرنے کا خصوصی التزام فرمایا ہے، اور مذکورہ بالا کتب تخریج کے فوائد زائدہ سے خوب کسب فیض کیا ہے اور علامہ زطلعیؒ کی نصب الراية سے بھی بہت کچھ لیا ہے، اور علامہ زطلعیؒ کی کتاب سے فقہ شافعی کی کتاب کی احادیث کی تخریج میں مدد لینے کی وجہ بیان کی ہے کہ علامہ زطلعیؒ حنفی

نے دوسرے مذاہب کے مستدلات کو بھی اچھی طرح نہایت انصاف سے بیان کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے امید وابستہ کی ہے کہ یہ کتاب فقہائے امت کے جمیع مستدلان و دلائل کو جامع ہوگی، جو فروعی مسائل کے لیے ان کی بے شمار تصنیفات میں پکھرے ہوئے ہیں۔

لہذا آپ کی خدمت میں علامہ ابن حجرؒ کی ”التلخیص الحبیر“ کا پورا مقدمہ بیعت پیش ہے تاکہ مذکور المصدر تمام تفصیلات سے آپ باضابطہ اور بلا واسطہ واقف ہو جائیں:

### التلخیص الحبیر کا مقدمہ:

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۷۵۲ھ) فرماتے ہیں:

”أما بعد: فقد ولّفت علی تخریج أحادیث شرح الوجیز للإمام أبي القاسم الرافعي شكر الله سعيه، لجماعة من المتأخرون منهم القاضي عز الدين بن جماعة، والإمام أبو أمانة بن النقاش، والعلامة سراج الدين عمر بن علي الأنصاري، والمفتي بدر الدين محمد بن عبد الله الزركشي وعند كل منهم، ما ليس عند الآخر من الفوائد والزوائد، وأوسعها عبارة، وأخلصها إشارة كتاب شيخنا سراج الدين إلا أنه إطاله بالتكرار، فجاء في سبع مجلدات، ثم رأيت أنه لخصه في مجلدة لطيفة أحل فيها بكثير من مقاصد المطول وتنبهاته، فرأيت تلخيصه في قدر ثلث حجمه مع الالتزام بتحصيل مقاصده فمن الله بذلك، ثم تبعت عليه الفوائد والزوائد من تخریج المذكورين معه، ومن تخریج أحادیث الهداية في فقه الحنفية للإمام جمال الدين الزيلعي، لأنه ينه فيه على ما يحتاج به مخالفوه، وأرجو الله إن تم هذا التبع، أن يكون حارياً لجل ما يستدل به

الفقهاء في مصنفاتهم في الفروع، وهذا مقصد جلیل، (۱)

”التلخیص الحبیر“ کے اس مقدمے کی وضاحت سے پتہ چلا کہ یہ کتاب تمام فقہائے کرام کے مستدلات پر مشتمل ہے، اور مختلف مذاہب کے فقہاء کے لیے احادیث کے ذریعے احکام کے دلائل پیش کرنے میں ایک اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کتاب کی تصنیف کا طریقہ تقریباً وہی رہا ہے جو ”الدراۃ فی تخریج احادیث الہدایہ“ کا تھا احادیث، اس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب پر لائی گئی ہیں۔

اس کتاب میں احادیث کی تخریج کا کیا طریقہ رہا ہے، اس کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے۔

### التلخیص الحبیر میں تخریج حدیث کا ایک نمونہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (۸۱۲ھ) فرماتے ہیں: حدیث علی رضی اللہ عنہ ان العباس سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل صدقته قبل أن تحل، فرخص له أحمد وأصحاب السنن والحاكم والدارقطني والبيهقي، من حديث الحجاج بن دينار عن الحكم عن حجية بن عدي عن علي، ورواه الترمذي من رواية إسرائيل عن الحكم عن حجر العدوي عن علي، وذكر الدارقطني الاختلاف فيه علي الحكم، ورجح رواية منصور عن الحكم عن الحسن بن مسلم بن يثاق عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم مرسلًا، وكذا رجحه أبو داود، وقال البيهقي: قال الشافعي: روي عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم أنه تسلف صدقة

مال العباس قبل أن تحل، ولا أدرى أثبت أم لا؟ قال البيهقي: عني بذلك هذا الحديث وبعضه حديث أبي البخثري عن علي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إنا كنا احتجنا فاستسلفنا العباس صدقة عامين، رجاله ثقات، إلا أن فيه انقطاعاً، وفي بعض ألفاظه: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعمر: إنا كنا تعجلنا صدقة قال العباس عام أول، رواه أبو داود الطيالسي من حديث أبي رافع. (۱)

### (۳) المغنی عن حمل الأسفار فی الأسفار فی تخریج ما فی الأحياء من الأخبار

”المغنی عن حمل الأسفار.....“ یہ کتاب حافظ زین الدین عبد الرحیم بن حسین عراقی (۸۰۶ھ) نے لکھی ہے، اس کتاب میں مؤلف نے امام غزالی کی کتاب ”احیاء علوم الدین“ کی احادیث کی تخریج کی ہے۔ یہ تخریج ”احیاء علوم الدین“ کے حاشیے پر چھپی ہے، یہ بہت عمدہ اور معلومات افزا ہے، جس سے علامہ عراقی کی علوم حدیث میں مہارت و جستجی معلوم ہوتی ہے۔

طریقہ تخریج:

علامہ زین الدین عراقی کا طریقہ تخریج یہ ہے کہ حدیث اگر بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے، یا صرف کسی ایک میں، تو مصنف انہیں کی طرف منسوب کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

اور اگر ان دونوں کتابوں میں حدیث نہیں ہے تو سنن اربعہ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) کے مصنفین میں سے جس محدث نے بھی حدیث کی تخریج کی ہے اس کا نام لیتے ہیں، اور اگر حدیث صحاح ستہ میں سے کسی کی ہوتی ہے تو اس کو انہیں کی طرف منسوب کرتے ہیں، کسی اور کی طرف منسوب نہیں کرتے، ہاں اگر کوئی مفید مقصد ہو تو اور بات ہے۔

گویا کہ جس نے بھی آپ کی کتاب کی حدیث کی تخریج کی ہے، اس نے صحت کا التزام کیا ہے، اور اگر حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے تو مشہور کتب حدیث میں سے حدیث جہاں ہے اس کا ذکر کر دیتے ہیں، اور اگر حدیث احیاء علوم الدین میں دوبارہ آ رہی ہے تو اگر ایک باب میں مکرر ہے، تو پہلی مرتبہ اکثر تخریج کر دیتے ہیں۔

اور کبھی کسی غرض سے دوبارہ بھی تخریج کرتے ہیں، کبھی بھول جاتے ہیں اور یاد نہیں رہتا کہ پہلے تخریج کر چکے ہیں تو دوبارہ کر دیتے ہیں، اگر تکرار حدیث دوسرے باب میں ہو تو تمام مقامات پر تخریج کرتے ہیں اور یہ تنبیہ بھی کرتے ہیں کہ اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے، کبھی کبھی تنبیہ کرنا بھول جاتے ہیں۔

تخریج پیش کرنے کا آپ کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ احیاء العلوم کی حدیث کا ایک حصہ ذکر کرتے ہیں، اس کے صحابی کا نام بتاتے ہیں، حدیث جہاں سے لی ہے اسے بتاتے ہیں، صحیح، حسن اور ضعیف کو بتلاتے ہیں، اور اگر حدیث کی کوئی اصل احادیث کی کتابوں میں نہیں ہے تو یہ بتلاتے ہیں کہ، ”لا اصل له“ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

کبھی کبھی ”لا اعرفہ“ فرماتے ہیں، یعنی وہ کہتے ہیں اور نہایت احتیاط سے کہتے ہیں کہ کتب حدیث میں یہ حدیث میری نظر سے نہیں گزری، اور یہ تخریج مختصر تخریج



ہوتی ہے اس تخریج کبیر سے، جو لمبی اور وسعت لیے ہوتی ہے، اسی کی طرف علامہ عراقی نے اپنے مقدمے میں اشارہ کیا ہے: فلما وفق الله تعالى لإكمال الكلام على أحاديث إحياء علوم الدين، في سنة إحدى وخمسين، تعذر الوقوف على بعض أحاديثه، فأخبرت تبيضه إلى سنة ستين، فظفرت بكثير مما عذب عني علمه ثم شرعت في تبيضه في مصنف متوسط حجمه وأنا مع ذلك متباطئ في إكماله، غير متعرض لتركه وإهماله، إلى أن ظفرت بأكثر ما كنت لم أقف عليه، وتكرر السؤال من جماعة في إكماله، فأحببت وبادرت إليه، ولكنني اختصرته في الأسفار، فالتصرت فيه على ذكر طرف الحديث، وصحاحيه، ومخرجه، وبيان صحته أو حسنه وضعف مخرجه، فإن ذلك هو المقصود الأعظم عند أبناء الآخرة، وبل عند كثير من المحدثين عند المذاكرة والمناظرة، وأبين ما ليس له أصل في كتب الأصول، والله أسأل أن ينفع به إنه خير مسئول“۔

یہ تخریج بڑی اہم اور ضروری ہے، اس لیے کہ ”احیاء علوم الدین“ نامی کتاب میں بہت سی حدیثیں ضعیف مل کر موضوع بھی ہیں، اس تخریج سے ضعیف اور موضوع احادیث کا پتہ چل گیا ہے اور صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز ہو گیا ہے اور یہ سب باتیں بڑی آسان عبارت اور اختصار میں پیش کیا ہے، اللہ تعالیٰ حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر محدثین کرام کو خدا سے حدیث کا بہترین اجر عنایت کرے اور ان کی تصنیفات سے امت کو نفع پہنچائے۔ (آمین)

تخریج کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے:

تخریج کا نمونہ: قال العراقي رحمه الله تعالى: "حديث (خلق الله الماء طهوراً لا ينجسه شيء، إلا ما غبر لونه أو طعمه أو ريحه) أخرجه ابن ماجه من حديث أبي أمامة بإسناد ضعيف، وقد رواه بلون الإِسْتِثْنَاء أبو داود والنسائي والعزماني من حديث أبي سعيد، وصحه أبو داود وغيره".

تخریج کے طریقے:

تخریج کے پانچ طریقے ہیں:

- (۱) روایت کرنے والے صحابی کا نام معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔
- (۲) متن حدیث کا پہلا لفظ معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔
- (۳) حدیث کا کوئی لفظ معلوم ہونے کی بنیاد پر تخریج حدیث۔
- (۴) حدیث کا موضوع معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔
- (۵) متن و سند کے اعتبار سے حدیث میں غور کرنے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔

## تخریج حدیث کا لائحہ عمل

حدیث پر غور و خوض اور تخریج حدیث کا آسان طریقہ:

جب ہمارے سامنے کوئی حدیث ہو، اور ہم اس کی تخریج کرنا چاہتے ہیں، (یعنی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ کہاں ہے، اس حدیث پر تصحیح کا حکم ہے یا تحسین کا، اس حدیث کے صحیح الفاظ کیا ہیں، کن راویوں سے مروی ہے) تو ہمارے لیے سب سے پہلے یہ کام ضروری

ہے کہ ابھی کتاب میں حدیث تلاش نہ کریں۔ پہلے اس حدیث کے احوال کے سلسلے میں غور کریں جس کی ہمیں تخریج کرنا ہے، مثلاً یہ دیکھیں کہ یہ حدیث کون سے صحابی نقل کر رہے ہیں، اگر حدیث میں صحابی موجود ہیں تو اس کو ذہن میں رکھیں، یا یہ دیکھیں کہ حدیث کا موضوع کیا ہے؟ یا حدیث کے الفاظ کو ذہن میں رکھیں؟ یا یہ دیکھیں کہ حدیث کا پہلا لفظ کیا ہے؟ یا سند و متن میں کوئی خاص بات نظر آئے تو اسے ذہن میں رکھیں۔

یہ سب باتیں ذہن میں رکھنے سے تخریج حدیث کا کام، ہم بہت آسانی سے کر لیں گے۔ تخریج حدیث کے موضوع پر نظر رکھنے والے علما کی چھان بین اور تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تخریج حدیث کے کل پانچ طریقے ہیں:

### تخریج حدیث کے پانچ طریقے:

- (۱) روایت کرنے والے صحابی کا نام معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔
  - (۲) متن حدیث کا پہلا لفظ معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔
  - (۳) حدیث کا کوئی لفظ معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔
  - (۴) حدیث کا موضوع معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج۔
  - (۵) متن و سند کی خصوصی صفات میں غور کرنے کے اعتبار سے حدیث کی تخریج۔
- آگے انہیں طریقوں کی تفصیل ۵ فصلوں میں آئے گی۔ ان شاء اللہ!

## پہلی فصل:

## تخریج حدیث کا پہلا طریقہ

حدیث روایت کرنے والے صحابی کا نام معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج کی جائے، یہ تخریج حدیث کا پہلا طریقہ ہے، اس طریقے میں جس حدیث کی تخریج کی جاتی ہے اس میں راوی صحابی کا نام مذکور ہوتا ہے۔ اگر صحابی راوی کا نام حدیث میں موجود نہ ہو تو ظاہر ہے کہ تخریج حدیث کا یہ پہلا طریقہ نہیں استعمال ہوگا۔

چنانچہ جب ہم نے تخریج حدیث کے لیے ایک حدیث منتخب کی، اس میں راوی کا نام بھی موجود ہے تو ہمارے لیے اب لازم ہے کہ تخریج کے عمل میں تین طرح کی کتب حدیث سے مدد حاصل کریں:

(۱) مسانید (۲) معاجم (۳) کتب اطراف

## مسانید:

مسانید مُسنَد کی جمع ہے، ”مسند“ حدیث کی ایسی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں مؤلف کتاب نے ہر صحابی کی تمام روایات کو علیحدہ جمع کیا ہو۔

مسانید کی تعداد جنہیں محدثین نے تصنیف فرمایا ہے بے شمار ہے، بعض حضرات نے مسانید کی تعداد ۱۰۰ تک بیان فرمائی ہے، بعض اس سے بھی زیادہ بتلاتے ہیں۔

”الرسالة المستطرفة“ میں ”علامہ کتانی“ نے مسانید کی تعداد ۸۲ بتائی ہے۔ (الرسالۃ المستطرفة ص ۷۳) پھر فرمایا ہے ”المسانید کثیرۃ سوی ما ذکرناہ“ مسانید

کی تعداد ۸۴ کے علاوہ اور بھی ہے۔ مسانید میں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے نام استعمال کرنے کے کئی طریقے رائج ہیں: کبھی تو نام حروفِ تہجی کے اعتبار سے لائے جاتے ہیں، تو کبھی اسلام میں تقدم و سابقیت اور اولیت کی بنیاد پر۔ اسی طرح کبھی قبائل اور خاندان کے لحاظ سے اسمائے صحابہ کا استعمال ہوتا ہے کہ ایک قبیلے کے تمام صحابہ کے تذکرے کے بعد دوسرے قبیلے کے صحابہ کے اسماء آتے ہیں اور شہروں اور قصبات کا لحاظ کیا جاتا ہے کہ ایک شہر کے تمام صحابہ جب پورے ہو جاتے ہیں تو دوسرے شہر کے صحابہ کا نمبر آتا ہے، لیکن ان تمام طریقوں میں حروفِ تہجی کا طریقہ سب سے زیادہ مفید اور سہل ہے۔

مسانید اور اس کی ترتیب میں یہی مذکورہ باتیں مشہور ہیں۔ البتہ کبھی کبھی ایسی کتب حدیث کو بھی محدثین مسانید کہہ دیتے ہیں جو حروفِ تہجی یا ابواب فقہیہ کی ترتیب پر جمع کی گئی ہوں، صحابہ کے ناموں پر جمع نہ کی گئی ہوں، اس لیے کہ حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) تک احادیث مسند و مرفوع پہنچتی ہیں، مثلاً مسند تہجی بن مخلد اندلسی (متوفی: ۵۷۶ھ) یہ کتاب ابواب فقہیہ کی ترتیب پر جمع کی گئی ہے پھر بھی اس کو مسند کہتے ہیں۔

اب آگے بعض مسانید کے نام برائے حفظ و افادہ دیے جا رہے ہیں:

چند مسانید کے نام:

(۱) مسند احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ)

(۲) مسند ابی بکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدیؒ (۲۱۹ھ)

(۳) مسند ابی داؤد سلیمان بن داؤد الطیالسیؒ (۲۰۴ھ)

(۴) مسند اسد بن موسیٰ امویؒ (۲۱۲ھ)

(۵) مسند مسند دین مہر ہذا سدی البصری (۵۲۲۸)

(۶) مسند نعیم بن حماؤ

(۷) مسند عبید اللہ بن موسیٰ العسبی

(۸) مسند خیمہ زہیر بن حرب

(۹) مسند ابی یعلیٰ احمد بن علی البیہقی الموصلی (۵۳۰۷)

(۱۰) مسند عبد بن حمید (۵۳۲۹)

۱۰۔ اسانید کا اد پر ماسبق میں تذکرہ ہوا۔ ان میں سے ہم صرف دو مسانید: ”مسند الحمیدی“ اور ”مسند احمد“ کا قدرے تفصیل سے تذکرہ کریں گے۔ اس لیے کہ یہ دو مسانید بڑی مشہور ہیں، اور چھپ کر مظر عام پر آچکی ہیں، کسی کو کچھ دیکھنا اور رجوع کرنا ہو، تو ان دونوں کتابوں سے رجوع آسان ہے۔ اور چوں کہ ”مسند الحمیدی“، ”مسند احمد“ سے پہلے لکھی گئی ہے اس لیے مسند الحمیدی کا تذکرہ پہلے کرنا زیادہ اچھا ہے۔

”مسند الحمیدی“:

یہ مسند امام بخاری کے استاذ گرامی کی تالیف ہے، جن کا نام نامی ”حافظ ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی“ ہے، سن وفات ۵۳۹ھ ہے۔ لیکن یہ مسند کوئی بہت بڑی ضخیم تصنیف نہیں ہے۔ پھر بھی حدیث کی گیارہ جلدوں میں موجود ہے، نیا مطبوعہ نسخہ حدیث کی دس جلدوں میں طبع ہوا ہے۔

مطبوعہ نسخے کی ترتیم اور نمبرنگ کے لحاظ سے اس کتاب میں کل ”ایک ہزار تین سو“ احادیث ہیں۔ کتاب پوری مسانید صحابہ کی ترتیب پر ہے، صحابہ کے ناموں کی ترتیب حروفِ حجبی کے اعتبار سے نہیں ہے، علامہ حمیدی نے اس سلسلے میں ایک علیحدہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

وہ طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسند سے کتاب کا آغاز کیا ہے، پھر بقیہ خلفائے راشدین کا ان کی تاریخی ترتیب پر ذکر ہے، بعد ازاں بقیہ دوسرے عشرہ مبشرہ کی مسانید کا تذکرہ ہے۔ البتہ طلحہ بن عبید اللہ کا ذکر نہیں ہے۔ بقیہ صحابہ کے ناموں میں مصنف نے جس ترتیب کا لحاظ کیا ہے اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ ظاہر یہ ہے کہ اسلام لانے میں سادھیت و تقدم کا لحاظ کر کے پہلے اسلام لانے والے صحابہ کا نام ان کی مسانید کے ساتھ پہلے مذکور ہے، بعد میں اسلام لانے والوں کا بعد میں۔ پھر اہمات المؤمنین کی احادیث کا ذکر ہے اس کے بعد دیگر صحابیات کی احادیث کا تذکرہ ہے۔ پھر انصاری صحابہ کی احادیث کا ذکر ہے، اس کے باقی صحابہ کی احادیث کا ذکر ہے، البتہ کسی خاص مربوط ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔

رہی بات ان صحابہ کرام کے تعداد کی جن سے اس مسند میں احادیث منقول ہیں تو ان کی کل تعداد ۸۰ ہے۔ ان میں سے بھی صحابہ کی ایک بڑی تعداد سے ایک ایک حدیث ہی منقول ہے۔

یہ کتاب ”مجلس علمی پاکستان“ نے طبع کرائی ہے۔ جس پر تحقیق و تطبیق کا کام ”محدث کبیر شیخ حبیب الرحمن اعظمی“ نے کیا ہے۔ آپ نے اس کی تحقیق و تطبیق میں بڑی عرق ریزی سے کام کیا ہے، پھر بھی طباعت کی غلطیاں موجود ہیں۔ آپ نے ایک کام بہت اچھا یہ کر دیا ہے کہ احادیث پر نمبرات ڈال دیے ہیں، اور ابواب فقہیہ کے اعتبار سے احادیث کو مرتب فرما کر حدیث کا ایک ٹکڑا ذکر کیا ہے، اور مسند میں اس حدیث کے نمبر کا اشارہ بھی دے دیا ہے، یہ کام بڑا قابل قدر اور لائق شکر ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ صحابہ کا نام بھی حروف تہجی کے اعتبار سے ذکر فرما دیتے تو پڑھنے والوں کو مراجعت کرنے میں بڑی سہولت

ہو جاتی۔ کتاب متوسط سائز کی دو جلدوں میں چھپی ہے۔ ایک مرتبہ ۱۳۸۲ھ میں، پھر اب تک دوبارہ نہیں چھپی۔

اس کتاب میں حدیث تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس صحابی کا نام تلاش کریں جس کی سند سے وہ حدیث مروی ہے، پھر وہ حدیث مسند کے اندر تلاش کریں، اگر مل جائے تو بہتر، ورنہ یہ سمجھیں کہ اس مسند میں یہ حدیث نہیں ہے، اب کسی اور کتاب میں تلاش کریں۔

**مسند امام احمد بن حنبل:**

یہ بڑی ضخیم کتاب ہے، جس میں تقریباً چالیس ہزار حدیثیں ہیں، اس کو امام احمد بن حنبل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کیا ہے، آپ کی وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی ہے۔

اس کتاب کو امام احمدؒ نے مسند صحابہ کی ترتیب پر جمع کیا ہے، یعنی ہر صحابی کی احادیث کو علیحدہ نقل کیا ہے۔ اس نقل کرنے میں موضوع حدیث سے صرف نظر کیا ہے۔

البتہ امام احمدؒ نے بھی صحابہ کے ناموں کی حروفِ حقی کے اعتبار سے ترتیب نہیں دیا ہے، ناموں کی ترتیب میں دیگر دوسرے متعدد امور کا خیال کیا ہے، مثلاً افضل صحابہ کے اسمائے گرامی کو پہلے ذکر کیا ہے، اسی طرح جن شہروں میں ان کا قیام ہو گیا تھا ان کا لحاظ کیا ہے، اسی طرح مختلف قبائل کا بھی لحاظ کیا ہے۔

بعض صحابہ کی احادیث کو امام احمدؒ نے ایک سے زائد مقامات پر ذکر کیا ہے، اسی وجہ سے جو شخص کسی ایک صحابی کی حدیث کو جاننا چاہتا ہے تو اسے تمام جلدوں کی فہرست دیکھنا پڑتی ہے تب صحیح جگہ کی رہنمائی ہو پاتی ہے۔



البتہ یہ بات ہے کہ مسند کے ناشرین نے ضرور تسہیل کی ہے مثلاً ”المکتب الاسلامی“ اور ”دارصادر“ بیروت نے۔ انہوں نے ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۶۹ء میں مسند کا فوٹو قاہرہ کے ”الطبعة المیمنیة“ سے لیا، پھر فوٹو والے نسخے میں صحابہ کے اسماء کی فہرست ڈال دی، ناموں کی ترتیب میں حروف تہجی کا خیال رکھا، اور ہر صحابی کے نام کے سامنے جلد نمبر اور صفحہ ڈال دیا۔

اب جس کو کسی ایسی حدیث کی تخریج کرنی ہے جس میں صحابی کا نام موجود ہے تو اسے چاہیے کہ پہلے اس فہرست کی طرف مراجعت کرے جس کی طرف ابھی اشارہ کیا گیا تاکہ جلدی سے جلد نمبر اور صفحہ نمبر کی مدد سے اس صحابی کی مسند کا پتہ چل جائے، پھر اس صحابی کی دیگر مسند احادیث کے لیے مراجعت کرے تاکہ اگر امام احمدؒ نے مسند احمد میں حدیث نقل کی ہو تو پتہ چل جائے، ورنہ پھر دوسری کتابوں میں تلاش کیا جائے۔

مسند احمد بن حنبل میں صحابہ کی ۹۰۴ مسانید موجود ہیں بعض مسانید میں سیکڑوں احادیث ہیں، جیسے کہ ”مسند ابی ہریرہ“ اور مکلفین (۱) صحابہ کی مسانید، اور بعض مسانید میں صرف ایک ہی حدیث موجود ہے، اور بعض میں کم اور زیادہ مسانید ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ نے عشرہ مبشرہ صحابہ کی مسانید کو بالکل ابتدا میں ذکر کیا ہے، ان میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے مقدم کیا ہے، پھر عمرؓ پھر

(۱) مکلفین: ام کے ضمے، ک کے جزم اور ت کے ذیر کے ساتھ: ان صحابہ کو کہتے ہیں جن سے ایک ہزار سے زیادہ احادیث منقول ہیں، وہ یہ ہیں: ”مکلفین صحابہ سات ہیں جن کے نام مع مرویات حسب ذیل ہیں: (۱) حضرت ابو ہریرہؓ؛ مرویات: ۵۴۷۳۔ (۲) حضرت ابن عمرؓ؛ مرویات: ۲۶۳۰۔ (۳) حضرت انسؓ؛ مرویات: ۲۳۸۶۔ (۴) حضرت عائشہؓ؛ مرویات: ۲۳۱۰۔ (۵) حضرت ابن عباسؓ؛ مرویات: ۱۶۶۰۔ (۶) حضرت جابر بن عبد اللہؓ؛ مرویات: ۱۵۴۰۔ (۷) حضرت ابوسعید خدریؓ؛ مرویات: ۸۷۰۔ (اصطلاحات حدیث: ص ۱۸، از راقم سطور)

عثمانؓ پھر علیؓ پھر بقیہ عشرہ مبشرہ کی مسانید لائے ہیں، پھر عبدالرحمن بن ابی بکر کی احادیث لائے ہیں اس کے بعد تین صحابہ کی تین احادیث ذکر کی ہیں، پھر اہل بیت کی احادیث بیان کی ہے، اسی طرح شہاد بن الہار کی حدیث تک پہنچ گئے ہیں۔

کتاب چھ ضخیم جلدوں میں چھپی ہے، کتاب کے حاشیے میں ”منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ نامی کتاب چھپی ہے، یہ کتاب شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، جن کا نام علی بن حسام الدین ہے۔

### معاجم

”معاجم“ معجم کی جمع ہے، ”معجم“ حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں احادیث کو مسانید صحابہ کی ترتیب پر، یا اساتذہ حدیث، یا شہروں وغیرہ کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہو، یہ تعریف محدثین کی اصطلاح کے اعتبار سے ہے۔

اکثر و بیشتر اس میں ناموں کی ترتیب حروف معجم کی ترتیب پر ہوتی ہے، یہاں پر ہم ان معاجم کو ذکر کریں گے جو مسانید صحابہ کی ترتیب پر جمع کی گئی ہیں۔ مشہور معاجم:

معاجم کی تعداد بہت ہے ان میں مشہور ترین معاجم حسب ذیل ہیں:

(۱) المعجم الكبير (۲) المعجم الصغير

(۳) المعجم الاوسط (۴) معجم الصحابة

۱۔ المعجم الكبير: یہ معجم ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۲۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ مسانید صحابہ پر مرتب ہے اور صحابہ کے نام حروف معجم کی ترتیب پر ہیں، ہاں مسند ابی ہریرہ مستثنیٰ ہے۔

مصنف نے اس کو الگ سے ذکر کیا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس میں ساٹھ ہزار احادیث ہیں، اسی کتاب کے بارے میں ”امین دجیہ“ کہتے ہیں کہ دنیا کی سب سے بڑی معجم ”المعجم الکبیر“ ہے، اور جب کوئی معجم بولتا ہے تو اس سے یہی ”معجم کبیر“ مراد ہوتی ہے۔

۲۔ المعجم الصغیر: یہ بھی سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) کی تصنیف ہے، آپ نے اس میں اپنے ایک ہزار شیوخ سے احادیث بیان کی ہے، اور اکثر و بیشتر ایک شیخ سے ایک ہی حدیث بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

۳۔ المعجم الاوسط: یہ بھی سلیمان بن احمد طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) کی تصنیف ہے، یہ اپنے شیوخ کے ناموں کی ترتیب پر ہے، جن کی تعداد تقریباً ۲ ہزار ہے، اس میں، کہتے ہیں کہ، تیس ہزار احادیث ہیں۔

۴۔ معجم الصحابہ: احمد بن علی بن لال ہمدانی (متوفی ۳۹۸ھ) کی تصنیف ہے۔

۵۔ معجم الصحابہ: ابو یعلیٰ احمد بن علی حوصلی (متوفی ۳۰۷ھ) کی تالیف ہے۔

### ۳۔ کتب الاطراف

کتب حدیث کی مختلف اقسام میں ایک قسم ”کتب الاطراف“ ہے، اس طرح کی کتابوں میں حدیث کا ایک طرف / جز ذکر کیا جاتا ہے جو بقیہ حدیث کو بتلاتا ہے۔ مؤلفین، کتب اطراف میں طرف حدیث (جز حدیث) ذکر کرتے ہیں پھر ان سندوں کو ذکر کرتے ہیں جن سے حدیث کا یہ متن منقول ہے، پھر یہ بات ہے کہ حدیث کے متن کی تمام سندوں کو بالاستیعاب ذکر کرتے ہیں یا مخصوص کتابوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے بعض سندوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

پھر بعض مؤلفین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ اس متن کی تمام سندیں ذکر کرتے ہیں اور بعض مؤلف کے شیخ پر اکتفا کرتے ہیں۔

### کتاب اطراف کی ترتیب:

کتاب اطراف کے مؤلفین نے اکثر و بیشتر کتاب اطراف کو مسامید صحابہ پر مرتب کیا ہے، اور صحابہ کے ناموں کو حروفِ معجم پر جمع کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے ان صحابہ کے اسمائے گرامی کو ذکر کیا ہے جن کے نام کے شروع میں ”الف“ ہے، پھر ”ب“ سے جن صحابہ کے نام شروع ہوتے ہیں ان کو ذکر کیا ہے، پھر ”ت“ ”ج“ ”خ“ اسی طرح اخیر تک کیا ہے۔

اور بعض مؤلفین نے حدیث کے اول متن کی طرف نسبت کرتے ہوئے حروفِ معجمی کے اعتبار سے کتاب اطراف کو جمع کیا ہے، ابوالفضل بن طاہرؒ نے دارقطنی کی کتاب ”اطراف الغرائب والإفراد“ میں اسی طرح کیا ہے، حافظ محمد بن علی حسینیؒ (۱) نے بھی اپنی کتاب ”الکشاف فی معرفة الأطراف“ (۲) میں اسی طرح کیا ہے۔

### الاطراف کی وضاحت:

الاطراف جمع ہے، اس کا واحد ”طرف“ ہے، طرف الحدیث کے معنی ہیں متن حدیث کا وہ حصہ جو بقیہ حدیث کو بتلائے۔

(۱) حافظ محمد بن علی حسینی حافظ حرقی کے شاگرد ہیں، جن کا انتقال ۶۵۷ھ میں ہوا۔

(۲) الکشاف کتابتہ کے ”اطراف“ میں لکھی گئی ہے۔

**مثال:** جیسے کہ ہم یوں کہیں: ”کلکم راع“ یہ طرف الحدیث ہے، جو بقیہ حدیث کو بتا رہا ہے، اسی طرح ”بنی الإسلام علی خمس“ اور ”الإیمان بضع وسبعون شعبة“ اطراف حدیث ہیں۔

**کتب اطراف حدیث کی تعداد:** اطراف حدیث نامی کتابوں کی تعداد بے شمار ہے، ان میں کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

**مشہور کتابیں:**

**مشہور کتب اطراف یہ ہیں:**

(۱) اطراف التحسین: از ابو مسعود ابراہیم بن محمد دمشقی (متوفی ۴۰۱ھ)

(۲) اطراف التحسین: از ابو محمد خلف بن محمد اسطی (متوفی ۴۰۱ھ)

(۳) الاشراف علی معرفة الاطراف: (اطراف السنن الاربعہ)

**بقلم:** حافظ ابو القاسم علی بن الحسن، آپ ہی ”ابن عساکر“ کے نام سے مشہور ہیں، دمشقی ہیں (متوفی ۵۷۱ھ)

(۴) تلافی الاشراف بحرفہ للأطراف: یعنی اطراف الکتب السیة للحافظ ابی الحجاج یوسف بن عبدالرحمن المزنی (متوفی ۴۲۲ھ)

(۵) اختلاف المبررة بأطراف الاشراف (۱): از حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی (۸۵۲ھ)

(۱) الاشراف بحرفہ للأطراف: ۱- الموطا، ۲- مسند الشافعی، ۳- مسند احمد، ۴- مسند الداری، ۵- صحیح ابن خزمہ، ۶- مستخرج ابی عوانہ، ۷- صحیح ابن حبان، ۸- مستدرک الحاکم، ۹- مستخرج ابی عوانہ، ۱۰- شرح معانی الآثار للطحاوی۔ سنن الدار قطنی، میارہ کی تعداد اس لیے ہو گئی کہ صحیح ابن خزمہ کا صرف چھ کتابی حصہ اس کتاب یعنی اختلاف ”المبررة“ اطراف الاشراف میں آیا ہے جیسا کہ ”لخص الاطراف“ ذیل تذکرہ احوال ص ۳۳۳ پر ہے بحوالہ اصول التخریج: ص ۳۸۔

(۶) اطراف المسانید العشر (۱): از ابو العباس احمد بن محمد البوصری متوفی ۸۴۰ھ  
(۷) ذخائر الحارث فی الدلائل علی مواضع الحديث: از عبد الحق نابلسی (متوفی ۱۱۳۳ھ)  
کتب اطراف کے فوائد:

کتب اطراف کے بے شمار فوائد ہیں: مشہور قاعدے حسب ذیل ہیں:  
(۱) حدیث کی مختلف سندیں ایک ہی جگہ اکٹھا معلوم ہو جاتی ہیں، نیز حدیث کا درجہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ”حدیث غریب“ ہے یا ”عزیز“ ہے یا یہ حدیث مشہور ہے یا متواتر۔

(۲) حدیث کے مصادر اصلیہ کے مصنفین میں سے یہ حدیث کس نے بیان کی ہے، اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے، نیز کس باب میں نقل کیا ہے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔  
(۳) ہر صحابی کی کل احادیث جو ان سے ان کتابوں میں منقول ہیں جن سے کتب الاطراف مرتب کی گئی ہیں، وہ معلوم ہو جاتی ہیں۔

اہم نکتہ: یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کتب الاطراف حدیث کا پورا متن نہیں بتاتیں، نیز کتب اطراف میں بعینہ حدیث کا وہی لفظ نہیں ہوتا جو اصل کتب حدیث میں مکمل حدیث کے ساتھ موجود ہے، ہاں حدیث کے معنی کی صحیح ادائیگی کر دیتی ہیں۔

البتہ جو شخص حدیث کا مکمل متن پورے الفاظ کے ساتھ دیکھنا چاہے اسے ان حوالوں اور مصادر و مراجع کی طرف رجوع کرنا چاہیے جن کا ذکر کتب اطراف نے کیا ہے

(۱) مسند عشر: یہ دس مسانید حسب ذیل ہیں: (۱) مسند ابی داؤد ہشلیسی (۲) مسند ابی بکر الخدی (۳) مسند مسد وین مسرہ (۴) مسند عمر بن ابی العبدی (۵) مسند اسحاق بن راہویہ (۶) مسند ابی بکر بن ابی شیبہ (۷) مسند احمد بن حنبل (۸) مسند عبد بن حمید (۹) مسند حارث بن محمد بن ابی اسامہ (۱۰) مسند ابی یعلیٰ الموصلی۔

گویا کہ کتب اطراف کے یہ مصادر و مراجع پوری حدیث کے لیے ایک رہنمائی کا کام انجام دیتے ہیں، یہ کتابیں مسانید کی طرح نہیں ہوتیں کہ وہ حدیث مکمل بتلا دیتی ہیں اور مصادر و مراجع کی کسی کتاب کی طرف جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

### تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف

مصنف: اس کتاب کے مصنف حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن الحموی علیہ الرحمۃ ہیں جن کی وفات ۷۴۲ھ میں ہوئی۔

غرض وقایت: اس کتاب کے تصنیف کی بنیادی غرض وقایت یہ تھی کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، اور سنن نسائی یعنی صحاح ستہ اور ان کی بعض ملحقات کو پہل انداز میں جمع کر دیا جائے، تاکہ پڑھنے والوں کو ان احادیث کی مختلف سندیں اکٹھا ایک ہی جگہ مل جائیں۔

موضوع: اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ صحاح ستہ کی احادیث کے اطراف و اجزاء کو، نیز ان سے متعلق بعض ملحقات کے اطراف و اجزاء کو ذکر کیا جائے۔

صحابہ ستہ کی ملحقات: صحاح ستہ کی بعض ملحقات حسب ذیل ہیں:

(۱) مقدمہ صحیح مسلم

(۲) کتاب المراسیل لابی داؤد

(۳) کتاب العلل الصغیر للترمذی

(۴) کتاب الشمائل للترمذی

(۵) کتاب عمل الیوم واللیلۃ للنسائی

**تختہ الاشراف کے رموز:** احادیث کی جن کتابوں سے اطراف حدیث کو علامہ مرنی نے جمع کیا ہے، ان کے کچھ رموز اشارے مقرر کیے ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

ف : بخاری

ص : بخاری تعلیقاً

م : مسلم

ک : استدراک مصنف علی ابن عساکر

د : ابو داؤد فی مراسیلہ

ز : زیادتی مصنف کی، حدیث پر کلام کرتے ہوئے

ت : ترمذی

تم : ترمذی فی الشمائل

ق : ابن ماجہ

ع : مجموعہ صحاح ستہ کی روایت

س : نسائی

سی : نسائی فی "العمل والمیلہ"

ترتیب کتاب:

یہ کتاب اسمائے صحابہ کے تراجم پر حروف معجم کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہے، اس میں ان صحابہ کے تراجم ہیں جن کی نقل کردہ احادیث اس کتاب میں شامل ہیں، چنانچہ اس صحابی کا ترجمہ کتاب میں سب سے پہلے ہے جن کے نام کے شروع میں "ہمزہ" ہے دوسرے حرف کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، جس طرح لغات میں کلمات کی ترتیب کا لحاظ ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کتاب میں سب سے پہلی مسند: "ابن مسعود" کی مسند ہے جو ہمزہ سے شروع ہے۔

یہی کتاب کی عام ترتیب ہے، اس کتاب میں مسند صحابہ کی تعداد ۹۰۵ ہے، اور تابعین و تبع تابعین تک پہنچنے والی مراسیل کی تعداد ۴۰۰ مسند تک پہنچتی ہے، اس طرح ہر صحابی سے منقول احادیث کی تعداد علیحدہ سے معلوم ہو جاتی ہے۔



اور جب صحابی کا شمار مکشورین فی الحدیث (۱) میں ہو، تو ان کی مرویات کو ان سے روایت کرنے والے تمام صحابہ تابعین کے تراجم پر تقسیم کرتے ہیں، اور ان تمام کو معجم کے حروف کی ترتیب پر بھی مرتب کرتے ہیں۔

اور جب کسی صحابی کے کسی تابعی شاگرد کی مرویات کی تعداد کثیر ہو جائے اور ان کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہو تو اس تابعی کی مرویات کو بھی ان کے شاگرد تبع تابعین کے تراجم پر تقسیم کر دیتے ہیں جب کہ ان کے شاگردوں کی تعداد زیادہ ہو، تو ان کی مرویات تبع اتباع التابعین کے تراجم پر تقسیم کرتے ہیں، تو اس طرح کبھی ترجمہ ذکر کرتے ہیں: حماد بن مسلمة، عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله عنه۔ تکرار حدیث اور اس کے اسباب:

مصنف علیہ الرحمۃ بعض احادیث کو متعدد مقامات پر لائے ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ احادیث کو اسلئے صحابہ کی ترتیب پر لانا ہے، اور جب بعض احادیث کئی صحابہ سے مروی ہوتی ہیں تو مصنف مجبوراً ان احادیث کو بار بار صحابہ کی تعداد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جنہوں نے احادیث کو صحاح ستہ میں نقل کیا ہے، یہاں تک کہ حدیث تلاش کرنے والا کسی بھی احتمالی مقام پر کتاب کے طریقے کے مطابق حدیث کو باسانی پاسکتا ہے، اسی لیے اس کتاب کی احادیث کی کل تعداد ۹۵۹۵ تک پہنچ گئی ہے، جب کہ ”ذخائر العوارض فی الدلالة علی مواضع الحديث“ نامی حدیث کی کتاب میں حدیث کی کل تعداد ۱۲۳۰۲ ہے۔

## سیاق حدیث کی ترتیب:

مصنف علیہ الرحمۃ ہر ترجمے کی احادیث کے ذکر میں، ان احادیث کو مقدم رکھتے ہیں جن کے تخریج کنندگان کی تعداد مصنفین کتب میں سے زیادہ ہو، پھر اسی طرح آگے بھی کثرت کا لحاظ کرتے ہیں، پھر اس حدیث کو ذکر کرنے میں مقدم رکھتے ہیں جس کو صحاح ستہ کے مصنفین نے ذکر کیا ہے، اس حدیث کو مؤخر رکھتے ہیں جس کو صحاح ستہ میں سے صرف پانچ مصنفین نے بیان کیا ہے، پھر اصحاب خمسہ کی حدیث کو اصحاب اربعہ کی حدیث پر مقدم رکھتے ہیں۔

ایک راوی کی حدیث میں بخاری کی روایت کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھتے ہیں، پھر مسلم کی روایت کو مقدم رکھتے ہیں، ابن ماجہ پر سلسلہ ختم کرتے ہیں۔

## مراجعت کا مقصد:

اس کتاب کی مراجعت کا مقصد یہ ہے کہ صحاح ستہ اور ان کے ملحقات کی احادیث کی سندیں معلوم ہو جائیں، البتہ متن حدیث کی مکمل معلومات کے لیے ان حوالوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جن کی طرف صاحب کتاب نے اشارہ کیا ہے، وہ حوالے خواہ صحاح ستہ کے ہوں یا ملحقات کے۔

## حدیث بیان کرنے کا طریقہ:

جس حدیث کو مصنف بیان کرنا چاہتے ہیں، اس کو لکھنے سے پہلے ”حدیث“ کا لفظ لکھتے ہیں، اس لفظ کے اوپر رموز و اشارات لکھتے ہیں جن سے حدیث کی تخریج کرنے والوں کی طرف اشارہ ملتا ہے، پھر ”طرف حدیث“ ذکر کرتے ہیں جو پورے متن حدیث کو

بتلائے، اور یہ حدیث جس کا ایک طرف / حصہ مصنف ذکر کرتے ہیں وہ یا تو قول رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتا ہے اگر حدیث قولی ہوتی ہے، یا صحابی کا کلام ہوتا ہے اگر حدیث فعلی ہوتی ہے، یا کبھی حدیث کے موضوع کے مشابہ، کوئی جملہ تامہ یا ناقصہ ذکر کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: مثلاً ”حدیث العربین“ پھر اکثر و بیشتر ”الحديث“ ذکر کرتے ہیں، جس کا مطلب ہوتا ہے کہ ”اقراء الحديث“ پوری حدیث پڑھ ڈالو، پھر جن حدیث کا ایک حصہ ذکر کرنے کے بعد وہ سندیں بیان کرتے ہیں جن جن سے حدیث، ان کتابوں میں مذکور ہوتی ہے، جن کے رموز و اشارات کتاب میں دیے ہیں، چنانچہ پہلے ”اشارہ“ لکھتے ہیں، پھر کتاب کا نام لکھتے ہیں جس میں وہ حدیث، اس کتاب کی مذکور ہوتی ہے، پھر پوری سند ذکر کرتے ہیں، جس میں مترجم کے نام تک ”عندہ“ کہہ کر چنچتے ہیں، یعنی اسی سند سے جیسا کہ ترجمے میں ہے، پھر بقیہ رموز اور اس کی سندیں اسی طریقے سے ذکر کرتے ہیں، پھر اسی پر آتے ہیں، اور اگر حدیث اصل مخرج کی ایک کتاب سے زیادہ میں تکرار کے ساتھ آتی ہے تو تمام کتابوں کو ان کی سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اگر ایک حدیث کی سندیں متعدد ہوتی ہیں اور حدیث کے بعض رواۃ ایک ہی مشترک شیخ پر اکٹھا ہو جاتے ہیں تو ان مشترک رواۃ تک پہنچنے والی سندوں ہی کو ذکر کرتے ہیں، پھر اخیر میں فرماتے ہیں ”ثلاثهم أو أربعهم عن فلان“ أو عن الشيخ المشترك“ یعنی ان کے تین یا چار راوی فلاں سے، یا شیخ مشترک سے، حدیث نقل کرتے ہیں۔ اور مختلف اصول سے مشترک رواۃ کے درمیان اکثر و بیشتر اس طرح جمع ہو جاتا ہے، پھر ان کی اسانید کو، ان کے آپس کے شیخ مشترک کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔

## ایک مثال:

”تقۃ الاشراف“ کے معنی ”کتنے ہیں: ”حرف الالف - من مسند  
 أبیض بن حمّال الحمیری الماری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم - د ت  
 س ق حدیث: اَنَّهُ وَقَدْ إِلَى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستنطعه الملح  
 الذي بمارب“ الحدیث.

د: فی الخراج عن قتیبہ بن سعید و محمد بن المتوکل  
 المسقلانی، کلاهما عن محمد بن یحییٰ بن قیس الماری عن أبیه عن  
 ثمامة بن شراحیل عن مُسْنَى بن قیس عن شمیر بن عبد المذان عن أبیض  
 بن حمّال به.

ت: فی الأحکام عن قتیبہ و محمد بن یحییٰ بن یحییٰ بن أبی عمر،  
 کلاهما عن محمد بن یحییٰ بن قیس بأسناده، وقال: غریب.

ک، س: فی إحياء الموات (فی الکبری) عن إبراهیم بن هارون  
 عن محمد بن یحییٰ بن قیس به، وعن سعید بن عمرو عن بقیة عن عبد الله  
 بن المبارك عن معمر عن یحییٰ بن قیس الماری عن أبیض بن حمّال به.

و عن سعید بن عمرو عن بقیة عن سفیان عن معمر نحوه، قال  
 سفیان: وحدثني ابن أبیض بن حمّال عن أبیه عن النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم بمثله. وعن عبد السلام بن عثیق، عن محمد بن المبارك عن  
 اسماعیل بن عباس، وسفیان بن عیینة کلاهما عن عمرو بن یحییٰ بن  
 قیس الماری عن أبیه عن أبیض بن حمّال نحوه.

ق: فی الأحکام عن محمد بن یحییٰ عن ابی عمر عن فوج بن سعید بن علقمة بن سعید بن أبیض بن حمال عن عمه ثابت بن زید عن أبیه سعید عن أبیه أبیض نحوه.

گ: حدیث س فی روایۃ ابن الأحمر، ولم يذكره أبو القاسم.

### ذخائر الموارث فی الدلالة علی مواضع الحدیث

مصنف: اس کتاب کے مصنف شیخ عبدالغنی نابلسی دمشقی حنفی (۱۰۵۰ھ، ۱۱۳۳ھ) ہیں۔  
موضوع: اس کتاب کا موضوع موطا امام مالک اور صحاح ستہ کے اطراف و اجزائے حدیث کو بیان کرنا ہے۔

ترتیب: شیخ عبدالغنی نابلسی نے اس کتاب کو مسامد صحابہ کی ترتیب پر لکھا ہے۔  
تقسیم: مصنف نے اس کتاب کو سات ابواب پر تقسیم کیا ہے، استخراج کی تسہیل کے لیے حروف بحجم کی ترتیب پر ہر باب کی احادیث کو مرتب کیا ہے۔

کتاب کے ابواب حسب ذیل ہیں:

الباب الاول: مسامد صحابہ کے بیان میں۔

الباب الثانی: کنیت سے مشہور صحابہ کی مسانید کے بیان میں، کنیت والے اسماء کو

حروف حتمی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔

الباب الثالث: مبہم رواۃ کی مسانید کے بیان میں اسمائے رواۃ کی ترتیب پر مذکور

اقوال کے اعتبار سے۔

الباب الرابع: صحایات کی مسانید کے بیان میں۔

الباب الخامس: کثیت سے مشہور صحایات کی مسانید کے بیان میں۔

الباب السادس: صحایات میں سے مبہمات کی مسانید کے بیان میں، صحایات سے

روایت کرنے والوں کے ناموں کی ترتیب پر۔

الباب السابع: مرسل احادیث کے بیان میں، ارسال کرنے والوں کے ناموں کی

ترتیب پر۔

اسی باب میں تین فصلیں ارسال کرنے والوں کی کثیت کے بیان ذکر کی گئی ہیں،

نیز مراسیل النساء اور مبہمین کی مسانید بھی اسی میں مذکور ہیں۔

الباب السابع سے پہلے کے ابواب میں بھی بعض جگہ چند فصلیں قائم کر کے

راویوں کی کنیتیں مذکور ہیں۔

رموز و اشارات:

رخ بخاری، س: نسائی، م: مسلم، ہ: ابن ماجہ، و: ابو داؤد، ط: مؤطا، ت: ترمذی۔

مسانید و احادیث کے ذکر کرنے کا طریقہ:

مؤلف کتاب نے اپنی کتاب کا آغاز ”ہمزہ“ سے کیا ہے، چناں چہ فرمایا ہے:

”حرف الهمزة“ پھر فرمایا ہے: ”ابيض بن حمال الحميري الماربي، عن

النبي صلى الله عليه وسلم“، پھر بڑے خط اور چلی حروف میں لکھا ہے، ”حدیث“ پھر

طرف حدیث کو ذکر فرمایا ہے، چناں چہ فرمایا ہے: ”انه وفد إلى النبي صلى الله عليه

وسلم فاستقطعه الملح الذي بمارب“ پھر فرمایا ہے: ”وفيه لا حمى في

الأراک” پھر درج ذیل عبارت لکھی ہے: ”د فی الخراج عن قتیبہ بن سعید  
ومحمد بن المتوکل وعن محمد بن أحمد القریشی، ”ت“ فی الأحکام  
عن قتیبہ (۵) فیہ عن محمد بن یحییٰ بن ابی عمر“ یہیں پر حدیث کو ختم کر دیا  
ہے، پھر اس صحابی کی دیگر احادیث کو اسی شکل میں ذکر کیا ہے۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ مؤلف اسناد میں سے صرف مصنف کے شیخ کو ذکر  
کرتے ہیں جنہوں نے یہ حدیث نقل کی ہے اور اختصار کے پیش نظر سند کے باقی رجال کو  
ترک کر دیتے ہیں جیسا کہ کتاب کے مقدمے میں مصنف نے اس کی صراحت کی ہے۔  
علامہ مزنیؒ کی تصنیف تحفۃ الاشراف میں اس کے برعکس ہے۔

مصنف تمام روایات میں پورے معنی کا یا بعض معنی کا لحاظ کر کے طرف حدیث کو  
ذکر کرتے ہیں، الفاظ کا لحاظ نہیں کرتے۔ پھر رموز و اشارات کے ذریعے معنی میں موافق  
طرف حدیث کو ذکر کرتے ہیں، الفاظ کا اعتبار نہیں کرتے۔

اگر حدیث کئی صحابہ سے مروی ہوتی ہے، تو کسی ایک صحابی کی سند میں اس کو ذکر  
کر دیتے ہیں، تاکہ تکرار نہ ہو۔

لیکن علامہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے برعکس کیا ہے، وہ تحفۃ الاشراف میں  
اس طرح کرتے ہیں کہ اگر ایک حدیث کئی کئی صحابہ سے مروی ہوتی ہے تو تمام صحابہ کی  
مسانید میں اسی ایک حدیث کو نقل کرتے ہیں۔ اسی لیے بہت ساری احادیث ان کی کتاب  
میں مکرر آگئی ہیں۔ اسی وجہ سے ”ذخائر الموارث“ میں احادیث کی تعداد (۱۲۳۰۲)  
ہے، لیکن ”تحفۃ الاشراف“ میں بڑھ کر (۱۹۵۹۵) ہو گئی ہے، جب کہ ذخائر  
الموارث ہی کی تخریج کی گئی ہے۔

## ذخائرالمواریث سے استفادہ کا طریقہ:

مصنف مقدمہ کتاب میں لکھتے ہیں: جب آپ اس کتاب سے استفادہ کرنا چاہیں تو غور کریں کہ اس حدیث کا معنی و مفہوم کیا ہے جس کو آپ تلاش کرنا چاہتے ہیں، حدیث کس موضوع سے متعلق ہے، الفاظ کی خصوصیات کا زیادہ اعتبار نہیں، اس کے بعد اس صحابی کو غور کریں جو حدیث مطلوب کے راوی ہیں، مثلاً حدیث کے راوی حضرت عمرؓ ہیں یا حضرت انسؓ ہیں، صحیح طور پر تحقیق کر لیں کیوں کہ کبھی کبھی روایت کسی اور صحابی سے ہوتی ہے اور نام دوسرے صحابی کا ہوتا ہے، پھر حدیث کا مقام کتاب میں کھولیں ان شاء اللہ آپ کو حدیث کتاب میں ضرور مل جائے گی۔

## ”ذخائرالمواریث“ اور ”تھنۃ الاشراف“ کا تقابل:

یہ بات یقینی ہے کہ ہر کتاب کی کچھ نہ کچھ خصوصیت اور امتیازی صفت ہوتی ہے جو دوسری کتاب میں نہیں ہوتی۔ چنانچہ علامہ مزیؒ کی کتاب ”تھنۃ الاشراف“ اس کے لیے زیادہ اچھی ہے جو سندوں کی تحقیق چاہتا ہو اور کثرت طرق اور اختلاف رجال کی بنیاد پر کوئی حکم لگانے کا ارادہ رکھتا ہو، نیز اس کتاب میں اس حدیث کو، جس کو صحابہ کی ایک تعداد نقل کرتی ہے، ان تمام صحابہ کی مسانید میں الگ الگ ذکر کیا گیا ہے، یہ بڑی اچھی اور امتیازی خوبی ہے، اس لیے کہ جو اس حدیث کے کسی صحابی راوی کو جانتا ہے تو وہ حدیث کو اس کی سند میں پالے گا، لیکن ”ذخائرالمواریث“ میں ایسا نہیں ہے، کیوں کہ یہ حدیث بعض صحابہ کی مسانید میں نہیں ملے گی، جو کتاب کا ایک نقص ہے۔



ذخائر الموارث کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب مختصر ہے، علامہ مزی علیہ الرحمۃ کی کتاب تحفۃ الاشراف کا نیک چوتھائی ہے۔ اس اختصار کی بنا پر اس شخص کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ہے جو حدیث کے متن سے استدلال کرنا چاہتا ہے، حدیث کی تخریج کرنے والوں کی معرفت بھی آسانی سے ہو جاتی ہے، جنہوں نے مختلف کتابیں حدیث کے موضوع پر لکھی ہیں اور ان کا حوالہ ”ذخائر“ میں موجود ہے، پھر اس کتاب میں تمام احادیث کی سندیں بھی مل جاتی ہیں جن میں حوالہ دی گئی کتب حدیث سے مدد مل جاتی ہے۔

## دوسری فصل:

## تخریج حدیث کا دوسرا طریقہ

”متن حدیث کا پہلا لفظ معلوم ہو، اس علم کے ذریعہ حدیث کی تخریج کرنا ”تخریج حدیث کا دوسرا طریق“ ہے۔

یہ طریقہ تخریج اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب یہ بات یقینی ہو کہ متن حدیث کا پہلا لفظ یہی ہے، اس لیے کہ اگر یقینی طور پر حدیث کا پہلا لفظ معلوم نہ ہو تو حدیث کی تلاش میں حدیث ملنا مشکل ہوگا، صرف بلا فائدہ وقت ضائع چلا جائے گا۔

## معاون تصنیفات:

تخریج کے اس دوسرے طریقے کے لیے تین طرح کی کتب حدیث معاون و مددگار ہوتی ہیں:

- (۱) حدیث کی وہ کتابیں جن میں زبانوں پر مشہور حدیثیں جمع کی گئی ہوں۔
  - (۲) ایسی کتب حدیث جن میں احادیث حروفِ معجم کی ترتیب پر جمع کی گئی ہوں۔
  - (۳) حدیث کی مخصوص کتابوں کے لیے علمائے کرام کی ترتیب دی ہوئی فہرست۔
- زبانوں پر مشہور احادیث کے لیے لکھی گئی کتب حدیث بہت ہیں، اگلے صفحات میں حدیث مشہور کا تعارف، اس موضوع کی کتابیں اور اس کے مؤلفین کا ذکر ملاحظہ فرمائیں۔

## لوگوں کی زبانوں پر مشہور احادیث

اس سے مراد ایسی احادیث ہیں جو لوگوں کی زبانوں پر ہر دم موقع پڑتے ہی آجاتی ہیں، لوگ انہیں آپس میں نقل کرتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بیان کرتے رہتے ہیں، اس طرح کی احادیث میں بعض ”صحیح“ حدیث کا درجہ رکھتی ہیں اور بعض ”حسن“ کا۔ لیکن ان میں سے بیشتر ضعیف یا موضوع ہیں اور یا تو ان کی کوئی اصل ہی نہیں۔

چوں کہ اس طرح کی ضعیف یا موضوع حدیثوں کے پھیل جانے اور عام مسلمانوں میں مشہور ہو جانے کی وجہ سے ان کے دین و ایمان کے فساد کا خطرہ ہے، اس لیے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ یہ احادیث ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہیں ان کے تقاضوں پر عمل کرنے سے ہی اللہ کی رضا ملے گی، ان کے علاوہ سے اصلاح نہ ہوگی۔

اس طرح کے فساد ایمان و عمل کے خدشے کی وجہ سے، بڑے بڑے محدثین کرام نے اپنے اپنے زمانے میں ایسی کتابیں لکھیں، جن میں، اس زمانے میں لوگوں کی زبانوں پر مشہور احادیث جمع کیں۔ پھر صحیح و غیر صحیح احادیث کی نشان دہی بھی فرمائی، روایات حدیث اور اہل تخریج کی تعیین فرمائی تاکہ لوگ غیر معتبر احادیث پر عمل کرنے سے بچ جائیں اور موضوع اور بے اصل احادیث سے کنارہ کش رہیں۔

احادیث مشہورہ میں شہرت سے مراد ”اصطلاحی شہرت“ نہیں ہے، کیوں کہ

اصطلاحی شہرت یا اصطلاحی حدیث مشہور اس کو کہتے ہیں کہ حدیث نقل کی جائے ۳/ یا اس سے زیادہ سندوں کے ساتھ۔ یہاں شہرت سے لغوی شہرت مراد ہے: یعنی حدیث عام لوگوں میں معروف و مشہور ہے، لوگوں کی زبانوں پر جاری ہے۔

اس موضوع کی اکثر تصنیفات حروفِ معجم کے طریقے پر لکھی گئی ہیں، کچھ

تصنیفات یہ ہیں:

کتب برائے احادیث مشہورہ:

- (۱) التذکرہ فی الأحادیث المشہورہ:  
بقلم علامہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی (۹۷۴ھ)
- (۲) الدرر المنتشرة فی الأحادیث المشہورہ:  
از علامہ جلال الدین عبد الرحمن سیوطی (۹۱۱ھ)
- (۳) اللآلی المنفورة فی الأحادیث المشہورہ:  
از علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی: ۸۵۲ھ)
- (۴) المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الأحادیث المشہورہ علی  
الأسنة: از محمد بن عبد الرحمن السخاوی (۹۰۲ھ)
- (۵) تمیز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنة الناس من  
الحديث: از عبد الرحمن بن علی بن الدبیج العیابی (۹۴۴ھ)
- (۶) البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر:  
از عبد الوہاب بن احمد الشعرائی (۹۷۳ھ)

(۷) ”تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس عمادار من الأحاديث بين الناس“: از محمد بن احمد خلیل (۱۰۵۷ھ)

(۸) اتفاق ما یحسن من الأحادیث الدائرة علی الألسن:  
از نجم الدین محمد بن محمد الغزالی (۹۸۵ھ) علامہ نجم الدین نے اس کتاب میں علامہ سیوطی، علامہ سخاوی اور علامہ زرکشتی کی کتابوں کو سمجھا کر دیا ہے اور اس میں کچھ عمدہ اضافہ بھی کیا ہے۔

(۹) ”كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على السنة الناس“: از اسماعیل بن محمد بن مجلوی (۱۲۶۲ھ)

(۱۰) ”أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب“:  
محمد بن درویش معروف بہ حوت البیروتی (۱۲۷۶ھ) آپ کے فرزند ابو زید عبدالرحمن نے آپ کے حکم سے اس کو جمع کیا۔

لوگوں میں جن احادیث کا چرچا اور شہرت ہو گئی تھی اس پر امت کے ایک معتد بہ طبیب محمد شین نے کام کیا ہے، ان کی اس موضوع پر بے شمار کتابیں ہیں، کچھ کتابوں کے نام ان کے مصنفین کے ساتھ مذکور ہوئے، اب کچھ کتابوں کا قدرے تفصیلی تعارف آرہا ہے۔

## ۱- المقاصد الحسنة في بيان كثير من

### الأحاديث المشتهرة على الألسنة

احادیث مشہورہ کا یہ ایک ضخیم مجموعہ ہے، کیوں کہ اس مجموعے میں لوگوں کی زبانوں پر مشہور احادیث کی کافی تعداد ہے، جس کی مقدار ۱۳۵۶ احادیث تک پہنچتی

ہے، اس کتاب میں حدیث کی صنعتیں جس کثرت سے ملیں گی کسی دوسری کتاب میں ملنا مشکل ہے۔ نیز اس کی تحریر مستحکم اور مضبوط ہے، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ علیہ نے ”ظفر الامانی“ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ابن العماد حنبلیؒ شذرات الذهب: ۸/۱۶ میں لکھتے ہیں کہ ”المقاصد الحسنة“ علامہ سیوطیؒ کی کتاب ”الدرر المنتشرة فی الاحادیث المنتشرة“ سے بھی اچھی اور جامع ہے، البتہ ہر ایک میں وہ باتیں ہیں جو دوسری میں نہیں، اس لیے علمائے امت نے اس کو بڑی اہم تصنیف مانا ہے، اس کو نصاب میں شامل کیا ہے، اس کا اختصار بھی چھاپا ہے۔ چنانچہ المقاصد الحسنة کے مصنف کے شاگرد عبد الرحمن بن علی بن الدبیع العیانی نے ”المقاصد“ کا اختصار پیش کیا ہے، جس کا نام ”تمییز الطیب من الخبیث“ رکھا ہے، اسی طرح علی بن محمد التوتی (۹۳۹ھ) نے اس کا اختصار کیا ہے جس کا نام ”الوسائل السنية“ رکھا ہے۔

علامہ سخاویؒ نے کتاب کی احادیث کو حروفِ معجم کے طریقے پر ترتیب دیا ہے، اس کی وجہ سے تلاش کرنے والے کو اپنے مطلب کی حدیث جلدی سے مل جاتی ہے۔ حدیث نقل کرنے کے بعد حدیث کی تخریج کرنے والے کا نام بھی ذکر کیا ہے، اگر حدیث کی کوئی اصل ہے۔

اور اگر حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے یعنی کوئی سند نہیں ہے اور کسی حدیث کی کتاب میں وہ حدیث موجود نہیں ہے، تو وہاں لکھ دیتے ہیں کہ کوئی اصل نہیں ہے، اگر حدیث قابلِ اعتماد ہے تو اس پر مبسوط کلام کرتے ہیں، حدیث کا مرتبہ بھی بیان کرتے ہیں اور اگر ایسا لگتا ہے کہ شاید کوئی اصل ہو لیکن انہیں پتہ نہ چلا ہو تو ”لا اعرفہ“ کہہ کر گزر جاتے ہیں۔

کتاب اپنے باب میں بڑی قیمتی اور اپنے موضوع پر بڑی اہم ہے، اسی لیے ماضی میں بھی اور حال و مستقبل میں علماء کے لیے یہ کتاب مشعل راہ رہی ہے اور رہے گی جس کے سبب احادیث مشہورہ علی السنۃ الناس کو لوگ جانتے رہیں گے۔

تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث یہ کتاب عبدالرحمن بن علی بن الدبیج العیاضی (۹۴۳ھ) نے لکھی ہے، اصل میں میں مصنف نے اپنے استاذ علامہ سخاویؒ کی کتاب ”المقاصد الحسنۃ“ کا اختصار کیا ہے، گویا کہ ”تمییز الطیب من الخبیث“ نامی یہ کتاب ”المقاصد الحسنۃ“ کا اختصار ہے، جسے علامہ سخاویؒ کے شاگرد نے کیا ہے۔

ان کے اختصار کا مقصد ہے کہ وہ ہر حدیث کے لیے صاحب تخریج کو ذکر کرتے ہیں، پھر حدیث کا درجہ متعین کرتے ہیں، رجال حدیث پر کلام نہیں کرتے، نہ ہی حدیث کے صحیح و ضعیف ہونے کی وجہ پر گفتگو کرتے ہیں، لیکن مقاصد حسنہ کی تمام احادیث کو لیتے ہیں، کسی کو ترک نہیں کرتے، بل کہ قدرے قلیل احادیث کا اضافہ بھی کیا ہے۔

جہاں حدیث کا اضافہ کرتے ہیں تو شروع میں ”قلت“ کہتے ہیں اور اخیر میں ”اللہ اعلم“ لکھتے ہیں، اور ترتیب کتاب کو اصل کتاب کی ترتیب پر رکھتے ہیں۔

مصنف کے اختصار کا مطلب یہ ہے کہ کم وقت میں طلبہ علمی استفادہ کر سکیں، اس لیے کہ آج کل طبیعتوں کا میلان اختصار کی طرف زیادہ ہو گیا ہے، اور مصنف نے بڑے سلیقے سے اختصار کیا ہے، یہ کتاب بڑی عمدہ، نافع اور اصل کا نچوڑ پیش کرتی ہے لیکن فن حدیث کا ماہر اصل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، کیوں کہ اصل کتاب میں ایسے ایسے فوائد علمی نکات اور ہار یک باتیں ہیں جو اس مختصر میں نہیں۔

## کشف الخفاء و مزیل الإلباس عما اشتهر

### من الأحادیث علی السنة الناس

یہ کتاب ایک عمدہ اور نفع بخش کتاب ہے، بے شمار مشہور احادیث پر مشتمل ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ اس موضوع پر یہ سب سے بڑی اور جامع کتاب ہے جس میں دافر مقدار میں احادیث مشہورہ ہیں، یہ کتاب حروف معجم پر ترتیب دی گئی ہے، اس کے مؤلف نے علامہ سخاویؒ کی ”المقاصد الحسنہ“ کی تلخیص کی ہے، اس تلخیص میں ہر حدیث کی تحریج کرنے والے امام، راوی صحابی اور مختصر آپسندیدہ فوائد، اور ائمہ حدیث کی کچھ عمدہ توضیحات درج ہیں، لیکن ”المقاصد الحسنہ“ کی احادیث پر صرف اکتفا نہیں کیا ہے بل کہ ان ائمہ حدیث کی کتب حدیث سے بھی احادیث لے کر ذکر کی ہیں جن کا ابھی اس باب میں تذکرہ ہوا ہے، مثلاً: علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب ”اللائی المنورۃ فی الأحادیث المشہورۃ“ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ”السرر المنتشرۃ فی الأحادیث المشہورۃ“ وغیرہ۔

ہر حدیث میں صاحب تحریج کو بھی بتلاتے ہیں اور اکثر حدیث کے درجات کی بھی نشان دہی کرتے ہیں اور اس میں علماء کے اقوال کو بھی بیان کرتے ہیں، اگر حدیث کی کوئی اصل نہیں ہوتی تو اس کو بھی بیان کرتے ہیں اور ”لیس بحدیث“ کہہ کر بیان کرتے ہیں، اور کبھی ”لیس بحدیث“ کے بجائے ”انہ من الجہم الماثورۃ“ کہتے ہیں کہ یہ قول منقول حکمتوں میں سے ہے، یا کہتے ہیں کہ یہ ”من کلام الصحابہ“ یہ صحابہ کا کلام ہے، یا ”من احد العلماء“ یا کسی عالم کا قول ہے۔



اس کتاب میں تین ہزار دو سو پچاس (۳۲۵۴) حدیثیں ہیں جیسا کہ ترقیم شدہ مطبوعہ نسخے میں لکھا ہے، چنانچہ اس کتاب میں احادیث کی تعداد ”المقاصد الحسنہ“ کی تعداد سے دو گنا ہے بلکہ احادیث مشہورہ کے لیے یہی کتاب سب سے ضخیم مانی جائے گی۔ یہ کتاب مولانا حسام الدین قدسی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں ۱۳۵۱ھ میں قاہرہ سے، عمدہ طباعت کے ساتھ، طبع ہو کر مظر عام پر آئی، پھر اسی کا عکس لے کر ”دار احیاء التراث العربی“ بیروت نے طبع کرایا۔

### ۴۔ اُمنی المطالب فی احادیث مختلفہ المراتب

یہ ایک مختصر نفع بخش کتاب ہے جس میں اس کتاب کے مصنف محمد بن درویش عرف ”حوت“ نے عبد الرحمن بن الدبیج کی احادیث کو بیان کیا ہے جس کو انہوں نے علامہ سخاویؒ کی ”المقاصد الحسنہ“ سے مختصر کیا ہے، اس پر بہت ساری چیزوں کا اضافہ کیا ہے، محمد بن درویش کی وفات کے بعد آپ کے فرزند عبد الرحمن نے اس کتاب میں بہت کچھ اضافہ کیا، پھر فائدے کی آسانی کے لیے اس کو حروفِ تعجی پر مرتب کیا، اور ”اسنی المطالب“ کے نام سے موسوم کیا، کتاب کی ساز چھوٹی ہونے کے باوجود اس میں احادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے، جس پر مختصر کلام کیا ہے، یہ کتاب بہت مفید ہے، خصوصاً ان حضرات کے لیے زیادہ مفید ہے جو نتیجہ جلد چاہتے ہیں۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن مطبع مصطفیٰ محمد قاہرہ سے ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوا۔

کتب اصول میں ایسی کوئی کتاب، حدیث کی نہیں ہے جس کو حروفِ معجم کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہو، اور اس کی سندیں بھی مستحکم اس کے ساتھ ہوں، حروفِ معجم کی ترتیب پر جمع کرنے کا طریقہ متاخرین نے رائج کیا اور مختلف کتابیں اس نہج پر تصنیف

فرمائیں، احادیث کی سندوں کو حذف کر کے حروفِ معجم کی ترتیب پر قارئین کی آسانی کے لیے مرتب فرمایا، اگلے صفحات میں اسی نوعیت کی کچھ کتابیں ذکر کی جا رہی ہیں:

### الجامع الصغير من حديث البشير النذير

اس کتاب کو علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۹۱۱ھ) نے تصنیف فرمایا ہے، اس میں تقریباً دس ہزار احادیث جمع کی ہیں۔ مطبوعہ نسخے میں معین طریقے پر احادیث کی کل تعداد دس ہزار اکتیس مرقوم ہے، جن کو اپنی کتاب ”جمع الجوامع“ سے اخذ کیا ہے اور اس کو حروفِ معجم کی ترتیب پر اول حدیث اور اسکے مابعد کی رعایت کرتے ہوئے جمع کیا ہے، تاکہ طالب علم کے لیے حدیث تلاش کرنا جلد از جلد ہو سکے، مختصر احادیث ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، احکام کی حدیث بھی قدرے قلیل ذکر کی ہے۔ اس حدیث کو اپنی کتاب میں جگہ نہیں دی ہے جسے ان کی رائے کے مطابق کسی واضح حدیث یا کذاب نے اکیلے نقل کی ہے۔ اس کتاب میں حتی الامکان صحیح حسن اور ضعیف احادیث کو ان کی متعدد اقسام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کا طریقہ حدیث کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ سند اور صحابی راوی کو متن حدیث کے بغیر ذکر کرتے ہیں، پھر متن حدیث ذکر کر کے آخر میں مصنفین محدثین میں تخریج کرنے والوں کا رمزیہ نشان ذکر کرتے ہیں، اس وقت یہاں اس صحابی کا نام ذکر کرتے ہیں جن کو اپنی سند سے ایک کتاب کے مصنف نے ذکر کیا ہے، پھر امور و اشارات سے حدیث کی صحت کے درجات کی تعیین و تحدید بیان کرتے ہیں۔ اور یہ باتیں کتاب کے مقدمے سے ماخوذ ہیں۔

چنانچہ علامہ سیوطیؒ (۹۱۱ھ) نے حمد و صلاۃ سے فراغت کے بعد اپنے مقدمے میں لکھا ہے کہ ”میں نے اس کتاب میں ہزاروں حدیثیں اور بے شمار اقسام کی حکمتیں رکھ دی ہیں، اس کتاب میں مختصر احادیث لکھی گئی ہیں اور اختصار کے ساتھ احادیث کے معدن کو پیش کیا، تخریج اچھی طرح پیش کی ہے جس میں چھلکے چھوڑ دیے اور گودالے لیا، اس کتاب کو واضح حدیث کی منفرد احادیث سے اور کذاب کی کذب میانی سے بچا کر لکھا ہے۔ اسی وجہ سے اس نوع کی کتابوں سے یہ کتاب فائق ہو گئی، اور عمدہ قسم کی باریکیاں جن کا تعلق حدیث سے ہے اور اس کتاب میں موجود ہیں، اس موضوع کی دیگر کتابوں میں موجود نہیں۔

علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں کہ اس کتاب کو میں نے حروف معجم پر ترتیب دیا ہے، اول حدیث اور اس کے بعد کی احادیث کی رعایت طلبہ کی سہولت کے لیے کی ہے۔ اس کتاب کا نام میں نے ”الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر“ رکھا ہے کیوں کہ بڑی کتاب سے اقتباس لیا گیا ہے جس کا نام ”جمع الجوامع“ ہے، اس ”جمع الجوامع“ میں، میں نے صرف تمام احادیث نبویہ جمع کرنے کا قصد کیا ہے۔

رموز کتاب: کتاب میں جن رموز و اشارات کا بیان آیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) بخاری	(۲) مسلم	مسلم
(۳) ترمذی	(۴) ابوداؤد	ابوداؤد
(۵) ترمذی	(۶) نسائی	نسائی
(۷) ابن ماجہ	(۸) ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ	ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ
(۹) ابوداؤد، ترمذی، نسائی	(۱۰) احمد فی مسندہ	احمد فی مسندہ
(۱۱) علامہ عبد اللہ فی زوائد	(۱۲) حاکم فی مستدرک	حاکم فی مستدرک

(۱۳) تحد: بخاری فی الادب	(۱۴) تح: بخاری فی التاریخ
(۱۵) حب: ابن حبان فی صحیحہ	(۱۶) طب: طبرانی فی الکبیر
(۱۷) طس: طبرانی فی الوسط	(۱۸) طص: طبرانی فی الصغیر
(۱۹) ص: سعید بن منصور فی سند	(۲۰) ش: ابن ابی شیبہ
(۲۱) عب: عبد الرزاق فی الجامع	(۲۲) ع: ابو یعلیٰ فی مسندہ
(۲۳) قط: دارقطنی	(۲۴) قر: الدیلمی فی مسند الفردوس
(۲۵) حل: ابو نعیم فی الحلیہ	(۲۶) ہب: ہیثمی فی شعب الایمان
(۲۷) ہی: ہیثمی فی السنن	(۲۸) حد: ابن عدی فی الکامل
(۲۹) حق: قتیبہ فی المعطاء	(۳۰) خط: خلیل فی التاریخ

یہ رموز و اشارات کل ۳۰ رہوئے، البتہ حدیث کے درجات کی تعیین کے لیے ۳ اشارے ہیں: (۱) صحیح (۲) حسن (۳) ضعیف

کتاب مذکور سے ایک نمونہ پیش خدمت ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ کس طرح کتاب میں احادیث دی گئی ہیں مثلاً: حدیث نمبر ۲۲

”آیۃ ما بیننا و بین المنافقین انہم لا یتصلعون من زمزم“ (بخ ۵)

(ک) عن ابن عباس (صح).

اب اس کو سمجھنا ہے کہ ”آیۃ سے زحرم“ تک حدیث ہے قوسین میں ”تح“ سے ”بخاری فی التاریخ“ کی طرف اشارہ ہے، ”ہ“ سے ابن ماجہ فی سندہ کی طرف اشارہ ہے، اور ”ک“ سے حاکم فی المستدرک کی طرف اشارہ ہے۔ عن ابن عباس کا مطلب ہے کہ راوی ابن عباس ہیں، پھر قوسین میں ”صح“ کا مطلب ہے کہ حدیث کا درجہ ”حدیث صحیح“ کا ہے۔

حدیث کی درجہ بندی میں علامہ سیوطیؒ نے قدرے سہولت پسندی سے کام لیا ہے، اسی لیے علامہ مناویؒ نے ”فیض القدر شرح الجامع الصغیر“ نامی اپنی شرح میں بعض حدیثوں پر اعتراض کیا ہے، اور علامہ سیوطیؒ نے حدیث پر دوسرا حکم لگایا ہے، اور اس دوسرے حکم کی دلیل بھی دی ہے، اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو دارین میں بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین!

بہر حال کتاب اچھی ہے، مفید ہے، اس کی ترتیب بھی عمدہ ہے، اہل علم کے حلقوں میں اس کتاب کا چرچا ہے، آپس میں اس کا ذکر چلتا رہتا ہے، اور جس حدیث کی تحقیق کی انہیں ضرورت پڑتی ہے تو اسی کتاب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

کیوں کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عرق ریزی سے یہ کتاب لکھی ہے، اور اس کی ترتیب و تقسیم میں بڑا جو حکم اٹھایا ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین! ✽ اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ایک اور کتاب لکھی ہے جس کا نام ”الجامع الکبیر“ ہے، یہ بڑی ضخیم کتاب ہے، علامہ سیوطیؒ نے تمام سنن کو اس میں جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے، اقوال کی قسم اس میں حروفِ معجم کے طریقے پر ہے، اس کی طباعت مصر سے ہو رہی ہے متعدد جلدیں چھپ چکی ہیں۔

✽ علامہ سیوطیؒ کی ایک کتاب ”الزیادة علی کتاب الجامع الصغیر“ ہے جامع صغیر پر کچھ احادیث کا اضافہ کیا ہے۔

✽ شیخ یوسف نبہانیؒ نے ”جامع صغیر“ کی احادیث کے ساتھ ”الزیادة“ کی احادیث کو ملا کر ایک کتاب بنادی ہے جس کا نام رکھا ہے ”الفتح الکبیر فی ضم الزیادة إلی الجامع الصغیر“ اور تمام احادیث کو حروفِ معجم پر مرتب کیا ہے، لیکن

حدیث کے درجات کی تعیین کے لیے جو رموز و اشارات تھے انہیں پتہ نہیں کیوں حذف کر دیا ہے، حذف نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔ (۱)

**المفاتیح والفہارس التي صنفها العلماء لكتب مخصوصة**  
 علمائے متاخرین کی ایک جماعت نے مخصوص کتابوں کی کنجی اور فہرست تیار کی ہے، ان کتابوں اور فہرست کو حروف معجم پر ترتیب دیا ہے، جس کا مقصد ان حدیث کی کتابوں کے پڑھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے، اور اس کتاب سے مطلب کی حدیث تلاش کرنے میں وقت بچانا ہے۔

کنجی اور فہرست: کنجی اور فہرست کے لیے تیار کردہ کچھ کتابیں یہ ہیں:

(۱) مفتاح الصحيحین: از علامہ توقادوی

(۲) مفتاح الترتیب لأحادیث تاریخ الخطیب: از سید احمد الثماري

(۳) البغیة فی ترتیب أحادیث الحلیة: از سید عبدالعزیز الثماري

(۴) فہرست لترتیب أحادیث "صحيح مسلم": از محمد فواد عبدالباقی

(۵) مفتاح لأحادیث موطا مالک: از محمد فواد عبدالباقی

ہر ایک کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں:

### ۱- مفتاح الصحيحین

مؤلف: اس کتاب کے مؤلف کا نام "محمد الشریف بن مصطفیٰ توقادوی" ہے۔

طریقہ تصنیف: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری اور مسلم دونوں کتابوں کی قوی

احادیث کے اطراف (۲) کو جمع کیا ہے، اور انہیں حروف معجم پر ترتیب دیا ہے، اور ہر حدیث

کے سامنے اس کتاب اور باب کا حوالہ بھی لکھا ہے جہاں وہ حدیث پائی جاتی ہے، صحیحین میں سے ہر ایک کا متن صفحہ اور جلد کے حوالے کے ساتھ درج کیا ہے، اور مشہور شروحات جو بخاری و مسلم کے لیے لکھی گئی ہیں انہیں بہترین ترتیب کے ساتھ ایک جدول بنا کر لکھا ہے۔ رہی بات صحیح بخاری سے متعلق، تو اس میں صفحات نمبر اور متدرجہ ذیل کتابوں کے اجزا کو ذکر کیا ہے:

(۱) متن البخاری: طباعت: مصر ۱۲۹۶ھ

(ب) شرح القسطلانی: طباعت: مصر ۱۲۹۳ھ

(ج) شرح القسطلانی: طباعت: مصر ۱۳۰۱ھ

(د) شرح العینی: طباعت: قسطنطنیہ: ۱۳۰۹ھ

## بخاری شریف کی دو حدیثوں کا نمونہ

(مقارح صحیح بخاری کا صفحہ ۳۲ ملاحظہ کریں)

### باب الہزۃ مع الباء

بخاری کا نام	الابواب	الاحادیث النبویہ	بخاری		یعنی		قسطلانی		قسطلانی	
			ج	ص	ج	ص	ج	ص	ج	ص
کتاب الحدود	۱۳	ابایعکم علی ان لا تشرکوا شیئا	۸	۱۷	۱۰	۱۳۳	۱۲	۹۷	۹	۵۳۳
کتاب الحدود	۱۳	ابایعکم علی ان لا تشرکوا باللہ	۸	۱۷۹	۱۱	۵۷۹	۱۳	۴۷۷	۱۰	۵۰۹

## مسلم شریف کی دو احادیث کا نمونہ

نوی	مسلم		احادیث	باب	بحث
	ص	ج			
۴۶۴	۶	۴۴۷	۱	۸	بیوع
۳۹۳	۴	۲۶۲	۱	۲۴	جتاز

مراجعة اور استفادے کا طریقہ: صحیحین یا کسی ایک کی حدیث تلاش کرنے کا طریقہ۔

اس کتاب میں (ملفحاح الصحیحین میں) طریقہ یہ ہے کہ آپ حدیث کا پہلا کلمہ لے لیں، پھر حدیث کو اس کی جگہ پر اس کے پہلے حرف کے اعتبار سے تلاش کریں، جو حد درجہ آسان ہے اور یہ بات طرف حدیث کے ذکر پر منحصر ہے۔

اگر آپ پوری حدیث تلاش کرنا چاہیں، تو جلد نمبر اور صفحہ نمبر دیکھیں، جس میں پوری حدیث کا متن پایا جاتا ہے، یا گزشتہ شروحات کی جلد اور صفحہ نمبر دیکھیں، یہ بہت آسان کام ہے، اگر یہ نسخے آپ کے پاس موجود ہوں، یا آپ کی ملکیت ہوں تو سہولت رہے گی۔ لیکن اگر یہ نسخے نہیں ہیں، بلکہ دوسرے نسخے اور شروحات ہیں تب بھی متن حدیث تک تھوڑی مشکل ہی سہی پہنچا جاسکتا ہے۔

مذکورہ نسخوں کے علاوہ میں نصوص حدیث تک پہنچنے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کی کتاب کا نام اور مذکورہ باب دیکھیں، پھر جب دیکھ لیں کہ حدیث اس کتاب میں ہے، تو وہ کتاب اور باب تلاش کریں تھوڑی ہی دیر میں وہ حدیث، اس کتاب میں باب کے ساتھ؛ آپ کو مل جائے گی (انشاء اللہ)



## اسمائے صحابہ کی فہرست:

صحیح بخاری میں جتنے صحابہ کرام سے احادیث مروی ہیں ان سب کے اسمائے گرامی کی فہرست، حروفِ تہجی کے اعتبار سے مؤلف نے تیار کی ہے اور تمام صحابہ کے اسماء کے سامنے ان کی مرویات کی تعداد بھی نقل کی ہے، یہ فہرست کتاب کے شروع میں درج کی ہے، مسلم شریف کے لیے ایسا نہیں کیا ہے۔

یہ کتاب قسطنطنیہ کی ”الشركة الصحافية العثمانية“ سے ۱۳۱۲ھ میں چھپ چکی ہے جس کا عکس ”دارالکتب العلمیہ“ بیروت نے ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں چھاپ دیا ہے۔

**مفتاح الصحیحین** پر تھمرہ: مفتاح الخمسین میں احادیث فعلیہ کی فہرست نہیں ہے، یہ بہت بڑی کمی ہے، کیوں کہ فعلی احادیث کسی کو تلاش کرنا ہے، تو وہ بخاری و مسلم میں انہیں کیسے پائے گا؟!

اس کے تدارک کی ایک شکل ہے، وہ یہ کہ احادیث فعلیہ کی مستقل فہرست تیار کر دی جائے، جس میں صحابی کا نام اور جس کتاب میں حدیث ہے اس کا نام، ذکر کر دیا جائے، حدیث کا موضوع بھی بیان کر دیا جائے۔ اسی طرح کا کام کیا ہے ”البغیۃ“ کے مصنف نے مان کی پوری کتاب کا نام ہے ”البغیۃ فی ترتیب احادیث الحلیۃ“۔

## مفتاح الترتیب لأحادیث تاریخ الخطیب

مؤلف: اس کتاب کے مؤلف ہیں: سید احمد بن سید محمد بن سید الصدیق الثماري

المغربی رحمۃ اللہ علیہ۔

صاحب کتاب اور طبع تصنیف: یہ کتاب بڑی اہم اور بہت مفید ہے، اس لیے کہ علامہ خطیب بغدادیؒ کی ”تاریخ بغداد“ میں جتنی احادیث آئی ہیں ان سب کی فہرست صرف نوے صفحات میں تیار کی ہے، حالانکہ تاریخ بغداد ۱۴ جلدوں میں چھپی ہے، اور تقریباً سات ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

اس فہرست کی اہمیت دو وجہ سے:

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ خطیب بغدادیؒ نے اپنی تاریخ میں بے شمار احادیث نقل کی ہیں، جن میں بعض تو حدیث کے مشہور مصادر میں بھی موجود نہیں ہیں۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ان احادیث کی تلاش کا طریقہ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے جو مصنف نے اختیار کیا ہے، کیوں کہ علامہ خطیب بغدادیؒ نے ان احادیث کو ذکر کرنے میں کسی ترتیب کا التزام نہیں کیا ہے، نہ تو ابواب کے مطابق احادیث ذکر کی ہیں، نہ ہی مسانید کی ترتیب پر ذکر کیا ہے، نہ ہی کسی اور ترتیب پر۔ وہ تو تراجم رجال کے ضمن میں احادیث لاتے گئے ہیں، کیوں کہ کتاب کا موضوع تراجم ہے، نہ کہ تاریخی واقعات کا بیان۔

فہرست کی تصنیف کا طریقہ:

پہلے تو مؤلف، حدیث کی دو قسمیں بتاتے ہیں:

(۱) حدیث قولی (۲) حدیث فعلی

پھر احادیث قولیہ کو حروف تہجی پر ترتیب دیتے ہیں اور جزو حدیث ذکر فرماتے ہیں، پھر اسی کے سامنے جلد، اور صفحہ نمبر لکھتے ہیں جہاں وہ حدیث ہوتی ہے۔

اور جو حدیث افعال ہیں انہیں اسمائے صحابہ کی ترتیب پر جمع کیا ہے، اور اسمائے صحابہ کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے، جن میں ان کی کنیت بھی ہے، الگ فصل کر کے صحابیات

کے ناموں کی تفصیل نہیں ذکر کی ہے، صحابہ کے اسمائے گرامی کے درمیان ہی میں صحابیات کے اسماء بھی ان کے ناموں کی ترتیب پر ذکر کرویا ہے، اسی کے سامنے جلد اور صفحہ نمبر بھی ذکر کر دیا ہے۔

مذکورہ ترتیب پر ایک اضافی بات یہ ہے کہ جب علامہ خطیبؒ دوبارہ حدیث ذکر کرتے ہیں تو اسے غیر متداول و غیر معروف الفاظ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اس حرف تہجی کی ترتیب پر، جو وہاں چل رہا ہوتا ہے، پھر معروف و متداول الفاظ لا کر پہلے حرف تہجی کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ اس سے طالب علم کی یہ آرزو پوری ہو جاتی ہے کہ وہ حدیث کے جمیع طرق صحیحہ و ضعیفہ کو جاننا چاہتا ہے یا صحابہ و غیرہ راویوں کی تعداد جاننا چاہتا ہے، اس بات کو بیان کرنے کے لیے مقدمے میں مؤلف نے جو بات کہی ہے وہ یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مقدمہ مؤلف کی عبارت: قال السيد الغماري: "ولما كان الخطيب رحمه الله تعالى ربما كرر الحديث المشهور في عدة مواضع، وذكره في بعضها بغير اللفظ المتداول المعروف التزم ألا أكرره فاذكره على حسب الحرف الذي أورده به، ثم أعيد بلفظه المشهور فقال ذلك حديث "اطلبوا الخير عند حسان الوجوه" وحديث "من كذب علي متعمدا" فإنه ذكر الأول بالفاظ منها "اتبخوا الخير" ومنها "إذا سألتكم الخير" فاذا ذكر الأول في حرف الألف مع الباء وما يشلتها، والثاني في حرف إذا مع السين" ثم أعيدهما في الألف مع الطاء، وأذكر رقم الصحيفة التي هو فيها باللفظ المتقدم إذ الحديث واحد والمعنى واحد

وانما يقع التصرف في الغالب من الشيوخ و الرواة، وكذلك الحديث الثاني فإنه أوردته بالفاظ يدخل بعضها في الألف مع النون، ومع الياء، وفي غيره من الحروف، فاذا ذكرها كما أوردتها ثم أعيدتها في حرف (من) مع الكاف، إذ قد تتعلق رغبة الباحث بالوقوف على جميع ما أوردته الخطيب من طرق الحديث للنظر في تصحيحه و تحسينه أو معرفة عدد من رواه من الصحابة أو غير ذلك، ويحسب أن الحديث ليس له إلا اللفظ المشهور فيطلبه عند حرفه، ويغيب عنه الباقي فلهذا الغرض جمعها في محل واحد خدمة للحديث وأهله.

کتاب میں احادیث کی تعداد: اس ”مفتاح.....“ میں احادیث کی تعداد تقریباً ساڑھے چار ہزار ہے، بیشک یہ تعداد بہت زیادہ ہے جس کو علامہ خطیبؒ نے تاریخ میں اپنی سندوں سے بیان کیا ہے۔

### البغية في ترتيب أحاديث الحلية

مصنف: اس کتاب کے مصنف کا نام ”سید عبدالعزیز بن سید محمد بن سید صدیق غماري“ ہے۔

طریقہ تصنیف: یہ کتاب بالکل ”مفتاح الترتیب“ کی طرح ہے، جس پر ابھی ابھی گفتگو ہو چکی ہے، دونوں کی اہمیت اور افادیت ایک جیسی ہے، ترتیب و تنویب میں بھی یکسانیت ہے، بس چند چیزوں میں تھوڑا بہت فرق ہو سکتا ہے، لہذا اس کتاب پر زیادہ تفصیل ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

مصنف نے اس کتاب میں ان احادیث کی فہرست تیار کی ہے جو ”حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصلیاء“ میں آئی ہیں، یہ کتاب ”ابو نعیم اصفہانی“ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصنیف ہے، کتاب کی ۱۰ جلدیں ہیں، ایک ایک جلد میں چار چار سو صفحات ہیں۔

جن احادیث کی فہرست بنائی ہے ان کو دو قسموں میں بانٹا ہے: (۱) قولی احادیث (۲) فعلی احادیث۔ پھر قولی احادیث کو حروفِ معجم کی ترتیب پر جمع کیا ہے، چنانچہ ”طرف الحدیث“ یعنی جزو حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس کے سامنے احادیث کو راوی صحابہ کرامؓ کے ناموں کی ترتیب پر ذکر کیا ہے، جس میں صحابی کا نام اور حدیث کا موضوع بیان کیا ہے، پھر اس کے سامنے جلد اور صفحہ نمبر ذکر کیا ہے، صحابیات کا نام صحابہ کے ناموں کے ساتھ بیان کیا ہے، اسی طرح ”مفتاح الترتیب“ کے مؤلف نے بھی کیا ہے، البتہ کنیتوں کو الگ سے ذکر کیا ہے، اور انہیں حروفِ معجم کی ترتیب پر اسماء کے ذکر کے بعد لکھا ہے، نیز تابعین کی مرسل روایات کو کتاب کے آخر میں فہرست بنا کر ذکر کیا ہے، جس میں اسم اور کنیت دونوں حروفِ معجم کے طریقے پر ذکر کیے ہیں۔

### احادیث کی تعداد:

اس فہرست میں احادیث کی تعداد ۵۸ ہزار کے قریب ہے جن کو حافظ ابو نعیم اصفہانی (متوفی ۴۳۰ھ) نے سندوں کے ساتھ رواۃ کے تراجم کے ضمن میں ذکر کیا ہے، جن رواۃ کے تراجم کو اپنی کتاب ”الحلیۃ.....“ میں لکھا ہے۔ اس کی یہ فہرست علامہ سید عبدالعزیز غامریؒ نے تیار کی ہے، اللہ جزائے خیر دے علامہ غامریؒ کو، انہوں نے ایسی فہرست تیار کی ہے جو طالب علم کے لیے نہایت آسان اور کم وقت میں مقصد تک رسائی کرنے والی ہے۔

در نہ طالب علم کا بہت سا وقت اس طرح کی احادیث کی تلاش میں گزر جاتا ہے، اور بعض اوقات حدیث ملتی بھی نہیں۔

یہیں سے پتہ چلا کہ بعض مفید کتابیں بعض اوقات کتنی کارآمد ہوتی ہیں اور علماء و طلبہ اس سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں، بے شک یہ ایسے اعمال ہیں جن کا خیر چلتا رہتا ہے، مصنف دنیا سے رخصت بھی ہو جائے تو بھی اس کا نفع بخش علم اس کے کام آتا رہتا ہے۔

### (۴) فہرس لأحادیث "صحیح مسلم" القولية

صحیح مسلم کی قولی احادیث کی یہ فہرست "شیخ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ" نے مرتب کی ہے، اس کے علاوہ پانچ دیگر فہرست بھی آپ ہی کی ترتیب دی ہوئی ہے، جو حسب ذیل ہے:

- (۱) فہرس الموضوعات حسب ترتیبها فی الکتاب.
- (۲) الرقم المسلسل لجميع الأحادیث من غیر المکرر.
- (۳) بیان الأحادیث التي أخرجها الإمام مسلم في أكثر من موضع و بیان مواضع کل منها.
- (۴) معجم ألف باتي باسماء الصحابة رضي الله تعالى عنهم، و بیان أحادیث کل منهم.
- (۵) بیان الأحادیث القولية مرتبة ترتيبا ألفا باتيا حسب أوائلها.
- (۶) معجم الألفاظ لاسيما الغريب منها.

ترتیب کتاب اور اس کی کیفیت:

مذکور الصدر کتابوں میں پانچویں نمبر کی کتاب (یعنی ”بیان الاحادیث القولية مرتبة ترتيبا ألفا بآلیا حسب اولیٰها“) پر ہم کلام کر رہے ہیں: مؤلف نے ”احادیث قولیہ“ کے شروع کے اجزا کو حروف معجم کی ترتیب پر ”متن حدیث کے اول کلمے کا لحاظ کر کے بیان کیا ہے، اور ہر حدیث کے ”شروع کے الفاظ“ کے سامنے اس کتاب کے ایڈیشن کا صفحہ نمبر ذکر کیا ہے جہاں پوری حدیث مل جائے گی۔ اس فہرست میں کل ۸۸ صفحات ہیں۔ یہ فہرست مذکورہ کی صحیح مسلم کی پانچویں جلد سے ہے، یہ بڑی مفید فہرست ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر دے۔ آمین!

### (۵) مفتاح الموطا

مؤلف: اس کتاب کے مؤلف کا نام ”محمد فواد عبدالباقی“ ہے۔

تفصیل: یہ کتاب بھی مذکورہ کتاب کی ترتیب و تالیف کے مطابق ہے، مؤلف نے اس کتاب میں ”احادیث قولیہ“ کو حروف معجم کی ترتیب پر جمع کیا ہے جس میں حدیث کے پہلے کلمے اور دوسرے حرف کے لحاظ سے کام کیا گیا ہے، چنانچہ احادیث کے اطراف یعنی شروع حدیث کے اجزا کو ذکر کیا ہے، پھر اس کے سامنے صفحہ نمبر ذکر کیا جہاں پوری حدیث موجود ہے، اور اس کتاب کو ”موطا“ کے آخر میں چھاپ دیا ہے۔ یہ ”مفتاح الموطا“ نامی کتاب بڑی نافع کتاب ہے۔

احادیث کی تعداد: موطا کی تمام احادیث کی کل تعداد فہرست بنانے والے کی ترتیب کے مطابق اٹھارہ سو بارہ (۱۸۱۲) حدیثیں ہیں۔

اور اس ”مفتاح“ میں قولی احادیث کی تعداد آٹھ سو ستائیس (۸۲۷) ہے۔

نوٹ: امام محمد بن حسن شیبائی نے امام مالکؒ سے جو موطأ روایت کی ہے اس میں احادیث کی کل تعداد دس سو آٹھ (۱۰۰۸) ہے اور شیخ عبدالوہاب عبداللطیف کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ طبع ہو چکی ہے، امام مالکؒ سے ان کے مختلف شاگردوں نے موطأ نقل کی ہے، اس نقل میں احادیث و آثار کی تعداد بیان کرنے میں بڑا اختلاف ہے۔

### (۶) مفتاح سنن ابن ماجہ

اس کتاب کے مولف کا نام بھی ”محمد بن عبدالباقی“ ہے۔

یہ کتاب بھی گزشتہ دونوں کتابوں کے انداز پر ترتیب دی گئی ہے، مولف نے اس کتاب میں قولی احادیث کو حروفِ معجم کے طریقے پر حدیث کے اول کے اعتبار سے جمع کیا ہے، چنانچہ حدیث کے شروع کے الفاظ کو ذکر کر کے اس کے سامنے سنن ابن ماجہ کے سلسلہ وار حدیث نمبر کو درج کیا ہے، یہ ”مفتاح“ سنن ابن ماجہ کے آخر میں رکھا ہے، یہ کتاب حدیث تلاش کرنے کے لیے نہایت آسان اور مفید ترین کتاب ہے۔

حدیث کی تعداد: ”مفتاح ابن ماجہ“ میں کل ۳۱۰۰ حدیثیں ہیں، اور یہ سب تقریب کے طریقے پر ہیں جب کہ ابن ماجہ کی حدیثوں کی کل تعداد، مفتاح ابن ماجہ کے مولف کے شمار کے مطابق، ۴۳۴۱ ہے۔ (۱)



## تیسری فصل:

## تخریج حدیث کا تیسرا طریقہ

تخریج حدیث کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کا جو لفظ لوگوں کی زبان پر زیادہ ہو، اس کی معلومات کے ذریعے حدیث کی تخریج کی جائے۔ اس طریقہ تخریج کے لیے ”المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی“ کتاب سے مدد لی جاسکتی ہے۔ پوری تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں:

## المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی

یہ کتاب حدیث شریف کے ان الفاظ کی فہرست ہے جو حدیث کی ۹ مشہور کتابوں میں موجود ہیں، ۶ کتابیں: تو وہی ہیں جو ”صحاح ستہ“ کہلاتی ہیں اور ۳ کتابیں: موطا امام مالک، مسند احمد اور مسند دارمی ہیں، یہ کتاب یعنی ”المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی“ مستشرقین کی ایک جماعت نے ترتیب دیا ہے، اور انہیں میں سے ایک مستشرق ”ارند جون ونسک“ نے ۱۹۳۹ء میں شائع کی ہے، اُس وقت مرتب، لیڈن یونیورسٹی میں عربی زبان و ادب کے پروفیسر تھے۔ کتاب لیڈن یونیورسٹی ہائینڈ کے بریل نامی پریس نے چھاپی ہے، اور مرحوم محمد فواد عبدالباقی نے اس کتاب کی نشر و اشاعت میں مستشرقین کی جماعت کا تعاون کیا ہے۔

اور برطانیہ کی مجلس علمی، ڈنمارک، سویڈن، ہالینڈ، آئسکو وغیرہ کی علمی و تحقیقی تنظیموں نے گراں قدر مالی تعاون سے اس تصنیفی سرمایہ کو تکمیل کی منزل تک پہنچایا ہے۔

یہ تصنیف سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا، اور اس کی آخری جلد ۱۹۶۹ء میں طبع ہوئی، ساتوں جلدوں کی طباعت میں ۳۳ رسالہ لگے۔ لیکن کتاب میں کوئی مقدمہ نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ کتاب کی ترتیب و تہویب کا کیا طریقہ ہے، حالاں کہ مقدمے کی کتاب میں شدید ضرورت تھی، البتہ ساتویں جلد میں کچھ رہنمادایات و اشارات موجود ہیں، الفاظ اور مواد کی ترتیب کا بھی ذکر ہے، مراجعت کی بھی رہنمائی ہے، پھر بھی یہ تمام چیزیں کافی نہیں ہیں، شدت سے کمی محسوس ہوتی ہے۔

حدیث کے اس معجم کی ترتیب کا طریقہ، قریب قریب لغوی معجم کی ترتیب کے مثل ہے، لیکن حروف، اسمائے اعلام، کثیر الاستعمال افعال مثلاً قال، جاء اور ان کے صیغوں کا اس میں ذکر نہیں ہے۔

اس معجم میں کسی لفظ کے مادے کے ذکر کرنے کے وقت دوسرے مادے بھی مذکور ہوتے ہیں تاکہ طالب وہ احادیث پاسکے جن میں اس مادہ کا کوئی کلمہ مذکور ہو، لیکن اس میں وقت بہت ہوتی ہے، اور کافی وقت صرف ہوتا ہے، کیوں کہ بعض مرتبہ یہ حوالے کافی طویل ہوتے ہیں، ایک ایک جگہ پچاس پچاس مادے ہوتے ہیں، جیسا کہ ”قاتل“ کے مادے میں ہے کہ طالب علم کو ۶۷ مادے دیکھنے پڑتے ہیں، بعض تو قال کے مادے میں ہے اور دوسرے متفرق مقامات میں، جیسے جلد پنجم صفحہ ۲۹۴ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اس لیے بہت سے قارئین نے کہا ہے کہ اس ”معجم میں بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ احادیث میں موجود الفاظ میں سے اکثر کی فہرست میں کوئی تفصیل نہیں۔

چوں کہ المعجم المفہر کی تالیف و ترتیب کا جاننا ہر مزیح کے لیے از بس ضروری

ہے، اس لیے اس کی ساتویں جلد کے آغاز میں اس نوعیت کی جو بھی باتیں درج ہیں انہیں ہم یہاں نقل کیے دیتے ہیں:

## المعجم المفہر س لا لفاظ الحدیث النبوی کے مواد کی ترتیب کا نظام

الف: افعال: ماضی، مضارع، امر، اسم فاعل، اسم مفعول، ہر ضمیر کے لواحقات بھی مذکور ہوتے ہیں:

۱۔ فعل معروف کے صیغے لواحق کے بغیر۔

۲۔ فعل معروف کے صیغے لواحق کے ساتھ۔

۳۔ فعل مجہول کے صیغے لواحق کے ساتھ اور اس کے بغیر۔

علامے صرف کے مطابق پہلے مجرد افعال ذکر کیے گئے ہیں پھر مزید فیہ افعال۔

ب: ۱۔ اسم مرفوع ثنویں کے ساتھ۔

۲۔ اسم مرفوع بغیر ثنویں کے اور بغیر لواحق کے۔

۳۔ اسم مرفوع لواحق کے ساتھ

۴۔ اسم مجرد بالاضافہ ثنویں کے ساتھ۔

۵۔ اسم مجرد بالاضافہ ثنویں ولواحق۔

۶۔ اسم مجرد بالاضافہ واللواحق۔

۷۔ اسم مجرد صرف جر کے ساتھ۔

۸۔ اسم منصوب مع ثنویں۔

۹۔ اسم منصوب بلا ثنویں ولواحق۔

۱۰۔ اہم منصوب مع لواحق۔

بعد ازاں تثنیہ اور جمع بھی اسی طرح مذکور ہوتے ہیں۔

(ج) مشتقات: ۱۔ مشتقات حروف ساکنہ کی اضافت کے بغیر۔

۲۔ مشتقات حروف ساکنہ کی اضافت کے ساتھ۔

نوٹ: مرجع مذکور اور عبارت میں حرفی مطابقت ہوتی ہے۔

”☆ ☆“ دو ستارے، ان دونوں ستاروں کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ منقول

حدیث میں لفظ مکرر آیا ہے، یا اس باب یا صفحہ میں مکرر آیا ہے۔

احادیث کے الفاظ کی تلاش کے لیے ”مصادر النسخ“ کے جو ”رموز و اشارات“

استعمال ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

خ	بخاری	جہ	ابن ماجہ
م	مسلم	ط	موطاً
ت	ترمذی شریف	حم	مسند احمد بن حنبل
و	ابوداؤد	دی	مسند دارمی
ن	نسائی		

مذکورہ بالا رموز معجم کے ہر دو صفحے کے نیچے، آسانی کی خاطر دے دیے گئے ہیں،

تاکہ ہر وقت ذہن نشین رہے۔

مذکورہ بالا حدیث کی نو کتابوں میں (جن کے رموز و اشارات اوپر درج ہیں)

حدیث کی جگہ بتلانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کتاب کا نام وہیں لکھ دیا گیا ہے جس میں وہ

حدیث موجود ہے، جیسے ”ادب“ مگر مسند احمد بن حنبل مستثنیٰ ہے کہ وہ مسانید کی ترتیب پر طبع

ہوتی ہے۔ بعد ازاں کتاب کے اندر باب کا نمبر لکھ کر بتلایا گیا ہے، مثلاً (۱۵) اور یہ طریقہ مسلم شریف اور مؤطا امام مالک کے علاوہ میں ہے۔ کیوں کہ نمبر سے ترتیب وار حدیث کا پتہ چلتا ہے جو شروع کتاب سے ہوتی ہے۔ اور مسند میں مقام حدیث بڑے اور چھوٹے نمبر سے معلوم ہوتا ہے، بڑا نمبر جلد بتلاتا ہے اور رقم صغیر (چھوٹا نمبر) جلد کا صفحہ بتلاتا ہے، یہ مثال ساتویں جلد کے شروع میں مطبوع ہے، اس کو عجم کے مصنفین نے مراجعت کی راہ مقرر کیا ہے، آگے اس کی مثال، وضاحت کی خاطر پیش خدمت ہے۔

### مراجعہ کا طریقہ:

مذکورہ نو کتابوں میں سے ہر ایک کی، ایک ایک مثال ذکر کی جارہی ہے۔

(۱) کتاب الادب = ۱۵: اس کا مطلب یہ ہوا کہ ”کتاب الادب“ کا پندرہواں باب ہے، جو

صحیح ترمذی کا باب ہے، عجم میں اسی طرح کا اشارہ ہے، ’ت‘ سے مراد ’ترمذی‘،

’ادب‘ سے میں مراد ’کتاب الادب‘ اور ’۱۵‘ سے مراد پندرہواں باب ہے۔

(۲) حہ تجارتات = ۳۱: اس کا مطلب یہ ہوا کہ سنن ابن ماجہ کتاب التجارات کا اکتیسواں

باب ہے۔ ’حہ‘ سے ’ابن ماجہ‘، ’تجارات‘ سے ’کتاب التجارات‘ اور ’۳۱‘ سے

’اکتیسواں‘ باب مراد ہے۔

(۳) حم ۴۵۷ = ۱: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسند احمد بن حنبل کی چوتھی جلد کے صفحہ ۱۷۵

(پر حدیث مل جائے گی)۔

’حم‘ سے مراد ’مسند احمد بن حنبل‘، ’۴‘ سے مراد جلد ۴ اور ’۱۷۵‘ سے ’صفحہ نمبر‘ مراد ہے۔

رخ شرکہ ۳، ۱۶ = ۱: اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح بخاری کی کتاب الشرکہ کے تیسرے

اور سولہویں باب میں ( تلاش کریں )

’خ‘ سے مراد ”صحیح بخاری“، ’شُرکۃ‘ سے مراد ”کتاب الشُرکۃ“ اور ’س‘ سے ”تیسرا باب“ اور ’۶۲‘ سے مراد ”سولہواں باب“ ہے۔

(۵) طہارۃ ۷۲ = اس کا مطلب یہ ہے کہ سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب ۷۲ میں یہ حدیث ملے گی۔

’د‘ سے مراد ”ابوداؤد شریف“، طہارت سے مراد ”کتاب الطہارت“ اور ’۷۲‘ سے باب ”نمبر ۷۲“ مراد ہے۔

(۶) دی صلاۃ ۷۹ = اس کا مطلب یہ ہے کہ مسند دارمی، کتاب الصلاۃ باب ۷۹ میں یہ حدیث ملے گی۔

’دی‘ سے مراد ”مسند دارمی“، صلاۃ سے ”کتاب الصلاۃ“، ’۷۹‘ سے مراد باب ”نمبر ۷۹“ ہے۔

(۷) ط صفة النبی ۳ = اس کا مطلب یہ ہے کہ موطا مالک میں صفة النبی سے متعلق حدیث ۳ میں، یہ حدیث، یا یہ لفظ ملے گا۔

’ط‘ سے مراد موطا امام مالک، صفة النبی موضوع اور ۳ نمبر حدیث ہے۔

(۸) م فضائل الصحابہ ۱۶۵ = اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ کی حدیث نمبر ۱۶۵ میں یہ تلاش کرو۔

’م‘ سے ”مسلم شریف“ مراد ہے، فضائل الصحابہ سے ”کتاب فضائل الصحابہ“ اور ’۱۶۵‘ سے مراد ”حدیث ۱۶۵“ ہے۔

(۹) ن صیام ۷۸ = اس کا مطلب یہ ہے کہ سنن نسائی، کتاب الصیام کا باب نمبر ۷۸ ہے۔  
’ن‘ سے ”نسائی شریف“، صیام سے کتاب اور ۷۸ سے باب نمبر ۷۸ مراد ہے۔

علاوہ انہیں ساتویں جلد کے آغاز میں چند اصطلاحات اور ضروری نوٹس ذکر کیے گئے ہیں، جو یہاں بھی ذکر کیے جا رہے ہیں:

اولاً (مجموعہ میں لکھتے ہیں کہ) پہلے ہم نے ہر مادے کا فعل ذکر کیا ہے۔ پھر اس مادے کا اسم، جس میں تسلسل اختلاف کے اعتبار سے ترتیب کی پوری رعایت رکھی ہے، ساتھ ساتھ، معانی کا تنوع بھی ملحوظ خاطر ہے، یہ سب نحوی و صرفی قواعد کی روشنی میں ہے۔

ثانیاً ہم نے حدیث شریف بیان کی ہے، پھر اسی کے بعد وہ مقام بھی ذکر کیا ہے جہاں وہ حدیث اپنے الفاظ کے ساتھ پائی جا رہی ہے۔ اور کچھ دوسرے مقامات کا بھی ذکر ہے جہاں معنی وہ حدیث پائی جاتی ہے۔

واضح رہے کہ کبھی کبھی ابواب اور احادیث کے نمبرات میں اور اس ترتیب میں تفاوت بھی پایا جاتا ہے جو بعض مطبوعہ نصوص میں ہوتا ہے۔

اسی طرح مؤطا امام مالک سے صرف احادیث لی گئی ہیں فقہائے کرام اور محدثین کی آرا ذکر نہیں کی گئی ہیں۔

مسلم شریف سے اس کو نہیں لیا گیا ہے جو فقط اسناد تھی۔

اسی طرح حدیث کی ایک اور مثال ہے جس کی توضیح و تحقیق پیش کی جا رہی ہے۔

حدیث شریف یہ ہے: ثلاث من كن فيه، وجد حلاوة الإيمان: أن يكون الله ورسوله أحب إليه مما سواهما، وأن يحب المرء لا يحب إلا لله، وأن يكره أن يعود في الكفر كما يكره أن يقذف في النار. هذا لفظ البخاري.

مذکورہ حدیث میں کل ”۳۳“ کلمے ہیں، حدیث کے تمام کلمات کی مراجعت کی گئی تو یہ نتیجہ نکلا:

- (۱) ۱۲ رکلمات میں حدیث کے تمام مقامات آگئے ہیں۔
- (۲) ۳ رکموں میں دوسرے مادوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔
- (۳) بقیہ ۲۰ رکلمات میں حدیث مذکور نہیں، کیوں کہ ان میں مادے موجود نہیں، یا تو اس وجہ سے کہ وہ کلمات ”حروف“ ہیں یا مشابہ حروف، یا ایسے افعال اور کلمات ہیں جو بکثرت استعمال ہیں۔

مندرجہ ذیل مثال میں یہ نتیجہ تفصیل سے ملاحظہ کریں:

۱۔ کلمات: معجم مفہر ص: ۲۹۶/۱

م: ایمان: ۶۶، ۶۷؛ خ: ایمان: ۱۳/۹، اکراہ

۲۔ من: ..... ۳۔ کن: ..... ۴۔ فیہ: .....

۵۔ وجد: معجم: ۱/۱۴۱، ن: ایمان: ۳، ۴

۶۔ حلاوة: (معجم: ج ۱/ص ۵۵) ”آمن“ کو دیکھیں۔

۷۔ الايمان: (معجم: ۱/۱۱۰) بخاری، کتاب الايمان: ص ۹، ۱۳؛ باب الاکراه: ۱؛ الادب:

ص ۳۶؛ مسلم شریف، کتاب الايمان: ص ۶۶؛ نسائی (ن) ۲، ۴؛ حجة ابن ماجہ کتاب

الفتن: ۲۳؛ حم یعنی مسند احمد بن حنبل: ۳، ۱۰۲، ۱۱۴، ۱۲۷، ۱۷۷، ۲۳۰، ۲۷۵، ۲۸۸۔

۸۔ أن: .....

۹۔ یکن: .....

۱۰۔ اللہ: (۱/۸۰) م: مسلم کتاب الايمان: ۶۶، ۶۷؛ بخاری، ۹، ۱۳، ۱۴؛ حم: مسند احمد بن

حنبل: ۱، ۴۔

۱۱۔ ورسولہ: (۲/۲۵۸) احب کورجوع کیجیے۔



۱۲۔ أحب: (۱/۴۱۰) ن: نسائی کتاب الایمان ۴، ۲، ۴: ابن ماجہ کتاب الفتن: ۲۳: جم: مسند احمد بن حنبل: ۴، ۱۱۔ اسی طرح (۱) اس صفحہ میں پایا جاتا ہے: م: مسلم شریف: ۶۶، ۶۷: بخاری، ۹/۱۳ کتاب الایمان: ترمذی کتاب الایمان: ۲۰۔

۱۳۔ الیہ ۱۴۔ ما

۱۵۔ سواہج: ۳/۴۳: جم: مسند احمد بن حنبل: ۱۱، ۴۔

۱۶۔ وأن..... ۱۷۔ حجب: (۱/۴۰۷: جم) خ، بخاری کتاب الایمان ۹، کتاب الادب، ۴، ۴، م: (مسلم) ایمان (کتاب الایمان) ۶۶، ت: ترمذی ایمان: کتاب الایمان ۱۰، جم، مسند احمد بن حنبل ۳، ۱۰۳، ۱۲۰، ۱۴۱، ۱۵۰، ۱۵۶، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۸، ۲۷۲، ۲۷۵، ۲۸۸۔

### معجم مفہم کی فہرست کی کتابوں پر ایک نظر:

مسند احمد کے علاوہ تمام مفہم مصادر کے ابواب کو مؤلفین نے نمبر وار رقم کیا ہے، اسی طرح صحیح مسلم اور موطا امام مالک کی احادیث کو بھی نمبر وار رقم کیا ہے، اسی طرح مسند احمد میں صفحات اور جلدوں کے نمبروں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن یہ مطبوعات ان نمبروں کے موافق نہیں ہیں۔

## چوتھی فصل:

## تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ

حدیث کا موضوع معلوم ہونے کی بنیاد پر حدیث کی تخریج کی جائے تو یہ تخریج حدیث کا چوتھا طریقہ ہے۔

اس طریقہ تخریج کی طرف میلان اس شخص کا ہوتا ہے، جو علم حدیث کا ذوق رکھے، حدیث کے موضوع کی تعیین کر سکے، اور اگر حدیث بہت سارے موضوعات پر مشتمل ہو تو کسی ایک موضوع کو ان میں سے، نکال سکے۔ علم حدیث میں کافی مہارت رکھتا ہو، اور حدیث کی مصنفات پر گہری نظر ہو، تو یہ شخص موضوع حدیث کی روشنی میں حدیث کی تخریج کر سکے گا۔ ہر شخص حدیث کے موضوع کی تعیین بھی نہیں کر پاتا، خاص طور پر ایسی احادیث جن کو سن کر موضوع بالکل معلوم نہیں ہو پاتا، البتہ یہ بھی ایک طریقہ تخریج ہے، دوسرے طریقوں کے نہ ہونے کے وقت یہی سہل طریقہ ہے کہ موضوع معلوم ہے تو اسی کی مدد سے حدیث کی تخریج کر لے۔

مددگار کتابیں:

اس طریقہ تخریج میں حدیث کی ان کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے جو ابواب کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں، اور موضوع کی تعیین کے ساتھ مرتب کی گئی ہیں ایسی کتابیں بہت ہیں، ان کو تین قسموں میں بانٹا جاسکتا ہے۔

**پہلی قسم:** حدیث کی وہ کتابیں جن میں ایسے ابواب و موضوعات ہیں جو دین کے تمام ابواب پر حاوی ہیں، اس کی چند انواع ہیں، ان میں زیادہ مشہور جوامع، مستخرجات اور مستدرکات علی الجوامع، مجامع، زوائد، کتاب مقلح کنوز السنہ ہیں۔

**دوسری قسم:** حدیث کی وہ کتابیں جو ایسے ابواب و موضوعات پر مشتمل ہیں جن میں دین کے اکثر ابواب ہوں جن کی چند انواع ہیں، ان میں مشہور ترین کتابیں سنن، مصنفات، موطآت، اور مستخرجات علی السنن ہیں۔

**تیسری قسم:** ایسی کتابیں جو دین کے ابواب میں سے کسی باب کے ساتھ خاص ہیں، یا دین کے پہلوؤں میں سے کسی پہلو کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کی بہت سی انواع ہیں، ان میں سے مشہور ترین کتابیں یہ ہیں: الاجزاء، ترغیب و ترہیب، زہد، فضائل، آداب و اخلاق، احکام، دوسری فنون کی کتابیں، کتب تخریج حدیث کی شروحات و تعلیقات۔

## قسم اول:

## جمع ابواب دین پر مشتمل کتب حدیث

اس نوع کی حدیث کی کتابیں جنہیں محدثین و مصنفین نے ابواب کی شکل میں مرتب کیا ہے، ان کے ابواب جمع ابواب دین پر مشتمل ہیں؛ ان کتابوں میں باب الایمان، باب طہارت، ابواب العبادات، ابواب المعاملات، باب النکاح، باب التاریخ، باب السیر، باب المناقب، باب التفسیر، باب الآداب، باب المواعظ، باب اخبار القیامۃ وغیرہ ابواب ہوتے ہیں، جن کا حاصل آٹھ طرح کے مضامین ہیں:

(۱) عقائد (۲) احکام (۳) رقائق (۴) آداب

(۵) تفسیر (۶) سیر (۷) مناقب (۸) فتن

ان تمام مضامین کو اس شعر میں جمع کر دیا گیا ہے۔

سیر، تفسیر، احکام و عقائد ☆ فتن، اشراط، آداب و مناقب

اس نوع کی تصنیفات کے متعدد نام ہیں؛ مشہور ترین نام حسب ذیل ہیں:

(۱) الجوامع (۲) المستخرج علی الجوامع (۳) المستدرکات علی

الجوامع (۴) المجامیع (۵) الزوائد (۶) کتاب مفتاح کنوز السعادة.

مذکورہ بالا تمام ناموں کے بارے میں ہم قدرے تفصیل سے گفتگو کریں گے اور

ہر ایک کا طریقہ جمع و تالیف بھی بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ!

## ۱ - الجوامع

”الجوامع“ جامع کی جمع ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ”جامع“ حدیث کی ہر اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں ضروریات زندگی سے متعلق جمیع انواع کی احادیث درج ہوں: مثلاً: عقائد، احکام، رقائق، آداب خورد و نوش، سفر حضر کے آداب، تفسیر، تاریخ، سیر، فتن، مناقب و مثال (۱) وغیرہ۔

مشہور جماع:

سب سے مشہور جامع ”بخاری شریف“ ہے جس کو الجامع الصحيح للبخاری کہتے ہیں؛ پھر مسلم شریف یعنی الجامع الصحيح لمسلم؛ اسی طرح جامع عبدالرزاق، جامع ثوری، جامع ابن عیینہ، جامع معمر، جامع ترمذی وغیرہ۔

اب الجامع الصحيح للبخاری کا قدرے تفصیل سے بیان آ رہا ہے۔

## ۱ - الجامع الصحيح للبخاری (۲)

الجامع الصحيح للبخاری یعنی بخاری شریف کا مکمل نام جس کو خود مؤلف ہی نے رکھا ہے یہ ہے ”الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ“ اس کتاب کو ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابواب پر مرتب کیا ہے، جو ”کتاب بدء الوحی“ سے شروع ہو رہی

(۱) مثل: یہ معتق عبدالرزاق کے علاوہ ہے۔

(۲) تفصیل کے لیے دیکھئے ”علوم الحدیث“ از ابن الصلاح ص ۱۳۲، ملاسا بن حجر عسقلانی شافعی (۵۸۵ھ) نے ”بدی السانی“ ص ۸ پر اس کا نام ذکر کیا ہے، ”الجامع الصحيح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ“ (بخاری تخریج الاحادیث ودرجہ اسانید، الحدیث، بازو دکتور محمود طحان ۱۳)۔

ہے، پھر کتاب الایمان کا ذکر ہے، پھر کتاب انطہارۃ کا، اسی طرح اور دیگر ابواب، یہاں تک کہ کتاب التوحید پر کتاب مکمل ہو گئی ہے، اسی طرح پوری کتاب میں متانوعے ابواب ”کتاب“ کے نام سے آئے ہیں، ہر کتاب چند ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب میں چند احادیث صحیحہ درج ہیں۔

اب ہم ذیل میں بخاری کے تمام ابواب کا صرف نام ذکر کرتے ہیں جو لغام بخاری کی ترتیب پر ہیں اور ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عام قاری کو معلوم ہو جائے کہ کس طرح ”کتب جوامع“ دین کے جمیع ابواب پر مشتمل ہوتی ہیں۔

### عناوین بخاری (بنام کتب بخاری)

- (۱) کتاب بدء الوحي (۲) کتاب الإیمان (۳) کتاب العلم (۴) کتاب الوضوء (۵) کتاب الغسل (۶) کتاب الحيض (۷) کتاب التيمم (۸) کتاب الصلاة (۹) کتاب مواقيت الصلاة (۱۰) کتاب الأذان (۱۱) کتاب الجمعة (۱۲) کتاب الخوف (۱۳) کتاب العیدین (۱۴) کتاب الوتر (۱۵) کتاب الاستسقاء (۱۶) کتاب الکسوف (۱۷) کتاب سجود القرآن (۱۸) کتاب تقصیر الصلاة (۱۹) کتاب التهجید (۲۰) کتاب الصلاة في مسجد مكة والمدينة (۲۱) کتاب العلم في الصلاة (۲۲) کتاب السهو (۲۳) کتاب الجنائز (۲۴) کتاب الزکاة (۲۵) کتاب الحج (۲۶) کتاب العمرة (۲۷) کتاب المحصر (۲۸) کتاب جزاء الصيد (۲۹) کتاب فضائل المدينة (۳۰) کتاب الصوم (۳۱) کتاب صلاة العراويع (۳۲) کتاب فضل ليلة القدر (۳۳) کتاب الاعتكاف (۳۴) کتاب البيوع

- (۳۵) کتاب السلم (۳۶) کتاب الشفعة (۳۷) کتاب الإجارة  
 (۳۸) کتاب الحوالات (۳۹) کتاب الکفالة (۴۰) کتاب الوكالة  
 (۴۱) کتاب الحرث والمزارعة (۴۲) کتاب الشرب والمساقاة  
 (۴۳) الاستقراض وأداء الديون (۴۴) کتاب الخصومات (۴۵) کتاب  
 اللقطة (۴۶) کتاب المظالم والغصب (۴۷) کتاب الشركة (۴۸) کتاب  
 الرهن (۴۹) کتاب العتق (۵۰) کتاب المكاتب (۵۱) کتاب النہیة  
 (۵۲) کتاب الشهادات (۵۳) کتاب الصلح (۵۴) کتاب الشروط  
 (۵۵) کتاب الوصایا (۵۶) کتاب الجهاد والسير (۵۷) کتاب فرض  
 الخمس (۵۸) کتاب الجزية (۵۹) کتاب بدء الخلق (۶۰) کتاب الأنبياء  
 (۶۱) کتاب المناقب (۶۲) فضائل أصحاب النبیؐ (۶۳) مناقب الانصار  
 (۶۴) المغازی (۶۵) کتاب تفسیر القرآن (۶۶) کتاب فضائل القرآن  
 (۶۷) کتاب النکاح (۶۸) کتاب الطلاق (۶۹) کتاب النفقات (۷۰) کتاب  
 الأطعمة (۷۱) کتاب العقیقة (۷۲) الذبائح والصيد (۷۳) الأضاحی  
 (۷۴) الأثریة (۷۵) کتاب المرضی (۷۶) الطب (۷۷) اللباس  
 (۷۸) الأدب (۷۹) الاستئذان (۸۰) الدعوات (۸۱) کتاب الرقاق  
 (۸۲) کتاب القدر (۸۳) الإيمان والنذر (۸۴) الکفارات (۸۵) کتاب  
 القرائن (۸۶) کتاب الحدود (۸۷) کتاب النیات (۸۸) استنباط المرتدین  
 (۸۹) کتاب الاکراه (۹۰) کتاب الحیل (۹۱) تبخیر الرؤیا (۹۲) کتاب  
 الفتن (۹۳) کتاب الأحکام (۹۴) کتاب التمني (۹۵) أخبار الآحاد  
 (۹۶) الاعتصام بالکتاب والسنة (۹۷) کتاب التوحید.

## ۲- المستخرجات علی الجوامع

**مستخرج:** مستخرج واحد ہے، اس کی جمع ”مستخرجات“ آتی ہے۔ محدثین کے نزدیک مستخرج کے معنی یہ ہیں کہ مصنف، حدیث کی کوئی کتاب منتخب کرتا ہے، پھر اس کتاب کی احادیث کی اپنی سندوں کے ساتھ تخریج کرتا ہے، صاحب کتاب کی سند کے مطابق نہیں، تو صاحب کتاب کے ساتھ اس کے شیخ میں، یا اس کے اوپر جا کر کسی جگہ یہاں تک کہ صحابی میں اجتماع و اتفاق ہو جاتا ہے۔

تخریج کی شرط یہ ہے کہ بعید ترین تک نہ پہنچے یہاں تک کہ کوئی ایسی سند تلاش کرے جو قریب ترین تک یہ نہ پہنچائے، ہاں مگر کوئی عذر ہو، مثلاً علوسند کا یا کسی اہم زیادتی کا۔ بعض مرتبہ مصنف مستخرج کچھ احادیث کو ترک کر دیتا ہے جن کی کوئی پسندیدہ سند نہیں پاتا، اور بعض مرتبہ صاحب کتاب ہی کی سند کے ساتھ ذکر کر دیتا ہے۔

## مستخرجات ”مخرج علیہ“ کی ترتیب و تہویب پر:

مخرج علیہ ایسی کتاب کہلاتی ہے جس کی احادیث کو محدث اپنی سندوں کے ساتھ بیان کرتا ہے، اس محدث کی تیار کردہ کتاب ”مستخرج“ کہلاتی ہے۔

مستخرج کی ترتیب ”مخرج علیہ“ کے موافق ہوتی ہے اسی طرح مستخرج کے ابواب بھی مخرج علیہ کے ابواب ہی کے مطابق ہوتے ہیں، مستخرجات کی مراجعت کا طریقہ بعینہ وہی ہوتا ہے جو ”مخرج علیہ“ کا ہوتا ہے، کیوں کہ ترتیب، عدد کتب و ابواب وہی ہوتے ہیں، لہذا ”مستخرجات علی الجوامع“ کا موضوع دہی ہوگا جو ”جوامع“ کا موضوع ہوتا ہے۔



ہیں! مستخرجات علی الجوامع تو ”جوامع“ کی مانند ہوتی ہیں لیکن ”مستخرجات علی غیر الجوامع“ مثلاً ”مستخرجات علی کتب السنن وغیرہا“ یہ ”مستخرجات علی الجوامع“ کی طرح نہیں ہوتیں، جیسے قاسم بن اصبح کی مستخرجات، سنن ابی داؤد پر ہے اور ”ابو نعیم اصفہانی“ کی مستخرج ابن خزیمہ کی ”کتاب التوحید“ پر ہے۔ یہ مستخرجات دوسری تخریج شدہ کتابوں کی طرح ہیں۔

مستخرجات علی ائیمین کی تعداد:

مختلف النوع حدیث کی متعدد کتابوں پر بے شمار مستخرجات ہیں۔ البتہ ان مستخرجات میں ”مستخرجات علی الصحیحین“ یا ”مستخرجات علی البخاری او مسلم“ کا درجہ بڑھا ہوا ہے، مستخرجات علی الصحیحین کی تعداد دس سے بھی زیادہ ہے، اس لیے کہ محدثین نے بخاری و مسلم کی خدمت پر اپنی توجہات زیادہ مبذول فرمائی ہیں۔

علی البخاری: بخاری کی مستخرجات میں (۱) مستخرج لاساعلی (۵۳۷۱)  
(۲) مستخرج الفطرانی (۵۳۷۷) اور (۳) مستخرج ابن ابی ذائل (۵۳۸۷)۔

علی المسلم: مسلم کی مستخرجات میں (۱) مستخرج ابو عوانہ اسفرائینی (۵۳۱۰)  
مستخرج الحمیری (۵۳۱۱) (۳) اور مستخرج ابی حامد الہروی (۵۳۵۵)۔

علی ائیمین: صحیحین کی مستخرجات میں (۱) مستخرج ابی نعیم اصفہانی (۵۳۳۰)  
(۲) مستخرج ابی الاثرم (۵۳۳۳) (۳) اور مستخرج ابی بکر البرقانی (۵۳۲۵) ہیں۔

### ۳- مستدرکات علی الجوامع

”مستدرکات“ مستدرک کی جمع ہے، اسدر راک کے لغوی معنی ”کسی چیز کو حاصل کرنے کا ارادہ کرنا، غلطی کی اصلاح کرنا اور غلطی نکالنا وغیرہ آتے ہیں۔“  
مستدرک محدثین کی اصطلاح میں ہر ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں مؤلف کتاب وہ تمام احادیث جمع کر دے جو کسی مخصوص کتاب میں اس کی شرطوں کے مطابق، اس میں آئی چاہیے تھی لیکن کسی وجہ سے نہ آسکی۔

مثال: اس کی ”مستدرک علی الصحیحین“ ہے، جسے ابو عبد اللہ حاکم (۴۰۵ھ) نے تالیف کیا ہے، صحیحین یعنی بخاری و مسلم میں جو احادیث آئی ہیں، ان کے جو درجات اور شرائط ہیں، انہیں درجوں اور شرطوں پر پائی جانے والی بہت ساری احادیث کو دوسری کتب حدیث سے امام ابو عبد اللہ حاکم نے ایک کتاب میں یکجا کیا ہے اور بتلایا ہے کہ یہ احادیث بخاری و مسلم کے درجے اور شرطوں کے مطابق ہیں، لیکن ان دونوں کتابوں میں نہ آسکیں، ایسی احادیث کے مجموعہ کو ”مستدرک علی الصحیحین“ کہا جاتا ہے۔

مستدرک حاکم کی ترتیب:

ابو عبد اللہ حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے اپنی کتاب ”مستدرک“ کو ابواب پر ترتیب دیا ہے، اور اس میں ابواب کی وہی ترتیب رکھی ہے جو امام بخاری اور امام مسلم نے بخاری و مسلم میں رکھی ہے۔ ابو عبد اللہ حاکم نے اپنی مستدرک میں تین طرح کی احادیث ذکر کی ہیں:

(۱) وہ احادیث صحیحہ جو امام بخاری اور امام مسلم یعنی صحیحین کی شرط پر تھیں، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرط پر تھیں لیکن انہوں نے ایسی احادیث کو اپنی کتاب میں

ورج نہیں کیا، ایسی احادیث کو حاکم ابو عبد اللہ نے مستدرک حاکم میں ذکر کیا ہے۔

(۲) وہ احادیث صحیحہ جو حاکم ابو عبد اللہ کے نزدیک صحیح تھیں چاہے وہ شیخین کی شرط پر یا کسی ایک کی شرط پر نہ بھی ہوں، تو بھی ان کو انہوں نے ”صحیح الاسناد“ کہہ کر ذکر کیا ہے۔

(۳) ان احادیث کو بھی ذکر کیا ہے جو ان کے نزدیک صحیح نہیں تھیں، ان کو برائے تعبیر ذکر کیا ہے۔

ابو عبد اللہ حاکم حدیث کی تصحیح کے سلسلے میں مسائل ہیں، لہذا حاکم کی تصحیح حدیث میں اعتماد کرنے کے لیے غور و فکر کی ضرورت ہے، حافظ ذہبیؒ نے تتبع کیا ہے تو ان کی بعض احادیث کی تصحیح کو تسلیم کیا ہے اور بعض کی تصحیح میں اختلاف کیا ہے، اور بعض مقامات پر سکوت اختیار کیا ہے، لہذا تتبع اور بحث کی یہاں ضرورت پڑے گی۔

مستدرک حاکم چار ضخیم جلدوں میں ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے، اور ”تلخیص المستدرک“ کے نام سے اسی کے ساتھ حافظ ذہبیؒ کی تعلیقات بھی ہیں، لیکن طباعت میں تقدیم و تاخیر اور کئی طرح کی اغلاط کی کثرت ہے۔

## ۴۔ المجامیع

لفظی تعریف: المجامیع ”جمع“ کی جمع ہے، اسم ظرف اکثاء ہونے کی جگہ۔  
اصطلاحی تعریف: محدثین کی اصطلاح میں ”جمع“ حدیث کی ایسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں مؤلف نے متعدد مصنفات کی احادیث کو جمع کیا ہو، اور اس کی ترتیب انہیں مصنفات کی ترتیب پر رکھی ہو جن کی احادیث کو اس میں جمع کیا ہے۔

چند مثالیں: ایسی کتابیں جو جامع کہلاتی ہیں ان کی تعداد بہت ہے، ان میں کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

- (۱) الجمع بین الصحیحین، جن میں محمد صاعق (۶۵۰ھ) کی تہنیف ہے جس کا نام "مشارق الأنوار النبویة من صحاح الأخبار المصطفویة" ہے۔
- (۲) الجمع بین الصحیحین، یہ ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر فتوح الحمیری (۴۸۸ھ) کی تالیف ہے۔

(۳) "الجمع بین الأصول الستة" اس کتاب کا دوسرا نام "التجريد لصحاح و السنن" ہے جس کے مؤلف ابو الحسن زین بن معاذ یہ اندلسی (متوفی: ۵۳۵ھ) ہیں۔ "أصول ستة" سے مراد یہاں پر بخاری، مسلم، مؤطا مالک، ترمذی، ابو داؤد اور نسائی ہیں۔

(۴) "الجمع بین الأصول الستة"، اس کا دوسرا نام "جامع الأصول من احادیث الرسول" ہے، اس کے مؤلف ابو السعادات (متوفی: ۶۰۶ھ) ہیں جو "ابن اثیر" کے نام سے معروف ہیں۔

(۵) "جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد"، از: محمد بن محمد بن سلیمان مغربی (متوفی: ۱۰۹۴ھ) یہ کتاب حدیث کی چودہ کتابوں کی احادیث پر مشتمل ہے، وہ یہ ہیں: ۱- بخاری، ۲- مسلم، ۳- سنن ابی داؤد، ۴- سنن ترمذی، ۵- سنن نسائی، ۶- سنن ابن ماجہ، ۷- مسند دارمی، ۸- مسند احمد، ۹- مسند ابی یعلیٰ، ۱۰- مسند یزید، ۱۱- معجم طبرانی صغیر، ۱۲- معجم طبرانی کبیر، ۱۳- معجم طبرانی اوسط، ۱۴- مؤطا۔

یہ کتابیں ابواب جوامع (۱) کی ترتیب پر جمع کی گئی ہیں، ان کتابوں میں مراجعت کا طریقہ اس طرح ہے کہ پہلے ”حدیث کا موضوع“ متعین کر لیا جائے، پھر ان کتابوں کے موضوع میں غور کیا جائے۔

## ۵- الزوائد

لغوی معنی: الزوائد جمع ہے زائدة کی، اسم فاعل زیادہ ہونے والا۔  
اصطلاحی تعریف: ”زوائد“ حدیث کی ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جن میں مصنف ایسی احادیث کو نقل کرے جو دوسری حدیث کی کتابوں میں زائد ہوں، مثلاً ”زوائد ابن ماجہ علی الاصول الخمسة“ یعنی یہ ایسی کتاب ہے جس میں وہی احادیث ہیں جن کو ابن ماجہ نے جمع کیا ہے، کتب خمسہ کے مصنفین نے انہیں نہیں جمع کیا، رہی بات ان احادیث کی جن میں ابن ماجہ دوسرے مصنفین کے ساتھ نقل میں شریک ہیں تو ان کو اس کتاب ”الزوائد“ میں نہیں ذکر کیا ہے۔  
کتب ”الزوائد“ کی مثالیں:

(۱) مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجہ: از ابوالعباس احمد بن محمد البوصیری (متوفی: ۸۴۰ھ) یہ کتاب زوائد ابن ماجہ علی الکتب الخمسة الاصول پر مشتمل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیثیں ہیں جو کتب خمسہ ”بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی“ میں نہیں ہیں۔

(۱) ”جامع الاصول من احادیث الرسول“ کی ترتیب ”کتب جوامع“ کی ترتیب سے تلف ہے، اس بات میں کہ احادیث اگرچہ ابواب کی ترتیب پر ہیں لیکن ابواب کے اسماء کو حرف المعجم کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے، ابواب کو ظنی کتابوں کے ابواب کی ترتیب پر نہیں لایا گیا ہے۔

- (۲) **فوائد المنطقی لزوائد البیهقی:** از علامہ احمد بن محمد البوصری (۸۴۰ھ)
- (۳) **انحاف السادة المہرۃ الخیرۃ بزوائد المسانید العشرۃ:** از علامہ بوصری: یہ کتاب ان احادیث پر مشتمل ہے جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں اور مندرجہ ذیل کتابوں میں ہیں: (۱) مسند ابوداؤد الطیالسی (۲) مسند الحمیدی (۳) مسند مسدد بن مسرہ (۴) مسند محمد بن یحییٰ مدنی (۵) مسند اسحاق بن راہویہ (۶) مسند ابی بکر بن ابی شیبہ (۷) مسند احمد بن منیع (۸) مسند عبد بن حمید (۹) مسند حارث بن محمد بن ابی اسامہ (۱۰) مسند ابو یعلیٰ الموصلی۔

- (۴) **المطالب العالیہ بزوائد المسانید اللغالیہ:** از حافظ احمد علی بن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) مسند ابی یعلیٰ الموصلی اور مسند اسحاق بن راہویہ کے علاوہ بقیہ سابقہ دس مسانید کے زوائد پر یہ کتاب مشتمل ہے، کتب صحاح اور مسند احمد میں وہ احادیث نہیں ہیں، البتہ علامہ بیہقی سے مجمع الزوائد میں جو احادیث زوائد ابو یعلیٰ سے فوت ہو گئی ہیں ان کا بھی مصنف نے تتبع کیا ہے، جیسا کہ ایسی زوائد احادیث کو ذکر کیا ہے جس کے بارے میں ہے کہ ذکر زوائد تصف مسند اسحاق بن راہویہ الذی حصل علیہ۔

- (۵) **مجمع الزوائد ومبع الفوائد:** از حافظ علی ابن ابی بکر بیہقی (متوفی: ۸۰۷ھ): یہ ایسی زوائد احادیث ہیں جو صحاح ستہ میں ہیں اور مسند احمد، مسند ابو یعلیٰ الموصلی، مسند ابی بکر البزازی اور معجم طبرانی الشامی، یعنی معجم کبیر، معجم صغیر اور معجم لوسط نامی کتب حدیث میں ہیں۔

## ۶- کتاب مفتاح كنوز السنۃ

مختلف موضوع و مضامین کی ترتیب پر لکھی گئی، حدیث کی ایک فہرست کے طور پر، یہ کتاب معروف و مشہور ہے، اس کا طریقہ تصنیف اور مکمل تعارف مندرجہ ذیل سطروں میں ملاحظہ فرمائیں:

اس کتاب کی تصنیف و ترتیب کا کام ہالینڈ کے مشہور مستشرق ڈاکٹر ارنڈ جون وینسک (متوفی: ۱۹۳۹ء) نے کیا ہے۔

اے، جی وینسک (A.J. Wensinck) نے اس کو انگریزی زبان میں تصنیف کیا تھا، پھر پروفیسر محمد فواد الباقی نے اس کو انگریزی سے عربی میں منتقل کیا، ساتھ ساتھ اس کی تصحیح، تحقیق اور نشر و اشاعت کا کام بھی کیا اور پہلی بار عربی زبان میں ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں طبع ہو کر نشر ہوئی، اس کتاب کو مصنف علام نے حدیث کی چودہ کتابوں کی فہرست بنایا ہے، وہ چودہ کتابیں یہ ہیں:

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابی داؤد (۴) جامع ترمذی (۵) سنن نسائی (۶) سنن ابن ماجہ (۷) مؤطا مالک (۸) مسند احمد (۹) مسند ابو داؤد طرابلسی (۱۰) سنن دارمی (۱۱) مسند زید بن علی (۱۲) سیرت ابن ہشام (۱۳) مغازی الواقدی (۱۴) طبقات ابن سعد۔

مذکور الصدر مستشرق (جولندن کی ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں) انہوں نے اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں دس سال صرف کیے، اور مترجم محمد فواد الباقی نے تصحیح و ترجمہ میں ۴ سال لگائے۔ رہی بات کتاب کے مضامین کی ترتیب کے طریقے کی تو اسے پروفیسر احمد محمد شاہ مرحوم نے اپنے ابتدائی کتاب کے مقدمے میں بیان کیا ہے:

”پروفیسر وینک نے اپنی کتاب کوتارنجی شخصیات اور علمی مسائل و معانی پر ترتیب دیا ہے، اور ہر اہم مسئلے یا شخصیت کی سوانح کو اس کے متعلق تفصیلی موضوعات میں تقسیم کیا ہے، بعد ازاں حروفِ معجم کے مطابق، کتاب کے عنوانات کو ترتیب دیا ہے، اور ہر مسئلے سے متعلق ان احادیث و آثار کو بڑی محنت سے جمع کیا ہے جو ان کتابوں میں وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ کتاب کی ترتیب کا یہ طریقہ بتلا رہا ہے کہ کتاب اور اس کی فہرست کی تیاری میں اولاً موضوعات و معانی کو پیش نظر رکھا گیا ہے، پھر الفاظ و عبارات کو، پھر ان تمام موضوعات و معانی کو حروفِ معجم کی ترتیب پر الفاظ و عبارات کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے، لہذا دراصل یہ کتاب موضوعات و عنادین کا معجم ہے اور ہر موضوع کے تحت تفصیلی فقرے ہیں جو اس موضوع سے متعلق ہیں۔

بعد ازاں موضوع کے متعلق ہر فقرے کے لیے مصنف نے حتی الامکان احادیث و آثار جمع کیے ہیں جو فقرے مذکورہ چودہ کتابوں میں کہیں بھی موجود ہیں۔ اس کتاب پر علامہ سید محمد رشید رضا مصریؒ نے مقدمہ لکھا ہے، جس میں کتاب کا موضوع اور طریقہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”(مفتاح كنوز السنہ) اس كتاب كا موضوع یہ ہے کہ قارئین کرام کو یہ بتلا دیا جائے کہ صحابہ ستہ، سنن و مسانید، سیر و طبقات اور مغازی میں جو احادیث و آثار پائے جاتے ہیں ان کی تشریح ان کتابوں میں کس طرح کی گئی ہے، اس کتاب میں احادیث کو آپ کیسے یاد کریں، اور ان کا پہلا لفظ کون سا ہے، یہ نہیں بتایا گیا ہے، اس کتاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر حدیث کس موضوع سے متعلق ہے، مخصوص ترین کلمہ کی مدد سے اصل موضوع تک پہلے کیسے رسائی کریں، پھر متعلقات و فروعیات تک پہنچیں۔



اس انداز سے یعنی موضوعات کی ترتیب پر کتاب کی تالیف بہت مفید ہے۔ موضوعات کی ترتیب پر لکھی جانے والی کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو حدیث کا کوئی لفظ چاہے یاد ہو یا نہ یاد ہو، موضوع حدیث کی مدد سے آپ حدیث تلاش کر سکتے ہیں۔ اور الفاظ حدیث کی ترتیب پر لکھی جانے والی کتاب میں حدیث تلاش کرنے کے لیے، آپ کو حدیث پاک کا اول لفظ یاد ہونا ضروری ہے، کبھی کبھی آدمی کو مضمون حدیث تو یاد رہتا ہے لیکن حدیث کا کوئی بھی لفظ محفوظ نہیں ہوتا، ایسی حالت میں موضوع کے اعتبار سے حدیث جمع کیے جانے والا طریقہ زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

**حدیث کی مذکورہ چودہ کتابوں میں موضوع حدیث بتلانے کا طریقہ**

**مذکورہ چودہ کتابوں میں موضوع حدیث بتلانے کا طریقہ حسب ذیل ہے:**

- (۱) بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی۔ ان تمام کتابوں میں پہلے باب نمبر ذکر کرتے ہیں، باب نمبر کے ذکر کرنے سے قبل ”ک“ کی علامت کے ذریعے ”کتاب“ ذکر کرتے ہیں، اور پھر حسب مقام اس کتاب کا سلسلہ نمبر ذکر کرتے چلے جاتے ہیں۔
- (۲) موطا امام مالک اور مسلم شریف صرف ان دونوں کتابوں میں ”کتاب“ کے ذکر کے بعد، مسلم، موطا امام مالک، مسند زید بن علی اور مسند ابوداؤد طرابلسی میں سے ہر ایک کا رقم الحدیث ذکر کیا ہے۔

- (۳) مسند احمد بن حنبل، طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام اور واقعی کی مغازی میں صفحات نمبر ذکر کیے ہیں، مسند احمد کی نسبت سے جلد نمبر لکھنے کے بعد، اور طبقات بن سعد کی نسبت سے، قسم، نمبر اور جلد سب ذکر کیا ہے۔

نیز مطبوعہ کتاب جو کی عربی زبان میں ہے اس کے پہلے صفحے پر یہ عبارت درج ہے: مفتاح كنوز السنة "هو معجم مقدس عام تفصیلی، وضع لكشف عن الأحادیث النبویة الشریفة المدونة فی كتب الأئمة الأربعة عشر الشهيرة، و ذلك بالدلالة علی موضع كل حدیث فی صحیح البخاری وسنن أبی داؤد والترمذی، والنسائی وابن ماجه والدارمی بیان رقم الباب، و فی صحیح مسلم وموطا مالك ومسندي زيد بن علي وأبي داؤد الطيالسي بیان رقم الحدیث، و فی مسند أحمد بن حنبل وطبقات بن سعد وسيرة بن هشام ومغازي الواقدي بیان رقم الصفحات، مما يمكن الباحث من الوقوف علی الحدیث المطلوب بغير عناء." (۱)

رموز و اشارات:

مذکورہ کتاب کے مؤلف نے کتاب میں جن رموز و اشارات کو استعمال کیا ہے ان کی تعداد ۲۳ ہے۔

منہجہ عملی سطروں میں رموز و اشارات اور ان کی مراد کو بیان کیا جا رہا ہے:

بخ: صحیح بخاری، اس میں "کتب" کی تقسیم ہے اور ہر کتاب کو ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔  
مس: صحیح مسلم، اس میں بھی "کتب" کی تقسیم ہے اور ہر کتاب میں احادیث کی تقسیم ہے۔  
سنن ابی داؤد، اس میں بھی کتب کی تقسیم ہے، پھر ہر کتاب کو ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔  
ترمذی، اس میں بھی کتب کی تقسیم ہے اور پھر ہر کتاب کو "ابواب" پر تقسیم کیا گیا ہے۔

- نس: سنن نسائی، اس میں بھی کتب کی تقسیم ہے، اور ہر کتاب کی تقسیم ابواب پر ہے۔
- مج: سنن ابن ماجہ، اس میں بھی کتب کی تقسیم ہے، اور کتاب کو ابواب پر تقسیم کیا ہے۔
- عی: سنن الدارمی، اس میں بھی کتب پر، اور کتب کو ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔
- ما: موطاً امام مالک، یہ بھی کتب پر اور ”کتب“ ابواب پر منقسم ہے۔
- تز: مسند زید بن علی، اس کی احادیث گئی جتنی ہیں، نمبرات سے حدیث معلوم ہوگی۔
- حد: طبقات ابن سعد، یہ اجزا پر اور اجزا اقسام پر منقسم ہیں، نمبرات سے صفحات کا پتہ چلتا ہے۔
- حم: مسند احمد بن حنبل، اجزا پر منقسم ہے، نمبرات جلد کے صفحات کو بتلاتے ہیں۔
- ط: مسند طحیاسی، اس کتاب کی احادیث معدودے چند ہیں، نمبرات سے حدیث معلوم ہوگی۔
- ہش: سیرت ابن ہشام، نمبر، صفحہ کو بتلائے گا۔
- قد: مغازی الواقعہ، نمبرات صفحات کو بتلاتے ہیں۔
- ک: کتاب
- ب: باب
- ح: حدیث
- ص: صفحہ
- ج: جزء
- ق: قسم
- قا: قابل ما قبلہا بما بعدہا۔

۴۴۴: فوق العدد من جهة اليسار تدل على أن الحديث مكرر مرات

الرقم الصغير، فوق العدد من جهة اليسار يدل على أن الحديث

مكرر بقدره في الصفحة أو في الباب.

مذکور الصدر، توضیح ”مفتاح كنوز السعادة“ نامی کتاب کا ایک نمونہ ہے، اور رموز

و اشارات کامل بھی۔

اسی طرح ”مفتاح كنوز السعادة“ کے ص ۳۶ پر دوسرے کالم میں ”مادة

الاصابع“ آیا ہے، پھر اس عنوان کے تحت آیا ہے ”الاشارة بالأصبع في الصلاة“ پھر

اس عنوان کے تحت آیا ہے:

۱- مس، ک، ۱۵، ج ۱۲

۲- بد، ک، ۱۱، ب ۵۶

۳- تر، ک، ۳۵، ب ۱۰۴

۴- نس، ک، ۱۲، ب ۷۹، ک ۱۳، ب ۳۰، ۳۶، ۳۹

۵- سج، ک، ۵، ب ۲۷

۶- ی، ک، ۲، ب ۸۳، ۹۲

۷- تم، اول ص ۳۳۹، ثان ص ۱۱۹۔ ثالث ص ۴۷۰، رابع ص ۲۳۱۶۔

۲۳۱۸، ۲۳۱۹، رابع ص ۲۹۷۔

۸- ط، ج ۸۵

مذکورہ اشارات کا حل یہ ہے:

۱۔ مس، ک، ۱۵: ج ۱۴۷

صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۴۷

۲۔ بد، ک، ۱۱، ب، ۵۶

سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب ۵۶/

۳۔ تر، ک، ۳۵، ب، ۱۰۲

سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ۱۴۰/

۴۔ نس، ک، ۱۲، ب، ۷۹

سنن نسائی، کتاب التطہی، باب ۹، کتاب المسہو، باب ۳۰، ۳۶، باب ۳۹، ک

۵۔ حج، ک، ۵، ب، ۲۷

سنن ابن ماجہ، ک: کتاب الاقامۃ، ب: باب ۲۷

۶۔ ی، ک، ۲: ب، ۸۳، ۹۲

ی: سنن الدارمی، ک: کتاب الوضوء، ب: باب ۸۳، ۹۲

۷۔ حم: مستدرجہ اول: الجزء الاول، ص: صفحہ ۳۳۹، ح: الجزء الثانی، ص: صفحہ

۱۱۹ الجزء الثالث: صفحہ ۴۷۰، الجزء الرابع: صفحہ ۳۲۶

۲: کا مطلب دوبار مکرر، اسی صفحہ میں، اسی طرح ص ۳۱۸ پر دوبار مکرر، اسی طرح

۳۱۹ پر، اور الجزء الخامس ص ۴۹۷،

۸ ط، ب، ج: ۷۸۵، ط: مستدرک، (ح) حدیث ۷۸۵

البتہ اسمائے کتب کو نمبرات کے درمیان سے جاننے کے لئے مترجم نے کتاب کے آغاز ہی میں ”مفتاح الکتاب“ کا ذکر کیا ہے، جس میں موجودہ کتابوں کے اسماء (جیسے) صحاح ستہ، سنن دارمی، موطا امام مالک وغیرہ کا تذکرہ، ہر کتاب کے نمبر، اور ابواب کی تعداد کے ساتھ موجود ہے، ہاں صحیح مسلم اور موطا مالک میں ہر احادیث کی تعداد بیان کی ہے۔ کتابوں کے اسماء کی جانکاری کے لیے اس مفتاح کی طرف رجوع کریں۔  
طباعت:

”مفتاح کنور السنۃ“ جس میں مؤلف نے حدیث کی چودہ کتابوں پر اعتماد کیا ہے، ان چودہ کتابوں کی طباعت کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) صحیح بخاری: اس کی طباعت لیدن نے کرائی ہے، سن طباعت ۱۹۶۲ء، ۱۹۶۸ء اور ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء ہے۔

(۲) صحیح مسلم: بولاق کی طباعت ہے، سن اشاعت ۱۲۹۰ھ ہے۔

(۳) سنن ابی داؤد: طباعت: قاہرہ ۱۲۸۰ھ

(۴) جامع ترمذی: طباعت: بولاق ۱۲۹۲ھ

(۵) سنن نسائی: طباعت: قاہرہ ۱۳۱۲ھ

(۶) سنن ابن ماجہ: طباعت: قاہرہ ۱۳۱۳ھ

(۷) سنن دارمی: طباعت: دہلی ۱۳۳۷ھ

(۸) موطا: طباعت: قاہرہ ۱۳۷۹ھ

(۹) مسند احمد: طباعت: قاہرہ ۱۳۱۳ھ (مطبع مہدیہ قاہرہ مصر)

(۱۰) مسند طحاوی: طباعت: حیدرآباد ۱۳۲۱ھ

(۱۱) مسند زید بن علی: طباعت: سیلانو ۱۹۱۹ء

(۱۲) طبقات ابن سعد: طباعت: لیدن ۱۹۰۴ء ۱۹۰۸ء

(۱۳) سیرت ابن ہشام: طباعت: گوتکن ۱۸۵۹ء ۱۸۶۰ء

(۱۴) مغازی الواقدی: طباعت: برلین برائے ترجمہ ۱۸۸۲ء

مذکورہ اکثر طباعتیں اب نا در بل کہ مفقود کہنا چاہیے، اس لیے قارئین کو مذکورہ چودہ کتابوں میں سے شروع کی نو کتابوں پر زیادہ انحصار کرنا چاہیے، یہی نو کتابیں ”المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث“ کا بھی موضوع ہیں۔ انجم المفہرس پر کلام کرتے ہوئے حدیث کی جن نو کتابوں پر جو کلام ہم نے کیا ہے وہی کلام مفقوح کنوز السنۃ کے لیے کافی ہے۔

البتہ حدیث دسیر کی بقیہ پانچ کتابیں: مثلاً: مسند طرابلس، مسند زید بن علی، طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام اور مغازی الواقدی، ان کتابوں کی قدیم طباعتیں اگر میسر ہو جائیں تو بہت اچھا، ورنہ کوشش کر کے دوسری طباعتوں تک رسائی آسانی سے ممکن ہے۔

نوٹ:

مفقوح کنوز السنۃ کے آغاز میں یہ تنبیہ تحریر کی گئی ہے کہ اگر بتلائے ہوئے مقام پر آدمی کو اپنی مطلوبہ حدیث نہ ملے، تو ایک دو باب آگے پیچھے دیکھ لے، تو ان شاء اللہ مقصد حاصل ہو جائے گا، کیوں کہ یہ اختلاف مختلف ایڈیشنوں کی وجہ سے ہوتا ہے، مگر صحیح بخاری کی بات جدا ہے، اس کا نسخہ لیدن کے مطبوعہ نسخے کے مطابق ہے، کیوں کہ اس کے ابواب و کتب محدودے چند ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ پروفیسر احمد شاکر نے کتاب کے مقدمے میں ذکر کیا ہے کہ مؤلف نے موطا میں امام مالکؒ وغیرہ حضرات کی فقہی آرا کو ذکر نہیں کیا ہے۔ بل کہ صرف احادیث کی فہرست ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے، نیز صحیح مسلم میں ذکر کردہ مکرر سندوں کو بھی نہیں ذکر کیا ہے، جسے لنام مسلم حدیث اول کی تقویت و تائید کے لیے اس باب میں مکمل طور پر ذکر فرماتے ہیں۔ مؤلف کا یہ طرز مقابح کنوز السنہ میں بھی نہ وہی ہے جو ”المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث النبوی“ کی فہرست میں برتا گیا ہے؛ لیکن وہاں اس کا ذکر صراحتاً ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب حدیث سے تعلق رکھنے والوں کے لیے بے حد مفید ہے، اس لیے کہ قاری کا بہت سارا وقت بچا دیتی ہے جس کا اس کے بغیر تصور ناممکن ہے، اس کتاب کی قدر وہی جانے گا جو اس کو پہلے جان رہا ہو اور اس سے حدیث کے موضوع پر استفادہ بھی کر چکا ہو، خاص طور پر تخصص کے وہ طلب جن کا موضوع بحث ہی حدیث ہے جیسے کہ تخصص اور ماجسٹر کے لیے مقالہ تیار کرنا ہو اور حدیث اور علم حدیث کے کسی موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے مقالہ نویسی کرنا ہو تو اس میں یہ کتاب حد درجہ مفید ہے، ان کے موضوع سے متعلق مضامین یکجا بڑی آسانی سے انہیں، اس کتاب میں مل سکتے ہیں۔ ایک موضوع سے متعلق مختلف احادیث کی معلومات کے لیے یہ کتاب بے حد مفید ہے، سائز بھی مختصر اور نقل و حمل بھی آسان، اس معنی کرا لفاظ حدیث کے لیے لکھی گئی ”المعجم الفہرس“ سے زیادہ یہی کتاب مفید ہے، کیوں کہ ”المعجم الفہرس“ بیڑی سائز میں اور کافی ضخیم ہے، آسانی سے ہر کسی کو اسے اٹھانا بھی مشکل ہے، ہاں دوسرے اعتبار سے ”المعجم الفہرس“ زیادہ مفید ہے۔ اس کتاب میں ”المعجم الفہرس“ کے



مقابلے میں، یہ خاص بات بھی ہے کہ ان اعلام اور بڑی شخصیات نیز ان کے سلسلے کی احادیث و آثار بھی مذکور ہیں جن کی فہرست بنائی گئی ہے یہ اہم ترین خصوصیت ہے، مثلاً: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حالات سے متعلق معلومات کو ص ۳۵۷ سے ۳۶۱ تک دیکھیے تو آپ بہت سارے جملے ایسے پائیں گے جو اپنے ماتحت بہت ساری احادیث، آثار و اخبار بھی سمیٹے ہوں گے جن کی مدد سے حضرت عمرؓ کی سیرت سے متعلق پورا مواد اکٹھا کر کے سیرت عمر پر ایک کامل و مکمل کتاب تیار کی جاسکتی ہے، اپنے وقت کے دو بڑے بڑے علمائے کرام نے اس کتاب بڑی تعریف کی ہے، ایک عالم شیخ محمد رشید رضا مصریؒ ہیں اور دوسرے شیخ احمد محمد شاکرؒ؛ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کتاب تمام طرح کے نقائص اور تقیدات و تبصروں سے پاک ہے، بل کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمدہ طریقے سے اس کتاب سے معتد بہ استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

قسم دوم:

## اکثر ابواب دین پر مشتمل کتب احادیث

یہ نوع، حدیث کی ان تصنیفات کی ہے، جو ابواب پر مرتب کی گئی ہیں۔ لیکن اس کے ابواب اور موضوعات دین کے جمیع ابواب پر مشتمل نہیں ہوتے، بلکہ اکثر ابواب دین پر مشتمل ہوتے ہیں بالخصوص اس میں فقہی ابواب ہوتے ہیں، اس نوع کی اکثر کتابیں ابواب ظہریہ کی ترتیب پر لکھی جاتی ہیں، جن میں آپ دیکھیں گے کہ شروع میں کتاب الطہارۃ ہوتی ہے پھر کتاب الصلاۃ پھر بقیہ عبادات، اس کے بعد معاملات کا ذکر ہوتا ہے، پھر بقیہ دوسرے فقہی ابواب ہوتے ہیں۔

اس قسم کی حدیث کی کتابوں کے مشہور ترین نام حسب ذیل ہیں:

(۱) السنن (۲) المصنفات (۳) مواعظ (۴) مستخرجات

آئندہ سطور میں مذکورہ بالا کتابوں کے بارے میں کچھ تفصیل اور ان کا طریق کار ذکر کیا جائے گا۔

## (۱) ”السنن“

سنن کی تعریف:

محدثین کی اصطلاح میں ”سنن“ حدیث کی وہ کتابیں کہلاتی ہیں جن کو فقہی ابواب کی ترتیب پر جمع کیا جاتا ہے اور اس میں صرف مرفوع احادیث ہوتی ہیں، حدیث

موقوف یا مقطوع وغیرہ نہیں ہوتیں، کیوں کہ موقوف یا مقطوع حدیث کو محدثین کی اصطلاح میں ”سنت“ نہیں کہتے، بلکہ ان کو حدیث کا نام دیتے ہیں۔

کتابی کا قول:

کتابی کہتے ہیں جو ”الرسالة المستطرفة“ میں انہوں نے لکھا ہے کہ ”حدیث کی بعض کتابوں کو ”سنن“ کہتے ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ”سنن“ ان کتابوں کو کہا جاتا ہے جنہیں فقہی ابواب پر ترتیب دیا گیا ہو۔ مثلاً: کتاب الایمان، کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، اور کتاب الحج وغیرہ۔ اس میں موقوف احادیث نہیں ہوا کرتیں، اس لیے کہ محدثین کی اصطلاح میں موقوف احادیث کو ”سنت“ نہیں کہتے، ان کو حدیث نام دیا جاتا ہے۔“ (۱)

نوٹ: بعض سنن میں مرفوع احادیث کے علاوہ بھی پائی گئی ہیں، لیکن مصنفات اور موطآت کی بہ نسبت بہت کم ہیں۔

مثالیں: کتب سنن بے شمار ہیں، مشہور ترین کتابیں حسب ذیل ہیں:

(۱) سنن ابی داؤد: تالیف: سلیمان بن احمد الوضائی (۲۷۵ھ)

(۲) سنن نسائی: اس کا نام ”المجتبیٰ“ بھی ہے۔

تالیف: ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی (۳۰۳ھ)

(۳) سنن ابن ماجہ: یہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (۲۷۵ھ) کی تالیف ہے۔

(۴) سنن شافعی: یہ محمد بن ادریس شافعی (۲۰۴ھ) کی تالیف ہے۔

(۵) سنن بیہقی: ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) کی تصنیف ہے۔

(۶) سنن دارقطنی: علی ابن عمر دارقطنی (۳۸۵ھ) کی تالیف ہے۔

(۷) سنن داری: عبداللہ بن عبدالرحمان داری (۲۵۵ھ) کی تالیف ہے۔

الحمد للہ! یہ ساری ”سنن“ زیور طبع سے آراستہ ہو کر مظهر عام پر آچکی ہیں، ان میں سے اکثر کے بے شمار ایڈیشن چھپ کر عام ہو چکے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سنن کی کچھ کتابوں پر مختصر روشنی ڈال دی جائے، جیسا کہ جوامع کی کچھ کتابوں پر روشنی ڈالی گئی، تاکہ جوامع اور سنن کے درمیان فرق واضح ہو جائے کہ ”جامع“ جمیع ابواب دین کو شامل ہوتی ہے اور سنن اکثر ابواب دین کو۔

## سنن ابی داؤد

یہاں سنن ابی داؤد پر قدرے روشنی ڈالی جا رہی ہے اس میں ”کتاب الطہارۃ“ ”کتاب الصلاۃ“ جیسے چالیس عنوانات کتاب کے نام سے آئے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) کتاب الطہارۃ (۲) کتاب الصلاۃ (۳) کتاب صلاۃ الاستسقاء (۴) کتاب صلاۃ السفر (۵) کتاب التطوع (۶) کتاب شہر رمضان (۷) کتاب السجود (۸) کتاب الوتر (۹) کتاب الزکاة (۱۰) کتاب اللقطة (۱۱) کتاب المناسک (۱۲) کتاب النکاح (۱۳) کتاب الطلاق (۱۴) کتاب الصوم (۱۵) کتاب الجہاد (۱۶) کتاب ایجاب الاضاحی (۱۷) کتاب الوصایا (۱۸) کتاب

الفرائض (۱۹) کتاب الخراج (۲۰) کتاب الجنائز (۲۱) کتاب الأیمان  
والندور (۲۲) کتاب الیوع (۲۳) کتاب الأقضية (۲۴) کتاب العلم  
(۲۵) کتاب الأشربة (۲۶) کتاب الاطعمة (۲۷) کتاب الطب  
(۲۸) کتاب الحاق (۲۹) کتاب الحروف والقراءات (۳۰) کتاب الحمام  
(۳۱) کتاب اللباس (۳۲) کتاب الترجل (۳۳) کتاب الخاتم (۳۴)  
کتاب الفتن (۳۵) کتاب المهدی (۳۶) کتاب الملاحم (۳۷) کتاب  
الحدود (۳۸) کتاب الدیات (۳۹) کتاب السنة (۴۰) کتاب الادب.

## ۲۔ الْمُصَنَّفَات

**مصنف کی تعریف:** محدثین کی اصطلاح میں ”مصنف“ حدیث کی اس کتاب کو  
کہتے ہیں جس کو فقہی ابواب پر مرتب کیا جاتا ہے، اور اس میں احادیث مرفوعہ، موقوفہ اور  
مقطوعہ بھی ہوتی ہیں، نیز احادیث، آثار صحابہ، تابعین کے فتاویٰ اور کبھی کبھی تبع تابعین  
کے فتاویٰ بھی شامل ہوتے ہیں۔

### مصنف اور سنن کے درمیان فرق:

”مصنف“ اور ”سنن“ کے درمیان فرق یہ ہے کہ ”مصنف“ میں احادیث  
مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ بھی ہوتی ہیں، جب کہ ”سنن“ میں صرف احادیث مرفوعہ ہوتی  
ہیں، احادیث موقوفہ اور مقطوعہ اگر ہوتی ہیں تو قدرے قلیل ہی، اس لیے کہ احادیث  
موقوفہ اور مقطوعہ کو ”سنن“ نہیں کہتے۔

اس فرق کو اگر ملحوظ نہ رکھیں تو ”مصنف“ اور ”سنن“ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

مثالیں:

(۱) مصنف بن ابی شیبہ: یہ ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوئی (۲۳۵ھ) کی تصنیف ہے۔ (۱)

(۲) مصنف عبدالرزاق: یہ ابو بکر عبدالرزاق بن ہشام الصنعائی (۲۱۱ھ) کی تصنیف ہے۔

(۳) مصنف بن مخلد: یہ یحییٰ بن مخلد قرطبی (۲۷۶ھ) کی تصنیف ہے۔

(۴) مصنف ابی سفیان: یہ مصنف ابی سفیان وکیع بن الجراح کوئی (۱۹۶ھ) کی تالیف ہے۔

(۵) مصنف بن سلمہ: یہ کتاب ابوسلمہ حماد بن مسلمہ بصری (۱۶۷ھ) کی تصنیف ہے۔

### ۳۔ الموطّات

موطّاء کی تعریف:

موطّات ”موطّاء“ کی جمع ہے، لغوی معنی: آسان کیا ہوا، تیار کیا ہوا، قاموس میں ہے: وَطَّاهُ: هَيَّاهُ وَذَمَّهُ وَصَهَّاهُ، کسی چیز کو آسان بنانا، تیار کرنا، سہل بنانا، رَجُلٌ مَوْطًا الْأَكْنَافُ: ایسا آدمی جو متواضع، نرم خو، بااخلاق اور شریف الطبع ہو۔

محدثین کی اصطلاح میں ”موطّاء“ حدیث کی ایسی کتاب کو کہتے ہیں جو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر لکھی گئی ہو اور احادیث مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ سبھی کو شامل ہو، لہذا موطّاء بالکل ”مصنف“ کی طرح ہے، صرف نام کا فرق ہے۔

(۱) یہ مصنف، الحمد للہ ”محمد حوامہ“ کی تحقیق اور تخریج احادیث کے ساتھ ”مجلس علمی جوہانسبرگ“ افریقہ نے ۲۶ جلدوں میں ذیورطیع سے راستہ کر کے عام کر دیا ہے۔

موطأ کی وجہ تسمیہ: اس نوعیت کی کتب حدیث کو ”موطأ“ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ موطأ کے معنی آتے ہیں ”آسان کیا ہوا“ چوں کہ اس طرح کی کتب حدیث کے مؤلف نے لوگوں کے لیے استفادہ حدیث کو آسان بنا کر پیش کیا، اس لیے اس کا نام موطأ رکھا ہے۔

ایک دوسری وجہ تسمیہ: امام مالکؒ کے اپنی کتاب کا نام موطأ رکھنے کی وجہ کتابوں میں یہ منقول ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی یہ کتاب مدینہ منورہ کے ستر فقہائے کرام کی خدمت میں پیش کی تو سب نے مجھ سے اس کتاب کے تعلق سے اتفاق رائے ظاہر کیا، تو میں نے اس کتاب کا نام اسی لیے ”موطأ“ رکھ دیا۔

مثالیں: (۱) الموطأ: یہ امام مالک بن انس مدنی (۱۷۹ھ) کی تالیف ہے۔

(۲) الموطأ: یہ ابن ابی ذئب محمد بن عبد الرحمن المدنی (۱۵۸ھ) کی تصنیف ہے۔

(۳) الموطأ: یہ ابو محمد عبد اللہ بن محمد مروزی جو ”عبدان“ کے نام سے مشہور ہیں (۲۹۳ھ) ان کی تصنیف ہے۔

## ۴۔ مستخرجات

مستخرجات سے مراد حدیث کی وہ کتابیں ہیں جو سنن مصنفات اور موطآت میں پائی جانے والی شرطوں کے مطابق حدیثوں کو اپنے اندر سموئے ہوں۔

لیکن صرف ”سنن“ پر ”مستخرجات“ کو جمع کیا گیا ہے، موطآت و مصنفات پر مستخرجات کا وجود نہیں ہے، جو مستخرجات علی السنن ہیں وہ ترتیب و تبویب میں سنن ہی کی مانند ہیں، مستخرجات میں رجوع کرنا سنن میں رجوع کرنے کی مانند ہے، مستخرجات علی السنن میں ”قاسم بن اصبح“ کی کتاب مستخرجات علی سنن ابی داؤد ہے۔

قسم سوم

## دین کے کسی مخصوص باب پر مشتمل کتب احادیث

دین کے کسی ایک مخصوص باب پر مشتمل کتب حدیث کی تعداد بہت ہے، جن میں مشہور کتابیں یہ ہیں:

### (۱) الاجزاء:

اجزاء کی تعریف:

اجزاء جمع ہے بجزء کی، محدثین کی اصطلاح میں ”جزء“ حدیث کی اس مختصر کتاب کو کہتے ہیں جس میں دو باتیں پائی جائیں:

(۱) صحابہ یا ان کے بعد کے حضرات میں سے کسی ایک کی مرویات کو جمع کرنا۔

مثلاً: ”جزاء ما رواه أبو حنیفة عن الصحابة“

تالیف: الاستاذ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری (۱۷۸ھ)

(۲) یا ان احادیث کو جمع کرنا جو ایک موضوع سے متعلق ہوں اور موضوع کو

حاوی اور محیط ہوں۔

مثلاً: ”جزاء رفع الیدین فی الصلاة“ از امام بخاری اسی طرح ”جزاء القراءة خلف الإمام“

امام بخاری کی تالیف ہے۔



## اجزاء کی اہمیت و ضرورت:

”جزء“ اور ”اجزاء“ کی ضرورت و اہمیت یہ ہے کہ جب آپ کو کسی خاص صحابی کی مرویات کی حاجت ہو تو اس وقت ”جزء“ کو تلاش کرنا پڑے گا، یا مشہور روایۃ جن کی حدیثیں جمع کی جاتی ہیں ان کے طریق سے کسی حدیث کی حاجت ہو یا کسی خاص موضوع سے متعلق حدیث کی حاجت ہو تو ان مواقع میں ”جزء“ کی ضرورت پڑتی ہے۔

## (۲) الترغیب والترہیب

### کتاب الترغیب والترہیب:

”کتاب الترغیب والترہیب“ حدیث کی وہ کتابیں کہلاتی ہیں، جو ایسی احادیث کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہوں، جو ترہیب و ترغیب سے متعلق ہیں۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ترغیب و ترہیب کی کتابوں میں ایسی احادیث ہوتی ہیں جن کا تعلق امور شرعیہ مطلوبہ سے ہوتا ہے، تو وہ احادیث ان امور کی ترغیب و تشویق پیدا کرتی ہیں یا امور شرعیہ ممنوعہ سے ہوتا ہے تو وہ احادیث ان امور کی انجام دہی سے خوف دلاتی ہیں۔

مثلاً: والدین کی فرماں برداری سے متعلق احادیث ترغیب کی ہوتی ہیں، اور والدین کی نافرمانی سے متعلق احادیث برائے ترہیب ہوتی ہیں۔

مثلاً: (۱) الترغیب والترہیب: ذی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المذہبیؒ (۶۵۶ھ) کی تصنیف ہے، یہ کتاب سندوں سے مجرّد ہے، اور اس میں کتاب کے احادیث کی تخریج اور ان کی درجہ بندی مذکور ہے۔

(۲) الترغیب والترہیب: یہ ابو حفص عمر بن احمد معروف بابن شاہین (۲۸۵ھ)

کی تصنیف ہے، اس کتاب میں سندوں کا ذکر ہے۔ اور اس کے مصنف نے اس کتاب کو مستقلاً تحریر فرمایا ہے۔

(۳) الترہد والنہال والاداب والاخلاق:

زہد، فضائل اور آداب و اخلاق جیسے موضوعات پر بے شمار تصنیفات ہیں۔ اسی لیے موضوع سے متعلق احادیث و آثار کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی، اس موضوع کی کتابیں بڑی عمدہ ہیں، جن میں احادیث و آثار کا ایک معتد بہ ذخیرہ جمع کر کے موضوع کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔

لہذا جن حضرات کو ان موضوعات سے متعلق کسی حدیث کی ضرورت ہو، یا ان موضوعات میں سے کسی پر کوئی تحقیقی مقالہ یا علمی مضمون تیار کرنا چاہتے ہوں اور انہیں احادیث و آثار سے مضمون نگاروں کو مضبوط دلائل کرنا ہو، تو ان کتابوں کی ضرورت پڑے گی، وہ اپنی مراد ان کتابوں سے بخوبی پوری کر سکتے ہیں۔

آداب و اخلاقی اور ہد و نہال پر کتابیں:

ان موضوعات پر اکابر امت کی بے شمار کتابیں ہیں، مثنیٰ نمونہ از خروارے کی قبیل سے کچھ کتابیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) کتاب ذم العیبة (۲) کتاب ذم الجسد (۳) کتاب ذم الدنیا

یہ تینوں کتابوں ابن ابی الدنیا ابو بکر عبد اللہ بن محمد الجعدی (۲۸۱ھ) کی تالیف ہیں۔

(۴) کتاب اخلاق النبی (صلی اللہ علیہ وسلم): از: ابو الشیخ ابو محمد عبد اللہ بن محمد اصہبائی

- (۵) کتاب الزہد: از امام احمد بن حنبلؒ (۲۱۴ھ) (۱)
- (۶) کتاب الزہد: از عبداللہ بن مبارکؒ (۱۸۱ھ) (۲)
- (۷) کتاب الذکر والدعاء: تالیف: امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیمؒ (۱۸۲ھ)، آپؒ امام ابو حنیفہؒ کے مشہور شاگرد ہیں۔
- (۸) کتاب فضائل القرآن: تالیف: امام شافعیؒ۔
- (۹) کتاب فضائل الصحابہ: تالیف: ابو نعیم اسماعیلؒ (۳۳۰ھ)
- (۱۰) کتاب ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین: تالیف: ابو زکریا یحییٰ بن شرف نوویؒ (۶۷۶ھ) (۳)

## (۴) الاحکام

### کتب الاحکام:

”کتاب احکام“ سے مراد حدیث کی وہ کتابیں ہیں، جن میں احکام سے متعلق حدیثیں پائی جائیں، احکام سے متعلق احادیث کو اصطلاح میں ”احادیث الاحکام“ کہتے ہیں، جن کو ”کتاب احکام“ کے مصنفین، حدیث کی ان کتابوں سے اخذ کرتے ہیں جو اصول پر تحریر کی گئی ہیں، اور فقہی ابواب کی ترتیب پر جمع کی گئی ہیں، ایسی کتابیں بہت ہیں بعض ضخیم ہیں، بعض متوسط اور بعض مختصر، کچھ مشہور کتب احکام یہ ہیں:

(۱) یہ کتاب طبع ہو چکی ہے، بعد ازاں اس کا ٹکس لے کر ۱۳۹۶ء مطابق ۱۹۷۶ء میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔  
 مکہ مکرمہ سے عباس احمد الہادی نے اپنے مکتبہ دارالہاد للثقافت والنشر والتوزیع سے بھی اس کو نشر کیا ہے۔ (۲) یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے۔ (۳) اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اور لوگوں میں قبول عام حاصل کر چکی ہے، یہ کتاب بہت مفید ہے، ہر مسلمان کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔

کتاب احکام کے چند اسماء:

(۱) الأحکام الکبریٰ: تالیف: ابو محمد عبدالحق بن (عبد) الرحمن الہمدانی (۵۸۱ھ)

(۲) الأحکام الصغریٰ: تالیف: مذکور الصدر مصنف علامہ الہمدانی

(۳) الأحکام: تالیف: عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی (۶۰۰ھ)

(۴) عمدة الأحکام عن سید الأنام

(۵) الإمام فی احادیث الأحکام: از: محمد بن علی المعروف بابن دیق القیّد (۷۰۲ھ)

(۶) الإمام بأحادیث الأحکام: از: ابن دیق القیّد محمد بن علی اس کو "الإمام" کتاب

سے اختصار کیا ہے۔

(۷) المنقذ فی الأحکام: تالیف: عبد السلام بن عبد اللہ بن حبیب الحرانی (۶۵۲ھ)

(۸) بلوغ المرام من أدلة الأحکام: تالیف: حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی

(۸۵۲ھ)

مذکورہ کتابوں میں سے اکثر کی شروحات آچکی ہیں، بعض کے تو متعدد ایڈیشن بھی

تھپ چکے ہیں، کچھ کتابیں شروحات کے ساتھ اور کچھ تھاپے ہو چکی ہیں۔

## (۵) مخصوص موضوعات

خاص خاص موضوعات اور ابواب پر علیحدہ مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، اس

طرح کا کام کرنے والے مؤلفین نے ایک موضوع کا انتخاب کر کے، اس کے تمام پہلوؤں

کو مد نظر رکھ کر، اس موضوع سے متعلق ایک بڑی تعداد میں احادیث کا ذخیرہ جمع کیا ہے،

اس نوعیت کی کتابیں بڑی قیمتی ہیں، جنہیں اہتمام سے پڑھنا اور ان سے استفادہ کرنا

چاہیے، بالخصوص وہ حضرات اس طرف زیادہ توجہ کریں جنہیں ان موضوعات پر کچھ کام کرنا ہو، تاکہ اس موضوع سے متعلق احادیث و آثار کے ذخیرے سے واقفیت حاصل ہو جائے، کیوں کہ کجا ایک موضوع سے متعلق احادیث، دوسری جگہ مشکل سے ملیں گی۔

مخصوص موضوع پر کتابیں:

کچھ کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) کتاب الإخلاص: یہ کتاب ابو بکر عبداللہ بن (۲۸۱ھ) محمدؐ کی لکھی ہوئی ہے، جو "ابن ابی الدنیا" کے نام سے مشہور ہیں۔

(۲) کتاب الأسماء والصفات: یہ کتاب ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) کی تالیف ہے۔

(۳) کتاب ذم الکلام: ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری الہروزی (۴۸۱ھ) نے یہ کتاب لکھی ہے۔

(۴) کتاب الفتن والملاحم: از ابو عبد اللہ نعیم بن حماد المروزی (۵۲۸ھ)۔  
(۵) کتاب الجہاد: تالیف: عبداللہ بن مبارک المروزی جہاد کے موضوع پر سب سے پہلے آپؐ کی تصنیف منظر عام پر آئی ہے۔

## (۶) دیگر فنون کی کتابیں

دیگر فنون کی کتابوں سے مراد حدیث کے علاوہ دیگر موضوعات پر تصنیف کردہ کتابیں ہیں، مثلاً: کتب تفسیر، کتب فقہ، کتب تاریخ وغیرہ، لیکن ان کتابوں میں مقام کے تقاضوں کے مطابق، جگہ جگہ بے شمار حدیثیں بھی مذکور ہیں۔ البتہ اس طرح کی تصنیفات

سے ہماری مراد و طرح کی تصنیفات ہیں:

(۱) وہ تصنیفات جن میں حدیث کو کسی کتاب سے لے کر نہ نقل کیا گیا ہو، بل کہ صاحب کتاب اپنی سند سے اصلاً نقل کرے۔

(۲) دوسرے وہ تصنیفات ہیں جن میں حدیث کو بلا سند نقل کیا گیا ہو، اور وہ حدیث جس کتاب میں ہو اس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہو کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم نے یا امام ابوداؤد اور امام ترمذی وغیرہ نے مثلاً نقل کیا ہے۔ وہی بات ان کتابوں کی ہے جن میں احادیث بلا سند ہوں اور کتب حدیث کا حوالہ بھی نہ ہو، تو ان کتابوں سے یہاں کوئی سروکار نہیں۔ مذکورہ بالا دونوں شرطوں پر مشتمل، دونوں نوعیتوں کی کتابیں، مختلف شرعی و عربی علوم میں بے شمار ہیں:

احادیث پر مشتمل کتابیں:

(۱) تفسیر طبری: اس کا دوسرا نام ”جامع البیان عن تاریل آی القرآن“ ہے، اسے ابو جعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) نے جمع کیا ہے۔

(۲) تفسیر ابن کثیر: ابوالفداء اسماعیل بن عمر القریشی الدمشقی (۷۷۴ھ) نے جمع کیا ہے۔ (۱)

(۳) الدر المنثور فی تفسیر الکتاب العزیز بالمأثور

یہ کتاب علامہ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) کی ہے۔

(۱) یہ کتاب بہت قیمتی ہے، کئی اعتبار سے بڑی حرکت الآراء ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نے اپنی سند سے حدیثوں کو ذکر کیا ہے، یعنی اپنی سند سے حدیث کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے۔ بہت پہلے ہی یہ کتاب چھپ چکی ہے، پھر ”دار المعارف مصر“ نے ”علامہ محقق محمود شاکر“ کی تحقیق و تالیف کے تحت اس کی تخریج کے ساتھ چھاپا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں معجزات کو جزائے خیر دے، لیکن افسوس! کہ کتاب مکمل نہ ہو کی صرف سولہ جلدیں کتاب کی، مظهر عام پر آئی ہیں۔

(۴) المجموع شرح المہذب (فقہ شافعی میں)

از: علامہ یحییٰ بن شرف نوویؒ (۶۳۱ھ-۶۷۶ھ)۔

(۵) المعنی (فقہ حنبلی میں)

از: ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی (۶۲۰ھ) نے تالیف فرمائی ہے۔

(۶) تاریخ الطبری: ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ (۳۱۰ھ) کی تالیف ہے۔

## ۷۔ کتب تخریج

کتب تخریج ایسی کتابوں کو کہتے ہیں، جن کے مؤلفین نے ان کتابوں میں ان احادیث کی تخریج کی ہے، جو بعض دوسری تصنیفات میں آئی ہیں، اس طرح کی کتب تخریج الگ الگ نوعیتوں کی ہوتی ہیں، موضوع کے اعتبار سے ان کتابوں کی نوعیتیں بدلتی رہتی ہیں، جن کتابوں کی حدیثوں کی تخریج کی جاتی ہے، اسی لیے کبھی کبھی جن کتابوں کی احادیث کی تخریج کی جاتی ہے وہ کتابیں تفسیر کی ہوتی ہیں یا فقہ کی یا لغت وغیرہ کی۔

کتاب کے آغاز میں کتب تخریج پر گفتگو ہو چکی ہے، کچھ کتابوں کے اسماء ذکر کیے گئے ہیں، ان کتابوں میں سے کچھ کی تخریج کے نمونے بھی، کتابوں کی جمعیت عرفی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، ہر ایک کا موضوع بھی آیا ہے۔

یہاں پر ہم کچھ کتب تخریج کے ناموں کا صرف ذکر کریں گے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) تخریج احادیث الکشاف

ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زملی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، جن کا نام بعض نے

”یوسف بن عبد اللہ بتلایا ہے۔“

(۲) نصب الراية لأحاديث الهداية

یہ بھی علامہ زبلی البومر یوسف بن عبداللہ رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔

(۳) التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث شرح الوجیز الکبیر

حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے۔

(۴) خلق الاصباح فی تخریج احادیث الصحاح

از علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔

(۵) مناهل الصفا فی تخریج احادیث الشفا:

علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔

(۶) المعنی عن حمل الأسفار فی الأسفار فی تخریج ما فی الأحياء من الأخبار

تالیف: حافظ البعراقیؒ۔

## ۸- حدیث کی شروحات و حواشی

بعض علمی کتابوں کی ایسی شروحات لکھی گئی ہیں، جن کے مصنفین نے اپنی

مہارت حدیث اور اہتمام شان حدیث کے ساتھ، ان شروحات میں بہت ساری احادیث

ان کی تخریج کے ساتھ ذکر کی ہیں، اسی وجہ سے یہ شروحات بھی تخریج احادیث کے بہترین

مصادر و مراجع میں شمار ہوتی ہیں۔

مثلاً: مستجدیل کتابیں:

(۱) فتح الباری بشرح البخاری

از علامہ ابن حجر عسقلانیؒ۔



(۲) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری

تالیف: قاضی القضاۃ ابو محمد بن احمد العینی (۷۸۵۵ھ)۔

(۳) شرح لإحیاء:

از ابو الفیض محمد مرتضی الزبیدی۔

(۴) فتح القدر (شرح الہدایۃ فی فقہ الحنفیۃ)

تالیف: کمال الدین محمد بن عبدالواحد الشہر بابن الہمام (۷۸۶۱ھ)۔

حدیث کی تخریجات کی مطومات کے لیے ان تعلیقات و حواشی سے بھی مدد لی جاسکتی ہے، جن کو عصر حاضر اور ماضی قریب کے بعض ایسے محدثین و علماء نے تحریر کیا ہے، جن کی احادیث و آثار پر گہری نظر ہے، اور ان کتابوں کی تحقیقات کے اثناء میں حواشی و تعلیقات ذکر کیے ہیں، جن کتابوں میں احادیث تو مذکور تھیں؛ لیکن ان کے مصادر و مراجع کا پتہ نہیں تھا۔

ایسے محدثین و علمائے کرام کے کچھ نام یہ ہیں:

(۱) شیخ احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲) شیخ محمود شاہ کزبرادر شیخ احمد شاہ کز

(۳) شیخ عبدالفتاح ابوغدہ

(۴) شیخ حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) شیخ محمد فواد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ

## پانچویں فصل:

## تخریج حدیث کا پانچواں طریقہ

تخریج حدیث کا پانچواں طریقہ یہ ہے کہ سند اور متن کے اعتبار سے حدیث کے احوال میں غور کر کے حدیث کی تخریج کی جائے۔

اس طریقہ تخریج کا مقصد:

تخریج حدیث کے پانچویں طریقے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حدیث کے احوال اور اس کی صفات میں غور کیا جائے، جو احوال و صفات اس حدیث کے متن یا سند میں ہوں، پھر اس حدیث کے مقام و مصادر سے بحث کی جائے۔ جن میں حدیث کے احوال و صفات کے اعتبار سے غور کیا جائے، اس کے لیے ان تصنیفات کا سہارا لیا جائے جو علیحدہ سے ان احادیث کے جمع کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں، جن کے متن یا سند میں وہ حالت یا صفت ہوتی ہے۔ اس کی مثالیں بہت ہیں، کچھ ذکر جاتی ہیں جن پر دوسروں کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ پہلے متن حدیث کے احوال ذکر کیے جاتے ہیں، پھر سند کے، پھر ان احوال و صفات کو ذکر کیا جائے گا جو متن و سند دونوں میں ہوں۔

۱۔ الممتن:

الف: جن حدیث پر وضع کی علامات ظاہر ہوں:

حدیث کے متن میں وضع کی علامات معلوم ہو رہی ہوں، اس کی کئی شکلیں ہیں:

(۱) الفاظ غیر فصیح اور معمولی ہوں۔ (۲) حدیث کے معنی میں فساد ہو۔

(۳) متن حدیث قرآن کے صریح احکام کے مخالف ہو، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس طرح کی حدیث کی تخریج کی معرفت کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ”الموضوعات“ موضوع احادیث پر لکھی گئی کئی کتابوں کو بغور دیکھا جائے تو اکثر و بیشتر ایسی کتابوں میں حدیث، اس کی تخریج، اس پر کلام اور واضح حدیث کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔

کتب الموضوعات:

موضوع احادیث، جن کتابوں میں جمع کی جائیں ان کو ”الموضوعات“ یا ”کتب الموضوعات“ کہتے ہیں۔ الموضوعات میں بعض کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو حروفِ جمعی کی ترتیب پر لکھی جاتی ہیں، اور بعض کتابیں ابواب پر جمع کی جاتی ہیں، ابواب کی ترتیب پر جمع کی جانی والی کتابیں بہت ہیں۔

حروفِ جمعی کی ترتیب پر جمع کی جانے والی کتابوں میں ایک کتاب کا نام ہے ”المصنوع فی معرفة الحديث الموضوع“ اس کتاب کو ”الموضوعات الصغریٰ“ بھی کہتے ہیں جس کو ”شیخ علی القاری الہروی“ (۱۰۱۳ھ) نے لکھا ہے۔

ابواب کی ترتیب پر جمع کی جانے والی کتابوں میں ایک کتاب کا نام ”مسنزیہ الشریعة المرفوعة عن الأحادیث الشنیعة الموضوعة“ ہے، جو ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنتانی (۹۶۳ھ) کی تالیف ہے۔ (۱)

(۱) یہ کتاب ”مطبوعہ عارف مصر“ سے طبع ہو چکی ہے اور مکتبہ القاہرہ نے سید عبداللہ بن محمد بن الصدیق القناری اور مرحوم شیخ عبدالوہاب عبدالغنی کی تصحیح و تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۷ھ میں شائع کیا ہے۔ (اصول التخریج، ص ۱۳۹ حاشیہ)

(ب) جب حدیث کا متن احادیث قدسیہ میں سے ہو:

احادیث قدسیہ کا متن تلاش کرنے کے لیے، سب سے قریب ترین ذریعہ، وہ کتابیں ہیں جو احادیث قدسیہ ہی کو جمع کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں، کیوں کہ ان کتابوں میں حدیث کا بھی ذکر ہوتا ہے اور جس نے حدیث کی تخریج کی ہے اس کا بھی ذکر ہوتا ہے۔

مصنفات احادیث قدسیہ:

جو کتابیں احادیث قدسیہ کو جمع کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

(۱) مشکاة الأنوار فی ما روی عن اللہ سبحانہ و تعالیٰ من الأخبار :

تالیف: محی الدین محمد بن علی بن عربی الحنفی الاندلسی (۶۳۸ھ) اس کتاب میں ایک سو ایک احادیث قدسیہ کو ان کو سندوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔

(۲) الإصحاف السنية بالأحادیث القدسية:

تالیف: شیخ عبدالرؤف السنلوی (۱۰۳۱ھ) اس کتاب میں ۲۷۲ احادیث قدسیہ بلا سند جمع کی گئی ہیں، ان کی ترتیب حروف بحکم کی ترتیب پر ہے۔ (۱)

۲۔ السند:

(الف): جب سند میں کوئی انوکھی بات ہو، مثلاً:

(۱) والد اپنے بیٹے سے حدیث نقل کرے، اس طرح کی انوکھی سندوں والی حدیث

(۱) یہ کتاب کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے، تیسرا ایڈیشن ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۸ء میں مطبع محمد علی صلیح سے شائع ہوا تھا۔

(..... ج ۳۹ احادیث)

کی تخریج کے لیے قریب ترین مرجع وہ کتابیں ہیں جن کو خاص اس مقصد کے لیے لکھا گیا ہے کہ اس میں ”روایۃ الآباء عن الأبناء“ کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، جیسے: کتاب ”روایۃ الآباء عن الأبناء“ از ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (۴۶۳ھ)۔

(۲) سند مسلسل ہو، اس کے لیے ایسی کتابوں سے مدد لی جائے گی جن میں ”الاحادیث المسلسلة“ کو جمع کیا گیا ہو، جیسے: کتاب ”المسلسلات الكبرى“ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی اس کتاب میں ۸۵ حدیث مسلسل کو جمع کیا ہے۔

اور جیسے: کتاب ”المناهل السلسلة فی الاحادیث المسلسلة“ از محمد بن عبد الباقی الایوبی (۱۳۶۴ھ)۔ اس کتاب میں مصنف نے ۲۱۲ احادیث مسلسل جمع کی ہیں۔

(۳) یا سند میں یہ انوکھی بات ہو کہ سند مرسل ہو، تو اس کے لیے ”کتاب المراسیل“ سے مدد لی جائے گی، جن میں سے اکثر جمع کی جا چکی ہیں:

جیسے: کتاب ”المراسیل“: تالیف: ابو داؤد البجستانی یہ کتاب ابواب کی ترتیب پر ہے۔ (۱)

اسی طرح: کتاب ”المراسیل“ تالیف: ابن ابی حاتم عبد الرحمن بن محمد الحنفی الرازی (۴۳۷ھ) (۲)۔ یا سند میں کوئی ضعیف راوی ہو، تو اسے ”کتاب الضعفاء والمتکلم فیہم“ میں تلاش کیا جائے گا، جیسے: کتاب ”میزان الاعتدال“ لکھنوی۔

(۱) مطبع محمد علی بیچ مصر میں یہ کتاب چھپ چکی ہے۔

(۲) مکتب السمرانی کی مکتبہ المکتبۃ العظمیٰ بغداد میں یہ کتاب چھپ چکی ہے۔

## ۳۔ الممتن والسند معاً:

ذہن نشین رہے کہ یہاں حدیث میں دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک متن دوسرے سند، پھر کبھی متن میں کچھ لازمی صفات و احوال ہوتے ہیں، اور کبھی سند میں، یہ احوال اور صفات علت و ابہام کا درجہ رکھتی ہیں، لہذا جن احادیث میں یہ صفات و علل پائی جائیں گی، ان کو تلاش کرنے کے لیے ایسی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے گا، جن کو محدثین نے علل و صفات احادیث ہی کے لیے تصنیف فرمایا ہے، ایسی کچھ کتابیں ذیل میں دی جا رہی ہیں:

**(الف) حلال الحدیث:** ابن ابی حاتم رازیؒ کے تصنیف ہے، یہ کتاب ابواب کی ترتیب پر جمع کی گئی ہے، ہر باب کے تحت احادیث معلولہ کو ذکر کیا گیا ہے، اور مصنف نے اس کی علتوں کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔ (۱)

**(ب) الأسماء المبهمة في الإنشاء المحكمة (۲):** تالیف: علامہ خطیب بغدادیؒ، اس کتاب کا موضوع ان احادیث کو بیان کرنا ہے، جن کے متون اسمائے مبہمات پر مشتمل ہوں، پھر اسمائے مبہمہ کو بیان کرنا، حدیث کو دوسری سند سے پیش کر کے جس میں وہ اسم مبہم صراحت کے ساتھ آیا ہو، یہ کتاب اسم مبہم کے اعتبار سے حروف بحکم کی ترتیب پر لکھی گئی ہے، جس سے اسم مبہم کو نکالنا بڑا مشکل ہے، کیوں کہ اسم مبہم جاننے والے کو صراحت کی احتیاج نہیں، اور اسم مبہم نہ جاننے والا اس کی جگہ بھی نہ جانے گا۔

(۱) ۱۳۳۳ھ میں یہ کتاب محبت الدین الخطیب کی تحقیق کے ساتھ جہرہ سے چھپی ہے، پھر مکتبہ المصطفیٰ بغدادی نے اس کا نکلنے کے ۷۰ سال بعد دوبارہ طبع کیا ہے۔

(۲) یہ کتاب بھی تک طبع نہ ہو سکی ہے۔

(ج) **المُسَعْفَادُ مِنْ مِیْہَانَتِ الْعَمَلِ وَالْإِسْعَادُ**: یہ کتاب ابو زرہ احمد بن عبد الرحیم العراقی (۸۲۶ھ) کی تالیف ہے، یہ کتاب فقہی ابواب پر مرتب کی گئی ہے، یہ کتاب اس موضوع پر انتہائی جامع اور نفع بخش تصنیف ہے۔ ☆

**تخریج حدیث** کے یہ پانچ طریقے بیان ہو چکے، جن سے تخریج حدیث کا عمل آسانی انجام پذیر ہو سکتا ہے، اور حدیث کے مصادر و مراجع کی معلومات میں آسانی ہو سکتی ہے، تخریج حدیث کے مذکورہ پانچوں طریقے استقرائی ہیں نہ کہ قطعی، عام طور پر اس طرح کی ضرورت نہ ہونے کے سبب ان طریقوں کے استقراء کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا، موجودہ حالات میں محققین و متعلمین کو تخریج حدیث اور اس کے طریقوں کی جانکاری کی شدید ضرورت ہے، اسی طرح ان تصنیفات کی بھی حاجت ہے جو طرقِ تخریج احادیث میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

اسی بنا پر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے تاکہ تخریج حدیث کا عمل اور اس کے طریقوں کو بیان کر کے طالبانِ علوم نبوت کے لیے آسانی بہم پہنچائی جائے، اور طریقہ تخریج کا شیوع ہوتا جائے اور تخریج حدیث کا عمل اور اس کا طریقہ صرف مخصوص لوگوں میں محدود و مجبوس نہ رہ جائے کہ ان کے دنیا سے اٹھ جانے سے اس کا علم بھی دنیا سے اٹھ جائے، ایسے موقع پر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کا یہ مقولہ حرزِ جان بنانے کے قابل ہے، ”فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتَّى يَكُونَ مَرًّا“، ”علم فی الواقع مردہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ راز ہو (تو وہ رازوں کے اٹھنے سے مردہ ہو جاتا ہے)۔“

اس استقرائی عمل میں کسی طرح کا دعویٰ کمال اور جمیع طرق تخریج حدیث کے احاطے کا ادعائی جملہ نہایت ہی ناپسندیدہ اور شریعت کے مزاج سے متصادم ہے، اس طرح کی تالیف و تحقیق مستقبل میں اس سے مزید عمدہ طریقے سے، طرق تخریج حدیث کے حوالے سے عین ممکن ہے۔ طالبان علوم نبوت اور دامن تحقیق احادیث سے وابستگان کے لیے یہ ایک حقیر تحفہ بنام ”اصطلاحات تخریج حدیث و دراستہ اسانید“ پیش خدمت ہے۔

مگر قبول افتد زہے عز و شرف

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ،

والحمد للہ رب العالمین!

اصطلاحات تخریج حدیث کا رسالہ آج ۴ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲ جنوری

۲۰۱۵ء رینچر کوشب سوا گیارہ بجے تکمیل کو پہنچا۔

للہ الحمد والمنا علی اتمامہ!

”دراستہ الاسانید“ سے متعلق ”رسالہ“ آگے آرہا ہے۔ اللہ تکمیل تک پہنچائے۔

آمین یا رب العالمین!



# دراستہ الاسانید اور حکم علی الحدیث

اس میں تین فصلیں ہیں:

فصل: (۱) درستہ الاسانید میں علم جرح و تعدیل کی ضرورت

فصل: (۲) تراجم رجال پر لکھی گئی کتابوں کی اقسام

فصل: (۳) درستہ الاسانید کے مراحل

## فصل اول

## دراستہ الاسانید میں علم جرح و تعدیل کی ضرورت

تمہید:

دراستہ الاسانید ایک اصطلاحی لفظ ہے، اس کا مطلب ہوتا ہے کہ سندوں کے رجال کے پورے سلسلے کی اس طرح معلومات حاصل کی جائے کہ ہر ایک راوی کے حالات کی جانکاری حاصل ہو جائے، ان رواۃ میں بالعموم قوی اور ضعیف کی معلومات حاصل کی جائے، اسی طرح سند کے ایک ایک راوی میں قوت و ضعف کے اسباب کا تفصیلی پتہ لگایا جائے، سلسلہ سند کے رجال کے درمیان اتصال و انتطاع کی وضاحت طلب کی جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ راویوں کی تاریخ پیدائش اور وفات پر گہری نظر اور پتہ معلومات فراہم کی جائیں۔ بعض روایتوں کی تدلیس کا پتہ لگایا جائے، خاص طور پر جب رواۃ عنہ رحمہ اللہ یعنی ”عن فلان“ کے الفاظ سے روایت نقل کریں، فلاں راوی نے فلاں راوی سے حدیث سنی ہے یا نہیں سنی ہے، اس سلسلے میں غور و خوص بھی ضروری ہے، تاکہ علل خفیہ کے استخراج میں مدد مل سکے، کیوں کہ علل خفیہ ہر ایک کو معلوم نہیں ہو پائیں، اس سلسلے میں صحابہ اور تابعین کے بارے میں بھی معلومات ضروری ہے کہ کون صحابی ہے، کون تابعین میں داخل ہے، تاکہ مرسل، موصول، موقوف، اور مقطوع حدیثوں کی واضح معلومات رہے، اس طرح دیگر معلومات دقیقہ کی تحصیل ضروری ہے جو فن جرح و تعدیل کے اصولوں کی معلومات پر منحصر ہے اور ان میں رواۃ کی صحیح معرفت ہو جاتی ہے اور علوم کثیرہ مثلاً ”المحقق والمفترق“، ”مقشابہ“ اور ”الکتی والالقباب وغیرہ جیسے علوم کی احتیاج ہوتی ہے۔

## حکم علی الحدیث:

”حکم علی الحدیث“ کا مطلب یہ ہے کہ اسناد کی معلومات حاصل کرنے کے دوران ہم جس نتیجے تک پہنچے ہیں اس کو ”حکم علی الحدیث“ کہتے ہیں، مثلاً: ہم حدیث کی سند کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے بعد یہ کہیں کہ ”ہذا اسناد صحیح“ تو یہی قول ”حکم علی الحدیث“ ہے، اسی طرح ”ہذا اسناد ضعیف“ بھی حکم علی الحدیث ہے۔ اور ہذا اسناد موضوع بھی، یہ حکم دقیق قواعد و ضوابط اور اصول موضوعہ کی تحقیقی معلومات کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے، اس نوعیت کے فیصلے کا حق دار وہی شخص بن سکتا ہے جس نے ایک طویل عرصے تک اسانید و رجال کی بحث میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات گزارے ہوں اور اس طویل تجربے کی روشنی میں محدثین کے طریقے کی معلومات بہم پہنچائی ہو۔

یہ تمام باتیں اسناد حدیث پر حکم لگانے کے تعلق سے ضروری ہیں، رہی بات حدیث کے متن پر حکم لگانے کی تو اس میں مذکورہ باتوں کے ساتھ ساتھ، کچھ دوسرے اہم امور کی طرف بھی توجہ درکار ہے، مثلاً: حدیث کے متن میں غور و خوض کرنا اور یہ معلوم کرنا کہ کہیں اس متن میں سند و یا علت قاعدہ تو نہیں، آیا یہ متن کسی دوسری سند سے بھی منقول ہے یا اس کی کئی ایک سندیں ہیں، جن کی وجہ سے حکم حدیث متغیر ہونا ممکن ہے، متن حدیث پر حکم لگانے کی مثال یہ ہے کہ یوں کہا جائے ”ہذا حدیث صحیح“ یا ہذا حدیث ضعیف، اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ متن حدیث پر حکم لگانا، سند حدیث پر حکم لگانے کے زیادہ مشکل ہے، جس کو ماہرین فن حدیث کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا، اور سند حدیث پر وہ شخص حکم لگا سکتا ہے جس نے بہت لمبے زمانے تک فن جرح و تعدیل کو برتا ہو، اور اسانید و متون پر گہرا مطالعہ ہو۔

## حدیث کی تقسیم سند و متن کی طرف:

ہر حدیث کی دو قسمیں ہوتی ہیں: (۱) سند (۲) متن۔..... محدث کی اصطلاح میں ایسی کوئی حدیث نہیں پائی جاتی جس میں یہ دونوں قسمیں (یعنی سند و متن) نہ پائی جائیں۔ البتہ جہاں ہم متون حدیث کے مجموعے کو، کبھی بعض تصنیفات و کتب میں بلا اسانید کے پاتے ہیں، تو وہ احادیث بغیر سند کے نہیں ہوتیں، بل کہ انہیں بعض علما بلا سند کے نقل کر دیتے ہیں، جس کا مقصد ہوتا ہے کہ ابتدائی درجات کے طلبہ، چھوٹے بچے اور عوام کو اختصار و تسہیل کے ساتھ احادیث یاد ہو جائیں، اب جن کو ان احادیث کی اسانید مطلوب ہوں تو وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کرے جہاں سے یہ احادیث لی گئی ہیں۔

## سند کی تعریف:

لغوی: سند کے لغوی معنی "المعتمد" (۱) کے ہیں یعنی جس پر اعتماد کیا جائے، سند کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ متن حدیث کی نسبت سند ہی کی طرف ہوتی ہے اور متن کا اعتماد اسی پر ہوتا ہے، سند اور اسناد دونوں مترادف ہیں۔

اصطلاحی: سند کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ رجال کا وہ سلسلہ جو متن حدیث تک پہنچانے والا ہوتا ہے وہ اصطلاحی محدثین میں سند کہلاتا ہے۔

## متن کی تعریف:

لغوی: لغت میں "متن" کے معنی آتے ہیں، ایسی زمین کے جو سخت ہو جیسا کہ قاموس (۲/۴۷۱) میں ہے۔

**اصطلاحی تعریف:** متن کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ متن وہ کلام ہے جہاں سند کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

**سند کی اہمیت و ضرورت:**

سند یا اسناد اس امت کی خصوصیت ہے جو دیگر امتوں میں نہیں پائی جاتی، اسی بنا پر دیگر امتوں کی آسمانی کتابیں ضائع اور محرف ہو گئیں، جیسا کہ ان کے انبیائے عظام کی صحیح خبریں ضائع و محرف ہو گئیں، اور ان کی جگہ پر جھوٹے افراد کی کذب بیانی اور افتراء پر دازی آگئی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو چند کھوٹے سکوں کے عوض بیچ ڈالا، خبروں کو نقل کرنے میں اسانید کے نقل کا اہتمام اس امت کی تاکیدی سنت رہی ہے جو ایک شعار اسلامی کا درجہ رکھتی ہے، اسی لیے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ نقل احادیث میں اس پر اعتماد کرے، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "الإسناد من الدین ولو لا الإسناد لقال من شاء ما شاء" (اصول تخریج الحدیث ص ۱۵۸) اسناد دین کا ایک حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی تو کوئی شخص بھی جو چاہتا کہہ ڈالتا۔

اسی طرح سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "الإسناد سلاح المؤمن" اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے، اسناد کی قدر و قیمت اس شخص کی نظر میں زیادہ آشکارا ہوتی ہے جو سند کے رجال کو جانتا ہے جن سے ایک سند وجود میں آتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ کتب تراجم رجال میں روایات کے احوال کی چھان بین کی جائے، اور دیکھا جائے کہ سند کے رجال کا کہاں اتصال ہے اور کہاں انقطاع اور یہ بات واضح ہے کہ اگر اسناد نہ ہوتی تو صحیح احادیث و اخبار کا احادیث موضوعہ سے امتیاز مشکل ہو جاتا اور ہر باطل پرست اور بدعتی کو اختلاف و انتشار کی جرأت ہو جاتی اور معاملہ وہی ہو جاتا جو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا ہے کہ ”لو لا الإسناد لقال من شاء ما شاء“ اگر سند نہ ہوتی تو جو کوئی بھی کچھ کہتا چاہتا تو کہہ دیتا (اور کوئی رکاوٹ نہ رہتی)

**فن جرح و تعدیل اور تراجم رجال کی ضرورت:**

اسانید پر بحث کے مراحل کا آغاز کرنے سے پیشتر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فن جرح و تعدیل اور تراجم رجال کی ضرورت و اہمیت پر قدرے روشنی ڈال دی جائے، کیوں کہ اسانید کی بحث کا تمام تر انحصار فن جرح و تعدیل اور تراجم و تاریخ روایہ پر ہے، اس لیے فن جرح و تعدیل کے اہم ترین مسائل یہاں ذکر کیے جائیں گے، پھر تراجم رجال پر تصنیف کردہ کتابوں کا تذکرہ ہوگا جن میں تراجم رجال کی کتابوں پر تاریخی پہلو سے بھی روشنی ڈالی جائے گی، بعد ازاں تراجم پر مشہور کتابیں، ان کی علمی و فنی اہمیت اور مؤلفین کا طریقہ تالیف ذکر کیا جائے گا۔

(۱) ”سعر فیہ مرحبہ حدیث“ اور ”حکم علی رجال الاسناد“ کی غرض سے فن جرح و تعدیل کی احتیاج۔

سند کے رجال پر حکم لگانے کے لیے فن جرح و تعدیل کی سخت ضرورت ہے، ثانیاً مرحبہ حدیث کا جانتا بھی ضروری ہے، اس لیے کہ فن جرح و تعدیل کے اصول و قواعد جس پرائم فن فن نے اعتماد کیا ہے اس کے جاننے کے بعد ہی، سند پر بحث و تحقیق کا آغاز ہو سکتا ہے اس میں مقبول راوی کے شرائط جانتا بھی ضروری ہے نیز راوی کی عدالت، قوت حفظ و ضبط اور اس بحث سے متعلق ضروری امور کا جانتا ضروری ہے، اس لیے کہ اسناد پر بحث کرنے والا اس وقت تک کسی خاطر خواہ مثبت نتیجے تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ پہلے ہی سے فن جرح و تعدیل کے قواعد کو نہیں جانتا، اس کے اصطلاحی الفاظ اور فن تعبیرات سے واقفیت

نہیں رکھتا اور یہ نہیں جانتا کہ اعلیٰ مراتب تعدیل کے لیے، کون سے الفاظ ہیں اور ادنیٰ و اوسط مراتب تعدیل کے لیے کیا کیا الفاظ ہیں۔

(۲) مقبول راوی کے شرائط: جمہور فقہاء و محدثین کا اس بات میں اجماع ہے کہ جس راوی کی روایت کو دلیل بنایا جائے گا اس میں دو بنیادی شرطیں پایا جانا ضروری ہیں:

(۱) العدالة: عدالت کا مطلب یہ ہے کہ راوی حدیث مسلمان عاقل، بالغ اور اسباب فتن سے محفوظ ہو، نیز مروت کی صفت سے متصف ہو۔

(۲) الصفاء: ”ضبط“ کا مطلب ہے کہ راوی سببی الحفظ قاحش الغلط، مخالف ثقات، کثیر الاہام اور مغفل نہ ہو۔

**عدالت کا ثبوت کیسے؟**

عدالت کا ثبوت دوسروں میں سے ایک کے ذریعے ہوتا ہے:

(۱) ایک یہ ہے کہ ”مُعَدِّ لَیْن“ عدالت کی صراحتاً تائید کریں، مُعَدِّ لَیْن سے مراد علمائے جرح و تعدیل ہیں، یا علمائے جرح و تعدیل میں سے کوئی ایک عدالت کی صراحت جرح و تعدیل کی کتابوں میں کریں۔

(۲) دوسرے یہ کہ عدالت کا ثبوت شہرت و استقاضے کی بنیاد پر بھی ہوتا ہے یعنی راویوں کی عدالت مستفیض و مشہور ہے، مان کا صدق ان کی امانت داری، استقامت فی الدین اور شرافت و نجابت کا چرچا عام ہے۔

مثلاً امام مالک بن انسؒ، سفیان ثوریؒ، سفیان بن عیینہؒ، امام اوزاعیؒ، لیث بن سعد وغیرہ یہ ایسے حضرات علم و تقویٰ ہیں کہ تعدیل کے لیے ائمہ جرح و تعدیل کی چنداں ضرورت نہیں۔

### ثبوت عدالت میں ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے، ثبوت عدالت کے سلسلے میں

یہ ہے کہ ہر علم حدیث کا ماہر، جس کی حدیث میں گیرائی و گہروائی معروف و مشہور ہے، اس کا معاملہ اس وقت تک عدالت پر ہی محمول کیا جائے گا جب تک کہ اس کی جرح واضح نہ ہو جائے۔ ایسے آدمی کی عدالت کے بارے میں ہمیں کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہیں، اس کی دلیل یہ حدیث ہے ”یحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين، وانتحال المبطلين، وتأويل الجاهلين“ (۱) ابن عدی نے ”کامل“ میں اور دوسروں نے بھی اس کو نقل کیا ہے، اور ”علامہ عراقی“ نے کہا ہے کہ اس کی مختلف سندیں ہیں اور سب ضعیف ہیں کوئی بھی ثابت نہیں، بعض علماء نے کثرت طرق کی وجہ سے اس حدیث کی تحسین کی ہے، تفصیل دیکھنا ہو تو ”تدریب الراوی“ جلد ۱/ص ۳۰۲، ۳۰۳ رجوع کریں۔ ہر اچھے جانشین میں سے عادل لوگ اس علم کا بوجھ اٹھائیں گے، غلو پسند طبائع کی تحریف کا پردہ چاک کریں گے، اہل باطل کی غلط نقل کو دور کریں گے اور جاہلوں کی تاویل کو دفع کریں گے لیکن یہ قول علماء کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے، کیوں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور اگر اس حدیث کو صحیح فرض کر لیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر دور میں آنے والے میں سے عادل لوگوں کو اس علم کو اٹھالینا چاہیے اس دلیل سے کہ اس علم کو اٹھانے والے بھی عادل نہیں ہوتے، خاص طور پر اس زمانے میں، یہی حال ہے۔

### (۵) ضبط راوی معلوم کرنے کا طریقہ:

راوی کا ضبط اس طور پر معلوم ہوتا ہے کہ راوی کی روایت ماہر ثقہ راویوں کی



روایت کے موافق ہو، اس صورت میں وہ راوی جس کی روایت موافق ثقات ہو ضبط کہتے ہیں، نادر طور پر مخالفت سے کوئی نقصان نہیں، ہاں اس کی مخالفت کثیر ہو جائے تو راوی کے ضبط میں خلل آجائے گا، اور اس سے حجت نہیں پکڑیں گے۔

(۶) بغیر سبب بیان کیے ہوئے جرح و تعدیل قبول کرنا:

(الف) جہاں تک تعدیل کا تعلق ہے تو وہ بغیر سبب بیان کیے ہوئے قبول کی جاتی ہے، یہی صحیح مذہب ہے جو مشہور بھی ہے کیوں کہ تعدیل کے بے شمار اسباب ہیں جن کا ذکر مشکل ہے، کیوں کہ تعدیل کرنے والا اس بات کا ضرورت مند ہوتا ہے کہ مثلاً یوں کہے: لم یفعل کذا، لم یرکب کذا، یا یہ کہے: حیث فعل کذا، تو تفسیق و تعدیل کے تمام افعال کو شمار کرے گا جو بہت شاق ہے۔

(ب) رہی بات جرح کی، تو وہ مفسر اور سبب کے ساتھ ہی قبول کی جاتی ہے، کیوں کہ اس کا سبب ذکر کرنا کوئی مشکل نہیں۔ (۱) اور اس لیے بھی کہ محدثین اسباب جرح بیان کرنے میں مختلف ہوتے ہیں، ایک محدث کسی پر جرح کرتا ہے تو دوسرا اس کی تعدیل کرتا ہے ایک چیز ایک محدث کے نزدیک اسباب جرح میں سے ہوتی ہے اور وہی چیز دوسرے کے نزدیک اسباب جرح میں سے نہیں ہوتی۔

علامہ ابن صلاح کہتے ہیں: یہ ظاہر اور مقرر ہے فقہ اور اصول فقہ دونوں میں طے شدہ ہے، علامہ حافظ خطیب نے کفایہ ص ۸۰ پر ذکر کیا ہے کہ یہی ناقدین اور حفاظ حدیث ائمہ کرام کا مذہب ہے مثلاً: امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ وغیرہ، اسی لیے امام بخاریؒ نے ایک جماعت سے حجت پکڑی ہے جن پر ان کے علاوہ نے جرح کی ہے جیسے حضرت عکرمہ مولیٰ

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جیسے اسماعیل بن اہل اویس، عاصم بن علیؓ، اور عمرو بن مرزوق وغیرہ، اسی طرح امام مسلمؒ نے سوید بن سعید رحمہ اللہ کو دلیل کے طور پر تسلیم کیا ہے، اور محدثین کی ایک جماعت کا، ان کے بارے میں طعن مشہور ہے۔ اسی طرح امام ابو داؤد سجستانی نے بھی کیا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محدثین کا یہ مذہب ہے کہ جرح اسی وقت معتبر ہوگی جب اس کا سبب بیان کر دیا جائے۔

### (۷) کیا جرح و تعدیل کا ثبوت ایک قول سے ہو جاتا ہے؟

صحیح بات یہی ہے کہ جرح و تعدیل کا ثبوت ایک قول سے ہو جاتا ہے بشرطے کہ جارح و معدل چاہے غلام ہو یا عورت، ایک دوسرا قول یہ ہے کہ جرح و تعدیل کے لیے دو عدد کا ہونا ضروری ہے جیسے شہادت میں ہوتا ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے جس پر اعتماد نہیں کیا گیا ہے۔ (۱)

### (۸) ایک ہی راوی پر جرح و تعدیل کا اجماع:

جب ایک راوی پر جرح کی گئی ہو اور اسی راوی کی تعدیل بھی کی گئی ہو، تو ضابطہ یہ ہے کہ جرح کو تعدیل پر مقدم کیا جائے گا بشرطے کہ جرح مفسر ہو اور اگر ”جرح مبہم غیر مفسر ہو تو تعدیل مقدم ہوگی۔“

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ تعدیل کنندگان کی تعداد جرح کنندگان سے زیادہ ہو تو تعدیل مقدم ہوگی، لیکن یہ قول قابل اعتماد نہیں ہے۔ (۲)

(۱) علوم الحدیث، ص ۹۶، ۹۷، ۹۸، یہ اس شخص کے متعلق ہے جس کے بارے میں جرح و تعدیل ذکر کی گئی ہو، لیکن اگر کسی کے بارے میں جرح غیر مفسر موجود ہو جس میں تعدیل نہ ہو تو یہ مقبول ہے۔

(۲) ”علوم الحدیث“ ص ۹۹ دیکھئے اور ”الکفایۃ“ ص ۱۰۵ تا ۱۰۷، لیکن جرح مفسر کی صراحت نہیں، کیوں کہ ایک جگہ بیان کیا ہے کہ جرح مفسر ہی مقبول ہوتی ہے۔

## الفاظ جرح و تعدیل اور ان کے مراتب:

ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم رازیؒ نے اپنی کتاب ”الجرح و التعدیل“ کے مقدمے میں ”الفاظ جرح و تعدیل“ کے چار درجے (۴ مراتب) بیان فرمائے ہیں، اور ہر درجے کا حکم بھی بیان کیا ہے، پھر علامہ ذہبیؒ نے، اور ان کے بعد علامہ عراقیؒ نے مراتب تعدیل پر ایک مرتبے کا اضافہ کیا ہے، جو ابن ابی حاتم کے بیان کردہ ”مرتبہ اولی“ سے اعلیٰ ہے اور وہ ہے ”لفظ توثیق“ کو کمر لانا، مثلاً: کہنا ”ثقة ثقة“ ”ثقة حجة“ پھر حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعیؒ نے حافظ ذہبیؒ اور حافظ عراقیؒ کے اضافہ کردہ مرتبہ تعدیل پر اضافہ فرمایا اور کہا کہ اس سے اعلیٰ بھی تعدیل کا ایک مرتبہ (درجہ) ہے، وہ ہے اسم تفصیل کا صیغہ استعمال کرنا، مثلاً: ”أوثق الناس“ یا ”أثبت الناس“ کے الفاظ تعدیل بولنا، اس طرح مراتب تعدیل چار کے بجائے چھ ہو گئے۔

اسی طرح علمائے کرام نے ابن ابی حاتم کے بیان کردہ مراتب جرح پر بھی دو مراتب کا اضافہ فرمایا ہے تو مراتب جرح بھی مراتب تعدیل کی طرح چھ ہو گئے۔

اب حسب ذیل سطروں میں الفاظ جرح و تعدیل، ان کے مراتب اور احکام کی تفصیل ملاحظہ کریں۔

## مراتب الفاظ تعدیل:

- (۱) الفاظ تعدیل کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ الفاظ توثیق و تصدیق میں مبالغے پر دلالت کریں، الفاظ ”أفعل التفضیل“ کے وزن پر ہوں اس کے یہ مراتب ہیں: سب سے اونچا ہے، مثلاً: یہ کہے کہ ”فلان إليه المنتهى في الثبوت“، یا یوں کہے: ”لا أعرف

لہ نظیراً فی الدنیا“ یا ”فلان أثبت الناس“ یا ”أوثق الناس“ یا کہے کہ ”فلان أوثق من أدرکت من البشر“۔

(۲) الفاظ تعدیل کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ صفات توثیق میں سے کسی ایک صفت یا دو صفات کے ذریعے راوی کی تائید کی جائے، مثلاً: کہا جائے ”ثقة ثقة“ یا ”ثقة ثبت“ یا ”ثبت حجة“ یا ”ثقة مأمون“ یا کہے ”ثقة حافظ“۔

(۳) تیسرا مرتبہ الفاظ تعدیل کا یہ ہے کہ الفاظ توثیق کو تو قائل نہیں لیکن تاکید کے ساتھ نہیں، جیسے: فلان ”ثقة“ یا ”حجة“ یا ”ثبت“ یا ”كانه مصحف“ یا ”عدل ضابط“۔

(۴) چوتھا درجہ الفاظ تعدیل کا یہ ہے کہ الفاظ تعدیل کو بتلائیں لیکن ضبط پر ان کی دلالت نہ ہو، مثلاً: ”صدق“ یا ”محله الصدق“ یا ”لا بأس به“ یہ ابن معین کے علاوہ کے نزدیک ہے، البتہ اگر ”لا بأس به“ ابن معین بولیں تو جس راوی کے بارے میں بولیں گے وہ ابن معین کے نزدیک ثقہ ہوں گے یا مأمون و خیار۔

(۵) پانچواں درجہ ان الفاظ کا ہے جن میں ”تعدیل“ یا ”تجرح“ کی کوئی دلالت نہیں ہے، مثلاً: ”فلان شیخ“ یا ”روی عنه الناس“ یا ”إلى الصدق ما هو“ یا ”وسط“ یا ”فلان شیخ وسط“ وغیرہ۔

(۶) چھٹا اور آخری درجہ ان الفاظ کا ہے جن میں تعدیل پر تو دلالت نہ ہو، البتہ وہ الفاظ جرح کے قریب قریب ہوں، مثلاً: ”فلان صالح الحديث“ یا ”يُكتب حديثه“ یا ”يُعتبر به“ یا ”فلان مقارب الحديث“ یا ”صالح“ وغیرہ۔

## مراتب تعدیل کا حکم:

(۱) ابتدائی تین مراتب تعدیل سے محدثین حجت پکڑتے ہیں، اگرچہ ان میں سے بعض بعض سے قوی درجہ رکھتے ہیں۔

(۲) البتہ چوتھا اور پانچواں دونوں مراتب تعدیل، تو ان درجوں سے متعلق محدثین کی احادیث قابل حجت نہیں ہیں، لیکن ان کی احادیث لکھی جاتی ہیں اور ان کو پرکھا جاتا ہے (۱)، اگرچہ مرتبہ خامس کے لوگ مرتبہ رابع سے کم درجہ کے ہیں۔

(۳) مرتبہ سادس کے لوگوں کی احادیث قابل استدلال نہیں، ہاں اعتبار کے لیے ان کی احادیث کو لکھا جائے گا، اعتبار کے لیے نہیں، کیوں کہ ان کا معاملہ عدم ضبط کے بارے میں واضح ہے۔

## الفاظ جرح کے مراتب:

(۱) پہلا درجہ الفاظ جرح کا یہ ہے الفاظ جرح تلکین اور نرم روی کو بتلائیں، (یہ درجہ جرح کاسب سے اہل اور کم تر درجہ ہے) مثلاً: یہ کہا جائے کہ ”فلان لئین الحلیث“ یا ”لہ مقال“ یا ”فی حدیثہ ضعف“ یا ”فلان لیس ہذاک“ یا ”لیس بعامون“ وغیرہ۔

(۱) ان محدثین کا ضبط پرکھا جاتا ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی احادیث کو نکالتے اور متبعین پر پیش کیا جاتا ہے، اگر احادیث موافق ہوتی ہیں تو ان سے استدلال کیا جاتا ہے ورنہ نہیں، اس بنیاد پر جس محدث کے بارے میں ”صدوق“ کہا گیا ہو اس کی حدیث پر کئے سے پہلے قابل استدلال نہیں۔ اور یہ اس شخص کا وہم ہے جس نے یہ کہا ہے کہ جس کے بارے میں ”صدوق“ کہا گیا ہو اس کی حدیث حسن ہے، اس لیے کہ حدیث حسن صحیحہ کی نوع سے ہے، اگر جرح و تعدیل اور خلاف حدیث کا یہی مذہب ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: القدرۃ الجرح والتعدیل: از ابن ابی حاتم علوم الحدیث لابن الصلاح: ج ۱/۱۱۰، التقریب للنووی: ۱/۳۳۳، القدرۃ بلسیع ط: ۱/۲۲۳، فتح المغیب للسخاوی: ۱/۳۶۸۔

(۲) دوسرا درجہ الفاظ جرح کا یہ ہے کہ ان میں عدم احتجاج یا اس جیسی چیز کی صراحت ہو، مثلاً: یہ کہا جائے کہ ”فلان لا یحتج بہ“ یا ”فلان ضعیف“ یا ”لہ مناکیر“ یا ”واہی“ یا ”ضعفہ“ وغیرہ۔

(۳) تیسرا درجہ الفاظ جرح کا یہ ہے کہ الفاظ جرح میں عدم کتب حدیث کی صراحت ہو یا اس جیسی چیز کی صراحت ہو، مثلاً: ”فلان لا یکتب حدیثہ“ یا ”فلان لا یحل الروایۃ عنہ“ یا ”ضعیف جداً“ یا ”واہی بمرۃ“ یا ”طرحوا حدیثہ“ وغیرہ۔

(۴) الفاظ جرح کا چوتھا درجہ یہ ہے کہ الفاظ جرح میں تہمت بالکذب وغیرہ کی دلالت ہو، مثلاً: یہ کہا جائے کہ ”فلان متہم بالکذب“ یا ”متہم بالوضع“ یا ”فلان یسرق الحدیث“ یا ”ساقط“ یا ”لیس بشیۃ“۔

(۵) پانچواں درجہ الفاظ جرح کا یہ ہے کہ الفاظ جرح میں کذب وغیرہ کی دلالت ہو، جیسے: ”فلان کذاب“ یا ”دجال“ یا ”وضاع“ یا ”یکذب“ یا ”یضع“۔

(۶) چھٹا اور آخری درجہ الفاظ جرح کا یہ ہے کہ الفاظ جرح میں ”مبالغۃ فی الکذب“ کی دلالت ہو، جیسے: ”فلان اکذب الناس“ فلاں سب سے زیادہ جھوٹا ہے، یا ”الیہ المنتہی فی الکذب“ جھوٹ اسی پر ختم ہے، یا ”ہو رکن الکذب“ یا ”ہو معدن الکذب“ یا ”الیہ المنتہی فی الوضع“ وضع حدیث اس پر ختم ہے۔

جرح کے مراتب کا حکم:

(۱) الفاظ جرح کے پہلے اور دوسرے مرتبے میں جن حضرات کا نام آتا ہے، ان حضرات سے منقول احادیث کو حجت تو نہیں بنایا جائے گا، ہاں ان کی احادیث کو صرف

اعتبار کے لیے لکھا جائے گا، اگرچہ دوسرے مرتبے والے محدثین کا درجہ پہلے مرتبے والوں سے کم ہے۔

(۲) رہی بات آخر کے چار مراتب جرح کی: یعنی تیسرا، چوتھا، پانچواں اور چھٹا مرتبہ جرح، تو ان سب مراتب جرح کے محدثین کی احادیث نہ تو حجت ہیں، نہ لکھی جائیں گی، نہ معتبر ہوں گی، کیوں کہ خود ان میں قوت کی شان نہیں ہے تو دوسروں کو کیا قوت دیں گی۔

## دوسری فصل

## رجال پر تحریر کردہ کتابیں

### تراجم رجال پر لکھی گئی کتابوں کی اقسام

### کتاب اسماء الرجال پر ایک نظر

محدثین کرامؒ نے فن اسماء الرجال اور تراجم رجال پر مختلف انواع کی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جس کا اولین مقصد یہ ہے کہ حدیث شریف کی خدمت اور حدیث سے کذب و افتراء پر دازی کی حیلہ سازی کا پردہ چاک کیا جائے جس کا واحد طریقہ یہ تھا کہ ان تمام لوگوں کے اسماء کا احصاء کر لیا جائے جنہوں نے سنت مطہرہ کی روایت اور نصوص و متون حدیث کے نقل سے کچھ بھی دل چسپی لی ہو، پھر ان حضرات کی زندگیوں کے نشیب و فراز اور مراحل زیست پر تفصیلی کلام کیا جائے، جس میں راوی کی زندگی کے تمام گوشوں پر بحث ہو، بالخصوص راوی کی زندگی کا وہ گوشہ ضرور، روشنی میں لایا جائے جس کا تعلق جرح و تعدیل سے ہو۔

محدثین کرامؒ نے رجال اور فن اسماء الرجال پر کتابیں اس لیے تصنیف فرمائی ہیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کذب بیانی کی نسبت نہ ہونے پائے، راویان حدیث کے احوال کی صحیح معلومات بہم پہنچائی جائیں، قوی اور ضعیف رواۃ حدیث کے درمیان خط امتیاز کھینچ دی جائے اور صادق و کذاب راویان حدیث کی صحیح پہچان ہو جائے، ایسا اس لیے ہوا کہ دشمنان اسلام نے جب دیکھا کہ اسلام کی شمع فروزاں کو علی الاعلان بھانا ممکن نہیں تو انہوں نے چور و روازے سے گھس کر اسلام کے مضبوط قلعتی میں دراڑ پیدا کرنی چاہی لیکن (ع) وہ شمع کیا بجھے گی جس کی حفاظت خدا کرے



اور وہ چور دروازہ کیا تھا؟ یہی کہ کذب بیانی اور جھوٹ موٹ کی احادیث جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گھڑ کر منسوب کر دی جائیں، اس کے لیے بعض طحہ رین اور زندیق و خبیث طبائع نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور بے شمار موضوع اور گھڑی ہوئی احادیث کو ذخائر احادیث میں خلط ملط کرنے کی کوششیں کیں اور کامیاب بھی ہوئے لیکن آفرین ہوا مت کے طبقہ محدثین اور ان کی کوششوں کو، کہ انہوں نے فتنے کی شدت کو بروقت تازہ کیا اور اس کی سرکوبی کے لیے سردھڑکی بازی لگا دی۔

کمر بستہ ہو کر محدثین کا یہ طبقہ اٹھ کھڑا ہوا اور حد درجے مشقت کو برداشت کر کے فن اسماء الرجال پر تالیف کا ڈھیر لگا دیا جن میں محدثین، زنا و قہ، واضعین حدیث، ویسے کار اور مکر و فریب سے احادیث وضع کرنے والوں کا ایسا پردہ فاش کیا کہ سر چھپانے کو جگہ نہ ملی اور اپنی نازیبا اور قبیح حرکتوں کے ساتھ بیچ چور ہے پر ذلیل و خوار ہوئے، مسلمانوں نے ان کو خوب پہچان لیا، ان کی روایات نقل کرنے سے گریز کیا اور بعض مکر و فریب کا جال بننے والے مسلمان خلفاء کے دور میں تہہ تیغ بھی کیے گئے، اللہ نے ان کا وجل و فریب آشکارا فرما دیا اور ان کی بری تدبیریں انہیں کورسوا کر گئیں۔

حضرات محدثین نے فن اسماء الرجال کی تصنیفات میں بے پناہ محنت صرف کی جو صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی ان کے حد درجے صبر و استقلال اور بے حد مہارت فن پر گواہ ہے کہ انہوں نے خدمت دین اور خدمت حدیث میں بے لوث مشقت اٹھائی اور اس محنت کے ذریعے اس نتیجے تک رسائی حاصل کی جہاں تک نہ گذشتہ اقوام پہنچ سکیں اور نہ آنے والی نسلیں ہی پہنچ سکتی ہیں بلکہ اس نتیجے کے قریب قریب تک پہنچنا بھی محال نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین صلہ عطا فرمائے اور ان کا اجر و

ثواب نہیں ابھی سے ملتا رہے تاکہ اپنی قبروں میں انہیں چین و سکون میسر ہو اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اسماء الرجال کی کتابوں میں ان محدثین نے نقص و تنوع بھی اختیار کیا، ان کی مختلف انواع اقسام اور تفریعات بھی بیان کیں، چنانچہ صحابہ کرام کے احوال کے ساتھ مختص اسماء الرجال کی کتابیں طبقات صحابہ کے نظام پر ترتیب دیں، اور اسماء الرجال کی جو کتابیں حروف تہجی کی ترتیب پر تصنیف فرمائیں ان میں بعض کتابیں بعض شہروں کے رواۃ و رجال کے ساتھ خاص کر کے لکھیں، بعض تصنیفات اسماء الرجال کے فن کی ایسی مرتب کیں کہ ان میں ثقہ اور ضعیف راویوں کو جمع کیا اور کچھ کتابوں کو تمام اقسام کے راویوں کے لیے مختص کر دیا، بعض کتابیں ایسی وجود میں آئیں جن میں مخصوص کتابوں کے رجال ہی کا تذکرہ ملتا ہے، بعض کتب میں عام راویان حدیث کے حالات مرقوم ہیں، اور کچھ کتابیں رواۃ کے القاب و کنیت پر مشتمل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ہم یہاں پر انشاء اللہ ان کتابوں کو ذکر کریں گے جو علم رجال میں لکھی جانے والی مختلف انواع پر مشہور ترین کتابیں ہیں اور فن تخریج میں ہمارے لیے مفید تر ہیں، پھر ہر نوع کی تصنیفات میں، مشہور مصنفات کے نام ذکر کریں گے، بالخصوص ان مصنفات کو ذکر کریں گے جو طبع ہو کر منظر عام پر بھی آچکی ہیں، اگر کسی کو تخریج احادیث میں کتب احادیث سے استفادہ مقصود ہو تو تحقیق کرنے والوں کے لیے فن اسماء الرجال کی کتابیں بہت مفید رہیں گے۔

یہاں سے حسب ذیل سطروں میں، ہم فن اسماء الرجال کی اہم کتابوں کا تعارف پیش کریں گے جس میں کتاب کا مرتبہ، مؤلف کتاب کا منہج تالیف اور اسلوب نگارش نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

## کتب اسماء الرجال کی مشہور اقسام:

فن اسماء الرجال پر مختلف انواع کی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں جو زیادہ مشہور

ہیں وہ یہ ہیں:

- (۱) المصنفات في معرفة الرجال
- (۲) المصنفات في الطبقات
- (۳) المصنفات في رواة الحديث عامة
- (۴) المصنفات في رجال كتب مخصوصة
- (۵) المصنفات في القباہات خاصة
- (۶) المصنفات في الضعفاء و المتكلم فيہم
- (۷) المصنفات في رجال بلاد مخصوصة

### (۱) المصنفات في معرفة الصحابة

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کتابیں تراجم صحابہ کی معلومات کے لیے تصنیف کی گئی ہیں، وہ مختلف گوشوں اور پہلوؤں سے بڑی اہمیت کی حامل اور معرکہ الاثر تصانیف ہیں، یہ نہایت مفید اور اہم ترین کام ہے، ان کتابوں کا سب سے اہم قاعدہ یہ ہے کہ ان کتابوں سے مرسل حدیث اور متصل حدیث میں امتیاز کا علم ہو جاتا ہے، اس لیے کہ جو آدمی اس شخص کو نہیں جانے گا جو کلام کو نبی تک، منتہائے سند میں پہنچا رہا ہے وہ کیسا ہے، آیا وہ صحابی ہے یا تابعی، تو وہ یہ نہیں جان سکتا کہ حدیث مرسل ہے یا متصل۔

تراجم صحابہ پر علاحدہ تصنیف کردہ کتابیں بے شمار ہیں ان میں مشہور ترین کتابیں یہ ہیں:

(الف) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: تالیف: ابن عبدالبر اندلسی، یہ کتاب معرفت صحابہ کے موضوع پر اہم ترین کتاب ہے، البتہ مصنف نے مشاجرات صحابہ کی بحث کو تفصیل سے ذکر کیا ہے جس سے بعض پہلو کمزور ہو گئے ہیں، اس کتاب کا نام مصنف نے ”الاستیعاب“ رکھا ہے، کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ انہوں نے تمام صحابہ کے احوال کا احاطہ کر لیا ہے، حالاں کہ ایسا نہیں ہے، بہت ساری ضروری چیزیں ان سے فوت ہو گئی ہیں۔

اس کتاب میں جن صحابہ کرامؓ کے تراجم و حالات قلمبند کیے گئے ہیں ان کی تعداد ساڑھے تین ہزار ہے، اور صحابہ کرام کے ناموں کو حروفِ معجم کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے، جن میں نام کے پہلے حرف کو ملحوظ رکھا گیا ہے، لیکن اس کے بعد باقی حروف کا اہتمام متروک ہے، ناموں سے فراغت کے بعد مشہور کنیتوں کو ذکر کیا گیا ہے اور کنیت کو بھی حروفِ معجم کی ترتیب پر رکھا گیا ہے۔ پھر صحابیات کے اسماء، پھر ان کی مشہور کنیتیں ذکر کی گئی ہیں۔

### (ب) اسد الغلابۃ فی معرفۃ اصحابہ:

تالیف: عزالدین ابی الحسن علی بن محمد ابن الاثیر جزیری رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۰ھ) یہ کتاب اسمائے صحابہ کی معلومات کے لیے بے حد عمدہ کتاب ہے، اس کے مؤلف نے اس کتاب کی ترتیب و تسبیق اور جمع و تہذیب میں کافی محنت کی ہے، اس کتاب میں ۵۵۴ صحابہ کو ذکر فرمایا ہے، چنانچہ حروفِ معجم کی ترتیب پر اسمائے صحابہ کو ذکر فرمایا ہے، حرفِ اول اور حرفِ ثانی کی طرف سے نسبت کرتے ہوئے اسم کے آخر تک اسی طرح حروفِ معجم کی ترتیب پر ذکر کیا ہے، اسی طرح باپ دادا اور قبائل کی طرف علامہ ابن الاثیر جزیری کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں: ”اس کتاب کو میں نے الف، با، تا، ثا، کی ترتیب پر مدون کیا ہے، اور ناموں میں حرفِ اول، حرفِ ثانی اور حرفِ ثالث کو لازم پکڑا ہے، اسی

طرح آخر اسم تک کیا ہے، باپ اور دادا کے ناموں میں بھی اسی طرح ہے، اور ان دونوں کے بعد میں بھی یہی کیا ہے، اور قبائل میں بھی یہ طریقہ اپنایا ہے کہ اسمائے صحابہ کو ذکر کیا ہے، پھر خواتین صحابہ کا ذکر کیا ہے۔

اور ہر ترجمے کی ابتدا میں مفرد حروف کو ذکر کیا ہے جو ان مصنفین کے ناموں کے لیے رموز و اشارات ہیں جو گزرے ہیں اور انہوں نے اپنی تصنیفات میں اس صحابی کے نام کو ذکر کیا ہے، یہ رموز و اشارات ۴۲ ہیں:

- (۱) د : ابن مندہ کے لیے، نام ہے ابو عبد اللہ محمد بن سبکی (۷۲۰ھ)
- (۲) ع : ابو نعیم کے لیے، نام ہے احمد بن عبد اللہ اصفہانی (۴۳۰ھ)۔
- (۳) پ : ابن عبد البر کے لیے، نام ہے ابو یوسف بن عبد اللہ القزطبی (۴۶۳ھ)۔
- (۴) ص : ابو موسیٰ محمد بن عمر مدینی (۵۸۱ھ)۔

پھر ہر ترجمے کے اخیر میں ان مصنفین کے اسمائے گرامی کو ذکر کیا ہے جنہوں نے صاحب ترجمہ کا ذکر کیا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ حروف چھوٹ نہ جائیں۔

### (ج) للإصابة فی تہذیب الصحابة:

تالیف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۸۵۲ھ)۔  
یہ کتاب اسمائے صحابہ میں جامع ترین اور مکمل کتاب ہے، مولف نے ان تمام کتابوں سے استفادہ کیا ہے جو متقدمین علمائے کرام نے اس موضوع پر تصنیف فرمائی ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں تمام ضروری معلومات کو مرتب فرمایا ہے اور اوہام سے گریز کیا ہے اور ایسے اضافے بھی کیے ہیں جو بعض طرق حدیث میں انہوں نے مناسب سمجھا، یا دوسری تصنیفات سے اخذ فرمایا اس طرح یہ کتاب نہایت مفید اور جامع ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو حروفِ معجم کی ترتیب پر، علامہ ابن اثیر کی طرح اچھی طرح مرتب فرمایا ہے، جس میں پہلے اسمائے صحابہ لائے ہیں، پھر ان کی کنیت، پھر اسمائے صحابیات پھر ان کی کنیت، البتہ اسم اور کنیت میں ہر حرف کی ایک نئی تقسیم لائے ہیں جو حروفِ معجم کی ترتیب پر ایک اضافہ ہے، تو ہر حرف کی ۴ اقسام بتائی ہیں:

**قسم اول:** پہلی قسم ان حضرات کے بارے میں ہے جن کی صحابیت بطریق روایت ثابت ہے، خواہ خود راوی نے نقل کیا ہو یا دوسرے کے نقل کرنے سے معلوم ہو یا ان کا ذکر ان الفاظ و عبارات سے ہوا ہو جو صحیح رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کریں، جو بھی طریقہ رہا ہو۔

**قسم دہائی:** دوسری قسم ان حضرات کے بارے میں ہے جو صحابہ ہیں لیکن دوسرے صحابہ کے مقابلے میں بچے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت سن تیز تک نہ پہنچ سکے۔

**قسم ثالث:** تیسری قسم ان حضرات کے بارے میں کتابوں میں ہے جن کا ذکر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے پہلے کی کتابوں میں ہے اور وہ مختصر میں ہیں یعنی جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانہ پایا، اور ان کے بارے میں کوئی ایسی حدیث مروی نہیں ہے جس میں یہ بات ہو کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے یا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، یہ حضرات بالاتفاق صحابہ میں داخل نہیں ہیں، ان کا ذکر تو صرف اس لیے ہوتا ہے کہ طبقہ صحابہ سے یہ ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

**قسم رابع:** چوتھی قسم ان لوگوں کے بیان میں ہے جن کا ذکر قدیم کتابوں میں صحابہ کرام کے ناموں کے ضمن میں غلطی سے بطور وہم کے آگیا ہے اور اس وہم اور غلطی کا اس میں بیان بھی ہے۔

لہذا مذکور الصدر چاروں قسموں کے ناموں کے بارے میں معلومات ہونی چاہیے بالخصوص اس وقت جب کہ صحابہ کے ناموں کی تحقیق کا سلسلہ چل رہا ہو، تاکہ تحقیق کرنے والے کو پتہ چل جائے کہ یہ شخص صحابی ہے، یا صحابی نہیں ہے، یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ قسم اکثر و بیشتر سب سے اہم مانی جاتی ہے۔

اس کتاب میں تراجم صحابہ کی مقدار بارہ ہزار دو سو ستر سٹھ ہے جن میں سے نو ہزار چار سو ستر ترجمے ان رجال کے ہیں جو اپنے اسماء سے جانے جاتے ہیں اور بارہ سو اڑسٹھ ترجمے کنیت سے پہچانے جانے والے روادا کے ہیں اور پندرہ سو پانچس ترجمے خواتین کے اسماء اور کنیت والے ہیں۔

## المصنفات فی الطبقات

### ۲۔ کتب الطبقات:

کتب الطبقات یعنی طبقات پر لکھی جانے والی کتابیں ایسی ہوتی ہیں جن میں ان شیوخ و محدثین کے تراجم ہوتے ہیں جو ایک طبقے کے بعد دوسرے طبقے میں اور ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے میں آتے ہیں، یہاں تک کہ مکتب کتاب کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے، ان کتابوں میں طبقات رجال پر بعض کتابیں عام ہوتی ہیں اور بعض کتابیں مخصوص رجال پر ہوتی ہیں جیسے طبقات الحفاظ علامہ ذہبیؒ کی ہے، طبقات القراء عسکریؒ ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہاں پر ہم طبقات پر لکھی گئی ان کتابوں کو ذکر کریں گے جو رجال میں بالعموم اور حدیث میں بالخصوص مشہور ہیں، کیوں کہ اسانید رواۃ پر بحث کرتے وقت اکثر و بیشتر انہیں کتابوں کی، دوسری کتابوں کی کتابوں کی بہ نسبت، زیادہ ضرورت پڑی ہے: ان کتابوں میں سے ایک یہ ہے:

### الف: الطبقات الکبریٰ:

تالیف: ابو عبد اللہ محمد بن سعد کاتب الواقدی (۲۳۰ھ)۔

اس کتاب میں مؤلف نے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد حضرات کے تراجم کو اپنے زمانے کے محدثین تک جمع فرمایا ہے، یہ بڑا عمدہ اور مفید کام ہے، یہ کتاب ۸ جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔

پہلی جلد کو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کر دیا ہے۔

دوسری جلد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض و وفات اور انتقال کا ذکر ہے، پھر مدینہ منورہ میں فتویٰ دینے والے مفتیان کرام اور قرآن کریم جمع کرنے والے صحابہ کرام کا ذکر ہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اس کے بعد جمع قرآن کا فریضہ انجام دیا، بعد ازاں ان حضرات مفتیان کرام کا ذکر ہے جو مدینہ میں صحابہ کرام (مہاجرین و انصار) کے بعد فتویٰ نویسی کا کام انجام دیتے تھے۔

تیسری جلد میں ہمدانی صحابہ کا ذکر ہے، جو انصار و مہاجرین میں سے تھے، چوتھی جلد میں ان مہاجرین و انصار کے تراجم کا ذکر ہے جو ابتدا میں اسلام لے آئے تھے لیکن



غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، اسی طرح فتح مکہ سے قبل اسلام لانے والوں کے تراجم کا بھی ذکر ہے۔

پانچویں جلد میں مدینہ کے تابعین اور ان اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے جو مکہ مکرمہ، طائف، یمن، یمامہ اور بحرین میں فروکش ہو گئے تھے، پھر ان تابعین اور تبع تابعین کا ذکر ہے جو ان شہروں میں صحابہ کے بعد رونق افروز رہے۔

چھٹی جلد میں کوفہ میں بسنے والے صحابہ کرام کا ذکر ہے، پھر ان کے بعد کوفہ میں رہنے والے تابعین، فقہائے کرام اور دیگر اہل علم کا ذکر ہے۔

ساتویں جلد میں دیگر بہت سارے دور و نزدیک کے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا ذکر ہے، اپنے زمانے تک کے لوگوں کے ساتھ فرمایا ہے، البتہ مصر، شام اور بصرہ کے صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کا ذکر زیادہ فرمایا ہے، اس کے علاوہ شہروں کے اکابر کا ذکر آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

آٹھویں جلد میں صحابیات کا ذکر فرمایا ہے۔

علمائے امت نے علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جرح و تعدیل کے باب میں معتبر مانتا ہے، اسی لیے آپ کی یہ کتاب رجال حدیث کے تراجم میں قابل اعتماد، مستند اور اہم ترین مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

## (۲) تذکرۃ الحفاظ:

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”تذکرۃ الحفاظ“ کے مصنف ہیں، آپ نے یہ کتاب حفاظ حدیث کے طبقات کے لیے مخصوص کی ہے، اسی لیے

حفاظ حدیث کے تراجم اور ان کے توثیق و تضعیف کے اقوال اس کتاب میں درج فرمائے ہیں، چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ اپنے مقدمہ الکتاب میں لکھتے ہیں: ”هذه تذكرة بأسماء معدلي حملة العلم النبوي و من يرجع إلى اجتهدهم في التوثيق والتضعيف والتصحيح والترتيب“۔ (۱)

علم نبوی کے حاملین کی تعدیل و توثیق کرنے والوں کے اسماء کا اس کتاب میں تذکرہ ہے جن کے اجتہاد فی التوثیق و التضعیف اور تصحیح و ترتیب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

اس کتاب میں مشہور حاملین سنت اور فن جرح و تعدیل میں اصحاب اجتہاد کو ذکر کیا گیا ہے، جو طبقہ صحابہ سے مؤلف کے شیوخ کے طبقے تک چلا گیا ہے، جس کی تقسیم مؤلفؒ نے ۲۱ طبقات میں کی ہے، اس کتاب میں تراجم رجال کی تعداد ۱۷۶۱ تک پہنچ گئی ہے، صحابہؓ کے دور سے علامہ ذہبیؒ کے زمانے تک (یعنی آٹھویں صدی کے نصف تک) ہر طبقے کے مشہور محدثین کی معلومات کے لیے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

اس کتاب کو مزید بہتر اور معلومات افزا بنانے کے لیے تین بڑے بڑے علماء نے اس کتاب پر اضافہ کیا ہے، اور وہ علامہ حسیبیؒ متوفی ۷۷۷ھ علامہ ابن فہد علی متوفی ۸۷۱ھ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ ہیں، اس طرح، اس کتاب میں، ان تینوں حضرات کے اضافوں کے ساتھ پہلی صدی ہجری سے لے کر دسویں صدی ہجری کے اوائل تک تمام مشہور حفاظ حدیث اور محدثین کرامؒ کے تراجم یکجا ہو گئے ہیں۔

## المصنفات في رواية الحديث عامة

(۳) عام راویان حدیث پر مشتمل کتابیں:

یہ کتابیں عام راویان حدیث کے تراجم و احوال پر مشتمل ہوتی ہیں جن میں کسی خاص کتاب کے رجال کے احوال نہیں بیان کیے جاتے، نہ ہی صرف ثقہ راویوں کے حالات بیان کیے جاتے ہیں بل کہ ثقہ اور ضعیف دونوں طرح کے راویوں کے احوال بیان کیے جاتے ہیں، عام راویان حدیث کے تراجم پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں کچھ مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں جو چھپ کر عام ہو چکی ہیں:

الف: التاریخ الکبیر:

یہ کتاب امام بخاری (۲۵۶ھ م) کی تالیف ہے، یہ کتاب بڑی ضخیم ہے، جس میں ۱۲۳۳۵ (بارہ ہزار تین سو پینتالیس) تراجم ہیں، جیسا کہ ترقیم شدہ مطبوعہ نسخے سے پتہ چلتا ہے، علامہ کتائی نے "الرسالة المستطرفة" میں لکھا ہے کہ "تاریخ کبیر" میں تراجم رجال کی تعداد تقریباً چالیس ہزار (۲۰ ہزار) تک پہنچی ہے، لیکن اس مقدار کی کوئی مستند دلیل نہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو حروف معجم پر ترتیب دیا ہے لیکن یہ ترتیب راوی کے نام کے حرف اول باپ کے نام کے حرف اول کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے، البتہ کتاب کا آغاز ان راویوں سے کیا ہے جن کا نام "محمد" ہے، ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ اسم محمد کی شرافت و عظمت ظاہر ہو، جیسا کہ راویوں کے تمام اسماء میں صحابہ کے اسمائے گرامی کو مقدم کیا ہے، صحابہ کے اسماء ذکر کرنے میں ان کے آباء کے اسماء کا لحاظ نہیں

کیا ہے، صحابہ کے ناموں کو ذکر کرنے بعد، بقیہ ناموں کو ان کے آباء کے ناموں کی ترتیب ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر فرمایا ہے، چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی اس کتاب کے مقدمے میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا ایک حصہ آپ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں:

”وهذه الأسامي وضعت على (أ، ب، ت، ث) و انما ابتدئ بـ ”محمد“ من بين الحروف (أ، ب، ت، ث) لحال النبي صلى الله عليه وسلم، لأن اسمه محمد صلى الله عليه وسلم، فإذا فرغ من المحمد بن ابتدئ في الألف ثم الباء ثم التاء ثم الراء ثم يتي بها إلى آخر حروف (أ، ب، ت، ث) وهي (ي) والميم تجدها في موضعها ثم هو لأء المحمدون على (أ، ب، ت، ث) على أسماء آباءهم، لأنها قد كثرت إلا نحواً من عشرة أسماء فإنها ليست على (أ، ب، ت، ث) لأنهم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم“۔ (التلويح الكبير للبخاري: ۱۱/۱)

امام بخاری الفاظ جرح و تعدیل استعمال کرنے میں لیکن جرح کے لیے بہت نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں: ”یہ نظر“ یا ”سکتوا عنہ“ امام بخاری کے یہاں، جرح کے لیے سب سے سخت لفظ ”منکر الحدیث“ ہے، اس سلسلے میں امام بخاری کی اصطلاح عبارتوں میں کچھ اس طرح ہوتی ہے، جن کی احادیث کو محدثین نے ترک کر دیا ہے، اور امام بخاری جب بولتے ہیں کہ ”فلان منکر الحدیث“ تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس سے حدیث نقل کرنا جائز ہی نہیں، اور اکثر و بیشتر تو راوی کے سلسلے میں سکوت اختیار کرتے ہیں، نہ تائید و توثیق فرماتے ہیں اور نہ جرح کرتے ہیں تو ایسے مواقع میں، امام بخاری کی طرف سے راوی کی توثیق و تائید ہوتی ہے۔

## ب: الجرح والتعديل:

یہ کتاب ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) کی تالیف ہے، مصنف نے اس کتاب میں وہی طریقہ اپنایا ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب ”التاریخ الکبیر“ میں اپنایا ہے، اور بڑی خوش اسلوبی سے کتاب ترتیب دی ہے، چنانچہ ہر راوی کے بارے میں جرح و تعديل کے سلسلے میں جو جو کہا گیا ہے سب کو نقل فرمایا ہے، اور نقل میں تلخیص و اختصار سے کام لیا ہے، پھر اپنے اجتہاد کی روشنی میں اکثر مقامات پر اپنی رائے بھی ظاہر فرمائی ہے، اس طرح یہ کتاب جس کا نام ”جرح و تعديل“ رکھا ہے صحیح معنوں میں جرح و تعديل کی کتاب بن گئی ہے، یہ کتاب ۸ جلدوں میں چھپی ہے، جس میں مصنف کا ایک واقع مقدمہ بھی شامل ہے، تراجم رجال میں اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے، جو ایک سطر سے پانچ سطروں کے درمیان میں مکمل ہو جاتا ہے۔ مؤلف نے اس کتاب میں حروفِ معجم کی ترتیب ملحوظ رکھی ہے جو راوی اور اس کے والد کے نام کے پہلے حرف کی نسبت کے اعتبار سے ہے، لیکن اس میں صحابہ کرام کو مقدم کیا ہے، اسی طریقہ سے مکرر اسماء کو بھی مقدم رکھا ہے۔

اور ہر راوی کے ترجمے میں راوی کا نام، باپ کا نام، کنیت اور نسبت کو ذکر کیا ہے، نیز راوی کے مشہور اساتذہ و تلامذہ کو ذکر کیا ہے، اور صاحبِ تراجم کی مرویات میں سے کسی ایک حدیث کو بہت کم ذکر کیا ہے، راوی کے شہر اور اسفار کو ذکر کیا ہے، اس شہر کو بھی ذکر کیا ہے، جس میں نزول فرمایا، یا مستقل قیام کیا، نیز قدرے قلیل راوی کے عقیدے کو بھی بیان کیا ہے اگر وہ اہل سنت و الجماعت کے عقیدے سے متصادم ہو، اور اگر تالیفات چھوڑی ہیں تو ان کو بھی تھوڑا سا ذکر کیا ہے۔

اور کبھی کبھی سن وفات بھی بتلاتے ہیں، اور کتاب پر ایک نہایت بڑے مغز علمی مقدمہ لکھا ہے، جس کا عنوان ہے ”تقدمة المعرفة لكتاب الجرح و التعديل“ اس مقدمے سے کتاب کے ابحاث سمجھنے میں آسانی ہوگی کیوں کہ جرح و تعدیل سے متعلق بڑی قیمتی باتیں اس مقدمے میں آگئی ہیں۔ (۱)

## المصنفات في رجال كتب مخصوصة

۴۔ مخصوص کتابوں کے رجال پر کتابیں:

فن جرح و تعدیل میں محدثین کرام نے بہت ساری ایسی کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں کسی ایک کتاب کے تمام راویوں کے حالات درج فرمائے ہیں، اس میں دوسری کتاب کی حدیث کے راویوں کے حالات پر کلام نہیں کیا ہے، اس طرح کی کتابوں کا دوسری کتب حدیث برائے جرح و تعدیل سے امتیاز اس طور پر نمایاں ہوتا ہے کہ اس میں تمام رواۃ کتاب کے تراجم مذکور ہوتے ہیں، اس طرح طالب علم کتاب کے جس راوی کا ترجمہ جانتا چاہے اسے آسانی سے اس کی جانکاری مل جاتی ہے، اس طرح مخصوص کتابوں کے رواۃ کے ترجمے میں زیادہ تفصیل سے اجتہاب کیا جاتا ہے اس طرح مشہور کتابوں میں حسب ذیل کتابیں چھپ کر مظرعام پر آچکی ہیں:

(۱) الهدایة و الإرشاد فی معرفة أهل الحق و السلاسل :

مطبع: ابونصر احمد بن محمد الکلاباذی (متوفی ۳۹۸/۲۳۰۸ھ) یہ کتاب بخاری

کے رجال کے لیے مخصوص ہے۔ (۱)

(ب) رجال صحیح مسلم:

تالیف: ابو بکر احمد بن علی الاصنہانی جو ”ابن منجیہ“ کے نام سے مشہور ہیں (متوفی ۴۳۸ھ) (۲) مکتبہ بلائیہ اسکندریہ میں مخطوطے کی شکل میں ۲۱۱ راوراق پر مشتمل ہے۔

(ج) الجمع بین الصحیحین:

تالیف: ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی (متوفی ۵۵۰ھ) آپ ”ابن التیسرانی“ کے لقب سے مشہور ہیں، اس کتاب میں آپ نے ”کلا ہاذی“ اور ”ابن منجیہ“ دونوں حضرات کی مذکورہ کتابوں کو جمع کیا ہے، جو چیزیں ان دونوں سے چھوٹ گئی ہیں ان کو ذکر کیا ہے اور بعض روایت کو حذف کیا ہے، اور جن کے ذکر نہ کرنے سے بھی بات بن جاتی ہے، ان کو بھی حذف کر دیا ہے۔

یہ کتاب حروف معجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہے، مقدمہ میں مؤلف نے اس طریقے کو بھی درج کر دیا ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس میں ہم نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے رواۃ کے تراجم کو جمع کیا ہے، اور جس راوی کو تنہا بخاری نے یا مسلم نے ذکر کیا ہے، اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔ (۲)

یہ کتاب ہندوستان میں چھپ چکی ہے، وزارت المعارف عثمانیہ حیدرآباد ۱۳۲۳ھ میں اس کو طبع کرایا ہے۔

(۱) یہ کتاب مخطوطے کی شکل میں ”دار الکتاب المصریہ“ میں موجود ہے، جس کے دو نسخے ہیں، پہلا نسخہ ۴۱۵ راوراق پر مشتمل ہے اور دوسرا نسخہ ۳۸۱ راوراق پر مشتمل ہے۔  
(۲) الجمع بین الصحیحین: ۴/۱

(د) التعریف برجال الموطاء:

تالیف: محمد بن یحییٰ الخزاز التمیمی (متوفی: ۴۶۶ھ) یہ کتاب "خزانة القرویین

قاس" میں مخطوطے کی شکل میں ہے۔ (۱)

(هـ) کتب العراجم الخاصة برجال الکعب السفة و بعض مصنفات لمولفها:

علمائے کرام اور محدثین عظام نے بہت ساری کتابیں ایسی تصنیف فرمائی ہیں جن میں صحاح ستہ کے رجال کے تراجم تحریر فرمائے ہیں، اور کچھ دیگر چھوٹی کتابوں کے رجال کے تراجم بھی ساتھ میں ہیں جو کتب ستہ (صحاح ستہ) کے مصنفین ہی کی تحریر فرمودہ ہیں۔ انہیں کتابوں میں ایک کتاب "الکمال فی اسماء الرجال" ہے جسے حافظ عبد الغنی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، یہ کتاب صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی رجال کی کتابوں میں مشہور ترین کتاب ہے، اس پر علماء و محدثین نے کافی کام کیا ہے، کسی نے کتاب کی تہذیب اور اس میں کاٹ چھانٹ کی ہے تو کسی نے اختصار و تعلیق کا کام کیا ہے، ذیل میں کتاب مذکور سے متعلق اختصار و تعلیق اور تہذیب کے متعدد تحریری کاموں کا ہم ذرا تفصیلی جائزہ پیش کریں گے۔

کتاب مذکور کی تہذیبات و مختصرات اور کتاب پر کلام کرنے سے پہلے، ان مشاہیر علماء و محدثین کا نام ذکر کیے دیتے ہیں جنہوں نے "الکمال..." کی تہذیب کی ہے، یا اس کا اختصار کیا ہے، یا اس پر استدراک کیا ہے، ساتھ ساتھ ان کی تالیفات کو بھی سنن کی ترتیب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

(۱) تہذیب الکلام: تالیف: علامہ مزنی (۷۴۲ھ)۔

(۲) التہذیب: تالیف: علامہ ذہبی (۷۴۸ھ)۔



(۳) الکاشف فی معرفۃ من لہ ولایۃ فی الکتاب الستہ:

تالیف: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ)۔

(۴) تہذیب التہذیب: تالیف: ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)۔

(۵) تقریب التہذیب: تالیف: ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)۔

(۶) خلاصۃ تہذیب التہذیب الکمال: خزرجی (۹۲۳ھ)

نقشہ برائے توضیح

الکمال فی اسماء الرجال

|

تہذیب الکمال

|

تہذیب التہذیب

|

تہذیب التہذیب

|

الکاشف خلاصۃ تہذیب

|

تہذیب الکلام

|

تقریب التہذیب

مذکورہ تصنیفات اور ان کے مؤلفین کے منج تصنیف پر گفتگو کرنے کے لیے،

قدرے تفصیل مطلوب ہے، جو آ رہی ہے۔

## صحابِ ستہ اور اس کے متعلقات کے رجال پر کتابیں

(۱) الکمال فی اسماء الرجال:

صحابِ ستہ کے رجال کے تراجم پر سب سے قدیم کتاب ”الکمال فی اسماء الرجال“ ہے جو حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی الجماعی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے (متوفی ۶۰۰ھ)۔

یہ کتاب اس کے بعد آنے والے مؤلفین کے لیے تراجم رجال کے سلسلے میں اصل کا درجہ رکھتی ہے، ہاں مصنف میں اس کتاب میں طوالت سے کام لیا ہے، بعض تراجم پر استدراک کی بھی ضرورت ہے، بعض مسائل پر کچھ تحریر کرنے کی بھی حاجت ہے اور بے شمار امثال و اقوال میں حذف و اضافے اور تہذیب و تنحیف کی بھی ضرورت ہے، ان تمام باتوں کے باوجود علامہ ابن حجر عسقلانی کے بقول ”یہ کتاب حالیٰ حدیث و آثار کے بارے میں معلومات کے لیے حقیقتاً ایک معرکہ الآراء کتاب ہے اور واقفان اہل بصیرت کی دانش مند یوں کے لیے ایک بڑی تصنیف ہے۔“

(۲) چونکہ اس میں اکمال اور تہذیب و تحریر کی ضرورت تھی اس لیے حافظ ابو الحجاج یوسف بن زکی مزنی (متوفی ۴۲۲ھ) نے تہذیب و اکمال کا بیڑا اٹھایا اور ”تہذیب الکمال“ نام کی کتاب لکھی اس کتاب میں بڑے کمال اور حسن سلیقہ سے تہذیب و اکمال کا کام انجام دیا ہے، جیسا کہ حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بیان فرمایا ہے، لیکن اس میں بھی مصنف نے طوالت سے کام لیا ہے، علامہ ابن سکی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کی

تعریف میں کہتے ہیں ”اجمع علی انه لم یُصنف مطلقاً ولا یُستطاع“ اس بات پر اجماع ہے کہ اس جیسی کتاب نہ لکھی گئی اور نہ لکھی جاسکتی ہے۔

### (۳) اكمال تہذیب الکمال:

علامہ مزنیؒ کی کتاب پر علامہ حافظ علاؤ الدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے حاشیہ لکھا ہے اور تکمیل فرمائی ہے، اسی تحشیہ و تکمیل کا نام انہوں نے ”اکمال تہذیب الکمال“ رکھا ہے، یہ ضخیم کتاب ہے اور نفع بخش بھی زیادہ ہے، علامہ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے علامہ مغلطائیؒ کی اس کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے۔

علامہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”تہذیب الکمال“ میں حسب ذیل باتیں ملحوظ رکھی ہیں:

(۱) صحاح ستہ کے رجال پر کلام کیا ہے، اسی طرح صحاح ستہ کے مصنفین نے جو دیگر کتب احادیث لکھی ہیں ان کے رجال پر بھی کلام کیا ہے، ہاں اصحاب صحاح ستہ نے جو کتب تواریخ تصنیف کی ہیں ان کے رجال کو ترک کر دیا ہے، کیوں کہ کتب تواریخ میں آنے والی احادیث سے دلائل پیش کرنا مقصود نہیں ہوتا۔

(۲) ہر ترجمے میں ایسے رموز و اشارات اپنائے ہیں جو ان مصنفات کو مقلاتے ہیں جو صاحب ترجمہ کی سند سے حدیث نقل کرتی ہیں۔

(۳) ہر راوی کے حالات میں اس کے اساتذہ اور شاگردوں کا بھی بالاستیعاب ذکر کیا گیا ہے، جتنا مصنف سے ہو سکا اتنا کیا ہے، اسی لیے اکثر رواۃ میں اس کو ملحوظ رکھا ہے، اس لیے کہ تمام رواۃ میں ان کے شیوخ و اساتذہ اور شاگردوں کا بالاستیعاب ذکر محال نہیں تو مختصر ضرور ہے۔

- (۴) رواۃ کے ساتھ اور شاگردوں کا ذکر بھی حروفِ معجم کی ترتیب پر کیا گیا ہے۔
- (۵) راوی کا سن وفات، اختلاف اور علمائے کرام کے اقوال کا اس سلسلے میں تفصیلی ذکر کیا ہے۔

(۶) کچھ تراجم ایسے ذکر کیے ہیں جن میں احوالِ رواۃ مذکور نہیں، صرف اتنا کہا ہے کہ: ”روی عن فلان، روی عنه فلان، انخرج له فلان“ ظاہر یہی ہے کہ کچھ رواۃ کے احوال پر کلام نہیں کیا ہے، اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے کیوں کہ ہزاروں راویوں کے احوال پر کلام کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے، اس کے باوجود جن راویوں کے احوال ذکر نہیں کیے ہیں ان کی تعداد ذکر کردہ راویوں کے احوال کی بہ نسبت بہت کم ہے۔

(۷) اُن احادیث کو ذکر کر کے کتاب طویل کر دی ہے جو موافقات اور ابدال وغیرہ اقسامِ علو میں شمار ہوتی ہیں اور وہ ان کی مرویات ہیں، کتاب کے حجم کے اعتبار سے ایسی احادیث کتاب کی سائز کا ایک تہائی تو ضرور ہوں گی، اس کا اندازہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”تہذیب التہذیب“ کی مقدمے میں ص ۳/۳ میں لگایا ہے۔

(۸) تراجم رجال کے اسماء کو حروفِ معجم پر ترتیب دیا ہے جس میں صحابہ کے اسماء دوسروں کے ساتھ ملے جلے ہیں، اس کے برعکس، الکمال کے مصنف نے صحابہ کے اسماء کو الگ سے بیان کیا، دوسروں کے ناموں کو ان میں مخلوط نہیں کیا ہے، البتہ حرفِ ہمزہ میں اپنے نام احمد سے اور حرفِ میم میں اپنے نام محمد سے آغاز فرمایا ہے۔

(۹) بعض اقوال جرح و تعدیل میں، ائمہ جرح و تعدیل میں سے ان کے قائلین کی طرف، سند کے ساتھ منسوب کیے گئے ہیں۔ ان اقوال میں سے بعض اقوال بغیر سند کے ذکر کیے گئے ہیں اور اس سلسلے میں فرمایا ہے: جن اقوال کو ہم نے اپنی اس کتاب میں بلا سند

ذکر کیا ہے، اگر اس کو معروف اور جزم و یقین کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا ہے تو ان اقوال میں کوئی خرابی نہیں اور اگر وہ اقوال بغیر سند کے صیغہ مجہول (اور تریض) کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں تو سمجھنا چاہیے کہ وہ محل نظر ہیں۔

(۱۰) مبہم اسماء اور کنیت والے بعض ناموں کی ترتیب پر تنبیہ فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

”اگر کنیت والے اصحاب میں ایسے راوی ہیں جن کے اسماء بغیر کسی اختلاف کے معروف و مشہور ہیں تو ہم نے ان کو اسماء میں ذکر کیا ہے پھر کنیت والوں میں اس پر تنبیہ کر دی ہے، اور اگر ان میں وہ راوی ہیں جن کے اسماء غیر معروف ہیں یا اس میں اختلاف ہے تو ہم نے ان کا ذکر کنیت میں کیا ہے اور اسماء میں جو بھی اختلاف ہے اس کو بیان کیا ہے۔

اسی طرح خواتین راویوں کے اسماء میں بھی کیا ہے، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اسماء دو یا دو سے زیادہ تراجم میں داخل ہو جاتے ہیں تو ہم ان کو پہلے ترجمے میں ذکر کر دیتے ہیں پھر دوبارہ ترجمے میں اس پر تنبیہ کر کے گزر جاتے ہیں۔ بعد ازاں ان راویوں کے لیے فصلیں ہیں جو اپنے باب یا دادا، یا ماں یا چچا کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہوئے ہیں، اسی طرح اپنے قبیلے، شہر یا پیشے وغیرہ کی طرف نسبت کر کے جانے جاتے ہیں، یا اپنے لقب وغیرہ سے مشہور ہوئے یا ایسے راوی جن کا مبہم انداز میں تذکرہ ہے مثلاً: فلان عن أمیہ، یا فلان عن جدہ أو أمہ أو عمہ أو خالہ، أو فلان عن رجل أو امرأة وغیرہ، ان کے ساتھ اسماء کا اگر پتہ چل جائے تو ان کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ یہی حال خواتین روادے میں بھی کیا ہے۔

(۱۱) کتاب میں تین فصلیں ذکر کی ہیں: ایک ائمہ ستہ کی شرائط کے بارے میں، دوسرے

روایت عن الثقات کی ترغیب کے سلسلے میں اور تیسری فصل نبوی ترجمے کے بارے میں۔  
 (۱۲) ”الکمال“ اصل کے متعدد تراجم کو تہذیب الکمال میں حذف کر دیا ہے، اس لیے کہ مصنف ”الکمال“ نے ان کے تراجم ذکر کیے ہیں، کیوں کہ بعض اصحاب ستہ نے ان کے تراجم ذکر کیے ہیں، لیکن کتب ستہ میں سے کسی پر بھی ان کے راویوں کی روایت پر انحصار نہیں کیا ہے۔

علامہ مزی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں کل ۲۷ رموز و اشارات استعمال کیے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- |      |     |   |   |
|------|-----|---|---|
| (۱)  | ع   | : | مجموعہ اصحاب ستہ                                |
| (۲)  | ع   | : | چار اصحاب سنن: ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ |
| (۳)  | خ   | : | بخاری شریف                                      |
| (۴)  | م   | : | مسلم شریف                                       |
| (۵)  | و   | : | سنن ابی داؤد                                    |
| (۶)  | ت   | : | ترمذی شریف                                      |
| (۷)  | س   | : | نسائی شریف                                      |
| (۸)  | ن   | : | ابن ماجہ  |
| (۹)  | محت | : | بخاری فی التعلیق                                |
| (۱۰) | بخ  | : | بخاری فی اللادب المفرد                          |
| (۱۱) | ی   | : | فی جزء رفع الیدین                               |
| (۱۲) | ع   | : | خلق افعال العباد                                |

(۱۳)	ز	: جزء القراءة خلف الامام
(۱۴)	مق	: مقدمہ مسلم
(۱۵)	مل	: ابوداؤد فی المراسل
(۱۶)	قد	: فی القدر
(۱۷)	خد	: فی النسخ والمنسوخ
(۱۸)	ف	: کتاب الفرد
(۱۹)	صل	: فی فضائل الانصار
(۲۰)	ل	: فی المسائل
(۲۱)	کد	: مسند مالک
(۲۲)	تم	: ترمذی فی العمال
(۲۳)	سی	: نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ
(۲۴)	کن	: مسند مالک
(۲۵)	ص	: خصائص علی
(۲۶)	عص	: مسند علی
(۲۷)	فق	: ابن ماجہ فی التفسیر

اس طرح کل ۲۷ رموز و اشارات ہیں، یہ کتاب اور ”الکمال“ دونوں ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی ہیں۔

(۴) تہذیب التجہیب:

اس کے بعد حافظ ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ)

آئے، آپؐ نے اپنے شیخ علامہ مزنیؒ کی کتاب پر دو کتابیں تصنیف کیں، ایک بڑی ضخیم ہے جس کا نام ”تہذیب التہذیب“ ہے اور دوسری نہایت چھوٹی ہے اس کا نام ہے ”الکاشف فی معرفة من له رواية في الكتب الستة“ پہلی کتاب تہذیب التہذیب کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کا کہنا ہے کہ ”مصنف نے اس کتاب میں طویل عبارات استعمال کی ہیں، اکثر و بیشتر ”تہذیب“ میں جو کچھ ہے اس سے تجاوز نہیں فرمایا ہے، ہاں اگر کہیں کچھ اضافے کیے بھی ہیں تو وہ چند و فیات اور ان کے سن کی تعیین فرما دی ہے، لیکن وہ بھی ظن و تخمین ہے، بعض تراجم رجال میں مناقب صاحب ترجمہ بھی ذکر فرمائے ہیں، لیکن جرح و تعدیل کو نہیں بیان فرمایا جب کہ اس فن میں جرح و تعدیل ہی پر اعتماد کرتے ہوئے تضعیف و تصحیح کے احکام لگائے جاتے ہیں، البتہ بعض تراجم کا علامہ ذہبیؒ نے اضافہ کیا ہے، یہ علامہ مزنیؒ پر استدراک ہے، اس سلسلے میں حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں:

”میں نے اس مختصر کتاب ”تہذیب التہذیب“ میں علامہ ذہبیؒ کی کتاب ”تہذیب التہذیب“ سے کچھ عی چیزیں اخذ کی ہیں کیوں کہ انہوں نے بہت کم اضافہ کیا ہے۔“

(۵) الکاشف:

”الکاشف“ نام کی یہ کتاب، علامہ مزنیؒ کی کتاب ”تہذیب الکمال“ کا اختصار ہے، مصنفؒ نے اس کتاب میں ہر راوی کے حالات میں، راوی کا نام، والد کا نام، کبھی داوا کا نام بھی اور کثرت و نسبت پر اکتفا کیا ہے، راوی کے مشہور شیوخ اور مشہور شاگردوں کو بھی بیان کیا ہے، پھر ایک کلمے یا ایک جملے میں راوی کی توثیق یا جرح کی ہے، پھر سن وفات بیان کیا ہے۔ صاحب ترجمہ کے نام کے اوپر کچھ رموز و اشارات ذکر کیے ہیں، جس کا مقصد ان کو بتلانا ہے جنہوں نے ان کے لیے روایت کیا ہے اور صحاح ستہ کے اصحاب میں سے



ہیں، اور انہوں نے اصحاب ستہ کے تراجم پر اکتفا کیا ہے اور اسماء کی ترتیب حروف بحجم کے مطابق ہے لیکن حروف ہمزہ کی ابتدا ان ناموں سے کی ہے جن کو ”احمد“ کہا جاتا ہے جیسا کہ میم کی ابتدا ان راویوں سے کی ہے جن کا ”محمد“ نام ہے اور مقدمہ الکتاب میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ”یہ مختصر کتاب ہے صحاح ستہ کے رجال کے سلسلے بہت مفید ہے، یہ کتاب ”تہذیب الکمال“ سے اخذ کر کے لکھی گئی ہے، تہذیب الکمال شیخ حافظ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، ان راویوں کے ذکر پر میں نے اکتفا کیا ہے جن کی روایت کا ذکر کتب ستہ (صحاح ستہ) میں ہے، صحاح ستہ کے علاوہ تالیفات جو تہذیب الکمال میں شامل ہیں ان کے رواۃ کا ذکر نہیں کیا ہے، نہ ان کا ذکر ہے جو تمیز یا تنبیہ کے لیے ذکر کئے گئے ہیں۔

### رموز و اشارات

خ	:	بخاری	م	:	مسلم
ت	:	ترمذی	س	:	نسائی
و	:	ابوداؤد	ن	:	ابن ماجہ
ع	:	صحاب ستہ	ع	:	اصحاب سنن اربعہ

کتاب کا ایک نمونہ:

”د: أحمد بن إبراهيم الموصلي، أبو علي عن شريك وحماد بن

زيد وطبقتهما، وعنه، والبهوي وأبو يعلى وخلق، وثقفي، مات ۲۳۶ھ“

اس نمونہ سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ترجمہ راوی کے حالات کی ایک واضح

تصویر کھینچتا ہے، اگرچہ نہایت مختصر ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا کہنا کہ الکاشف کے ترجمہ کو میں نے بس ”عنوان کی طرح“ پایا ہے، یہ محل نظر ہے، اور یہ نہ کہا جائے کہ لوگ ان اشیاء کے مشتاق ہوتے ہیں، جو پوشیدہ ہوتی ہیں، اس لئے کہ جن کو تفصیلی بحث درکار ہو وہ بڑی کتابوں کی طرف رجوع کرے، اور جسے مختصر معلومات کی ضرورت ہو اس کے لئے یہ کتاب کافی ہے، اس کے باوجود ”الکاشف“ ترجمہ پیش کرنے میں وسیع تر ہے اور حافظ ابن حجر کی ”تقریب التہذیب“ کی اکثر معلومات کو اس میں سما دیا گیا ہے، لہذا اگر دونوں کتابوں پر یہ کہہ کر اعتراض ممکن ہے کہ ان کے تراجم بس عنوان کی طرح ہیں تو یہ اعتراض حافظ ابن حجر کی کتاب ”تقریب التہذیب“ پر زیادہ وارد ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

## (۶) تہذیب التہذیب:

بعد ازاں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو انہوں نے ”تہذیب الکلام“ کا اختصار پیش کیا اور اس کا نام ”تہذیب التہذیب“ رکھا، جس کا طریقہ کار کچھ اس طرح ہے:

- (۱) جرح و تعدیل پر اکتفا کیا ہے۔
- (۲) ان احادیث کو حذف کر دیا ہے جن کو علامہ ذہبیؒ نے اپنی عالی سند کے ساتھ نقل کیا ہے، اس سے تہذیب الکمال کا ایک حصہ کم ہو گیا ہے۔
- (۳) صاحب ترجمہ کے اکثر شیوخ و تلامذہ جن کو علامہ حلیؒ نے بالاستیجاب ذکر کیا ہے، اس کتاب میں انہیں حذف کر دیا ہے، ان میں جو زیادہ مشہور، قوی الحفظ اور معروف ہیں ان کے ذکر پر اکتفا کیا ہے، بشرطے کہ راوی سے احادیث بکثرت مروی ہوں۔
- (۴) اکثر و بیشتر مختصر تراجم میں سے ایک بھی حذف نہیں کیا ہے۔

(۵) صاحب ترجمہ کے شیوخ و علامہ کو حروف مجسم کی ترتیب پر نہیں بیان کیا ہے، ان کو عمر دازی، حفظ میں پختگی، اسناد میں علو اور قرابت غیرہ کی وجہ سے مقدم و مؤخر کیا ہے۔

(۶) بعض تراجم کے درمیان میں ایسی لمبی گفتگو آگئی ہے جن کا جرح و تعدیل سے کوئی تعلق نہیں، ایسی باتوں کو حذف کر دیا ہے۔

(۷) تراجم میں، جرح و تعدیل کے سلسلے میں، اگر ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال دوسری کتابوں سے ملے ہیں تو ان کا اضافہ فرما دیا ہے۔

(۸) بعض مقامات پر، اصل کے بعض کلام کو معنی کے اعتبار سے پیش کیا ہے جس میں اس بات کی پوری رعایت ہے کہ مقاصد نہ بدلیں، اور بعض جگہ کسی مصلحت سے معمولی الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے۔

(۹) راوی کی وفات کے سلسلے میں سن وفات میں اختلاف کو حذف کر دیا ہے، ہاں کہیں مصلحتاً حذف کے بجائے ذکر ہی کو مناسب خیال کیا ہے۔

(۱۰) ”تہذیب الکمال“ کے کسی ایک راوی کے حالات کو بھی حذف نہیں کیا ہے، سب کے تراجم ذکر فرمائے ہیں۔

(۱۱) بعض ایسے تراجم کو بڑھا دیا ہے جن کو اپنی شرط پر پایا ہے، اپنے اضافہ کردہ تراجم کو اصل کتاب کے تراجم سے ممتاز رکھا ہے، بایں طور کہ صاحب ترجمہ اور ان کے والد کا نام سرخ قلم سے تحریر فرمایا گیا ہے۔

(۱۲) بعض تراجم کے درمیان کچھ ایسی باتیں بڑھا دی ہیں، جو اصل کتاب میں نہیں تھیں، اس طرح جہاں جہاں کیا ہے وہاں فلسفہ: (میں کہتا ہوں) لکھ کر اپنی بات لکھی ہے تاکہ پڑھنے والے کو معلوم رہے کہ آگے آنے والی باتیں علامہ ابن حجر کی ہیں۔

(۱۳) علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ رموز کا التزام کیا ہے، ہاں ان میں تین کو حذف کر دیا ہے، اور وہ ”مق“، ”سی“ اور ”ص“ ہیں، اسی طرح علامہ مزیؒ کی ترتیب کے مطابق، اپنی کتاب میں بھی تراجم رجال کی وہی ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔

(۱۴) علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے آغاز میں تین فصلیں ذکر کی ہیں جن کا تعلق ائمہ ستہ کی شرطوں سے ہے، اس کتاب میں مصنف نے ان تینوں فصلوں کو حذف کر دیا ہے، ان فصلوں میں ثقافت سے روایت نقل کرنے کی ترغیب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرت طیبہ تھی۔

(۱۵) علامہ ذہبیؒ کی کتاب ”تذہیب التہذیب“ اور علامہ علاء الدین مغلاطائی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”اکمال تہذیب الکمال“ سے بعض ضروری باتیں لے کر اس کتاب میں اضافہ فرمایا ہے۔

حافظ ذہبیؒ نے ”تذہیب التہذیب“ لکھی اور تذہیب الکمال کا اختصار کیا، ان دو کتابوں کے لکھنے کے بعد، حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”الکاشف“ بہت مختصر ہے، اس میں تراجم رجال بالکل عنوان کی طرح ہیں، اور علامہ ذہبیؒ کی ”تذہیب التہذیب“ میں عبارت بڑی طویل ہوتی ہے، اور جو کچھ تذہیب میں ہے غالباً اس سے زیادہ اس میں کچھ نہیں ہے، اور جو کچھ علامہ ابن حجرؒ عقلمانی نے فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

اور جب میں نے یہ کتابیں بغور دیکھیں تو میں نے الکاشف کے تراجم کو عنوان کی طرح پایا، عنوان دیکھ کر طبائع ان کی معلومات کی طرف راغب ہوتی ہیں، پھر میں نے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب دیکھی جس کا نام انہوں نے ”تذہیب التہذیب“

رکھا ہے اس کتاب میں علامہ ذہبیؒ نے بڑی لمبی عبارتیں استعمال کی ہیں اور اکثر و بیشتر جو کچھ ”مذہب التہذیب“ میں ہے اتنا ہی پھیلا کر بیان کیا ہے، اگر کہیں کسی کے ترجمے میں کچھ اضافہ ملتا ہے تو وفیات کا، وہ بھی ظن و تخمین سے، اور بعض جگہ تراجم رجال میں کچھ مناقب کا اضافہ ہے، لیکن اکثر مقامات پر جرح و تعدیل سے بڑی غفلت پائی جاتی ہے، حالاں کہ جرح و تعدیل ہی پر اس فن کا مدار ہے۔

البتہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی کتاب ”تہذیب التہذیب“ بڑی قیمتی اور نفع بخش کتاب ہے، جس کی تالیف میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بڑی محنت صرف کی ہے، جہاں اختصار کی ضرورت تھی وہاں اختصار فرمایا ہے، اور جہاں اضافے کی ضرورت تھی وہاں اضافہ کیا ہے، اور اس کتاب کی تیاری میں بہت ساری معرکۃ الآراء تصنیفات سے استفادہ کیا ہے، جس سے ایک بہترین کتاب تیار ہو گئی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کا ٹھکانہ جنت بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی یہ کتاب تہذیب التہذیب ان تمام کتابوں میں سب سے عمدہ اور دقیق مباحث پر مشتمل ہے، جو حافظ حری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے اختصار میں تیار کی گئی ہیں، حتیٰ کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ کی ”مذہب التہذیب“ سے بھی عمدہ ہے کیوں کہ ایسی بے شمار خصوصیات ہیں، جو تہذیب التہذیب میں پائی جاتی ہیں اور تہذیب التہذیب الذہبیؒ میں نہیں پائی جاتیں، اور ”الکاشف“ نامی کتاب کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا ذکر ابھی کچھ ہی پہلے ہو چکا ہے۔

البتہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے حافظ حریؒ کی کتاب کو مختصر تو کیا ہے، لیکن مقاصد کتاب کی بہت ساری اہم اہم چیزیں بھی حذف کر دی ہیں، جس

سے خلل آگیا ہے، اور بعض حضرات تو ایک قدم اور آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ ابن حجر عسقلانی نے کتاب کو گویا مسخ کر دیا ہے، کیوں کہ تراجم رجال کے بہت سارے اساتذہ و تلامذہ کو انہوں نے حذف کر کے کتاب میں بہت بڑا خلل پیدا کر دیا ہے، اور اس میں دورائے نہیں کہ شیوخ و اساتذہ اور تلامذہ کا ذکر بڑا فائدہ رکھتا ہے جسے محدثین اور ماہرین فن اسما و الرجال اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ کہ شیوخ و تلامذہ کا ذکر واقعی فائدے سے خالی نہیں، لیکن اختصار کا موضوع ہی یہ ہے کہ کچھ ضروری چیزیں بھی حذف کی جائیں تب اختصار ہوگا، اور مختصر کتاب میں استفادہ کرنے والا مختصر باتیں ہی جاننے کا متمنی ہوگا، ہر شیخ اور ہر ہر شاگرد کے بارے میں تفصیل سے جانتا، اس کا مقصود ہی نہیں ہوگا، ہاں تفصیل سے جاننے کی ضرورت اور خواہش ہے تو اصل کتاب کی طرف رجوع کر لے، کیوں کہ دستور یہی ہے کہ مختصر رسالے یا کتابچے کسی چیز کی مکمل معلومات فراہم نہیں کرتے۔

نیز دوسرے رخ سے دیکھا جائے تو کتاب میں اس کے علاوہ اور کوئی تنقیدی پہلو نہیں ہے، مزید برآں اور حضرات نے بھی کتابوں کا اختصار پیش کیا ہے جس میں اساتذہ و طلبہ کا حذف واقع ہوا ہے، یہ کوئی تنہا علامہ ابن حجر کی خطا نہیں ہے۔

لہذا اگر کوئی انصاف سے کام لے تو ابن حجر کی اس کتاب کی بے شمار خوبیاں بیان کرے گا خاص طور پر حافظ ابن حجرؒ نے ان احادیث کی کثیر تعداد کو حذف کر دیا ہے، جو احادیث عالیہ علامہ مزنیؒ نے اپنی سند سے ذکر کی ہیں، اگر انصاف کا دامن نہ چھوٹے تو یہی اقرار کرنا پڑے گا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں بہت عمدہ اور مفید کام کیا ہے، اور ان کی یہ کتاب صحاح ستہ کے رجال پر ایک مفید ترین کتاب ہے۔

## (۷) تقریب التہذیب:

یہ بہت مختصر کتاب ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”تہذیب التہذیب“ کا اختصار، اس کتاب میں پیش کیا ہے، یہ کتاب تہذیب التہذیب کا ایک سدس (چھٹا حصہ) ہے، اپنے مقدمے میں اس کتاب کا سبب تالیف یہ بیان کیا ہے کہ کچھ شاگردوں نے درخواست کی کہ تہذیب التہذیب کے رواد کے اسماء کو صرف علاحدہ کر دیجیے، ابتدا میں علامہؒ نے ان کی درخواست کو منظور نہیں کیا، پھر مناسب سمجھا کہ طلبہ کی درخواست کو اس حقیقت کے مد نظر منظور کر لینا چاہیے کہ اسماء کو کچھ مفید معلومات کے ساتھ ملحدہ جمع کر دیا جائے، پھر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر راوی کے ترجمے کو پیش کرنے میں اپنا طریقہ ذکر فرمایا ہے، اس سلسلے میں مصنفؒ نے جو کچھ فرمایا ہے ہم انہیں کے الفاظ میں یہاں آپ کی معلومات کی خاطر پیش کیے دیتے ہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں ”تہذیب التہذیب“ لکھ کر فارغ ہوا، اور یہ کتاب طلبہ میں خوب مقبول ہوئی کیوں کہ اس میں اصل کتاب پر ایک تہائی اضافہ بھی تھا جو اچھا خاصا اضافہ ہے، اسی اثنا میں کچھ طلبہ نے مجھ سے درخواست کی کہ اس کتاب سے تراجم رجال کے صرف اسماء کو علاحدہ کر دیا جائے، تو ان کی یہ بات مجھے کچھ زیادہ مفید نہیں معلوم ہوئی کیوں کہ اسماء کا علیحدہ کر کے طبع کرانا کچھ زیادہ مفید مطلب نہ لگا، پھر کچھ دنوں کے بعد مجھے ایسا لگا کہ تراجم رجال کے اسماء کو علاحدہ کر کے چھاپنا اس وقت فائدے مند ہو سکتا ہے جب تمام اسماء کے ساتھ مختصر ترین عبارت میں کچھ ضروری اضافے بھی کر دیئے جائیں اور ہر راوی پر معتدل، صحیح اور متناسب تبصرہ تحریر کر دیا جائے جس میں یہ لحاظ رکھا جائے کہ کسی راوی کا ترجمہ حتی الامکان ایک سطر سے زیادہ پر مشتمل نہ ہو، الا ماشاء اللہ!

اس ترجمہ راوی میں، راوی کا نام، والد اور دادا کا نام راوی کی مشہور نسبت اور نسب، کنیت اور لقب اور مشکل الفاظ کو اعراب اور حرکات کی صحیح کے ساتھ ذکر کیا جائے اس کی وضاحت بھی ہو کہ جرح و تعدیل کی کس صفت کے ساتھ راوی متصف ہے، راوی کا زمانہ بھی مذکور ہو جس سے حذف کردہ شیوخ و اساتذہ کے عصر کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، مگر التباس سے امن نہ ہو تو الگ بات ہے۔

چنانچہ اس کتاب میں مؤلفؒ نے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا ہے:

(۱) ”تہذیب التہذیب“ کے تمام تراجم کو ذکر فرمایا ہے۔

صحابہ ستہ کے روایہ کے تراجم پر اکتفا نہیں ہے جیسا کہ علامہ ذہبیؒ نے ”الکاشف“ میں کیا ہے اور اپنی ترتیب تراجم کو ملحوظ رکھا ہے جس پر ”تہذیب التہذیب“ پر بھی عمل کیا ہے۔

(۲) انہیں رموز و اشارات کو اختیار کیا ہے، جو ”تہذیب التہذیب“ کے رموز و اشارات ہیں، ہاں سنن اربعہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ”(۴)“ چار کا عدد استعمال کیا ہے، اور اس کتاب میں ”عم“ کے ذریعہ اشارہ کیا ہے، نیز اس کتاب میں ایک رمز کا اضافہ کیا ہے جو ”تہذیب التہذیب“ میں نہیں ہے، اور وہ کلمہ ”تمیز“ ہے، اس سے اس راوی کی طرف اشارہ ہے، جس کی روایت مصنفات میں نہیں ہے، جو کتاب کا موضوع ہے۔

(۳) مقدمے میں روایہ کے مراتب بیان کیے ہیں، اور ان کے کل ۱۲ مراتب ذکر کیے ہیں اور ہر مرتبے کے مقابل میں آنے والے الفاظ جرح و تعدیل بیان کیے ہیں، لہذا مستفیدین کے ذمے داری ہے کہ ان مراتب اور ان کے بالمقابل الفاظ جرح و تعدیل سے واقفیت ہو تا کہ التباس یا غلطی نہ ہو، کیوں کہ اس کتاب میں کہیں کہیں اپنی مخصوص اصطلاح ذکر کی گئی ہے۔



(۴) کتاب کے مقدمے میں، ان روایات کے طبقات کا بھی ذکر کیا ہے جن کے تراجم ذکر کیے ہیں، لازمی طور پر، کتاب کی مراجعت سے پہلے، ان طبقات کی معلومات بھی ضروری ہے، تاکہ قارئین اس کتاب میں استعمال کردہ، ابن حجرؒ کی یہ خاص اصطلاح بھی جان سکیں۔

(۵) ”التهذیب“ پر کتاب کے آخر میں ایک فصل کا اضافہ ہے جو عورتوں میں سے مہمات سے متعلق ہے، ان کی ترتیب پر جنہوں نے ان عورتوں سے روایت نقل کی ہے، خواہ ناقلین مرد ہوں یا عورتیں۔

یہ کتاب بڑی نفع بخش ہے، اس فن کے مبتدی طلبہ کے لیے کافی ہے، خاص طور پر جہاں جرح و تعدیل کا کسی شخص پر حکم لگنا ہو، کیوں کہ رجوع کرنے والے کو تمام اقوال کا خلاصہ یہاں مل جاتا ہے، البتہ پیچیدگی بہت ہے، راوی کے استاذ یا شاگرد کا پوری کتاب میں ذکر نہیں ہے، اسی وجہ سے علامہ ذہبیؒ کی کتاب ”الکاشف“ اور علامہ خزرجیؒ کی کتاب ”الخلاصۃ“ سے مصنف کی کتاب ”التقریب“ ممتاز ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

راوی کے حالات کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

”عبداللہ بن عامر جثانی حائے مہملہ کے کسرے اور میم کی تشدید کے ساتھ، ابو سعید بصری، صدوق ہیں، طبقہ عاشر سے ہیں۔“

”قاسم بن لیث بن مسرور السعفی، کنیت ابو صالح، تیس میں مقیم ہو گئے تھے، ثقہ، ثقہ راوی ہیں، بارہویں طبقہ میں شمار ہے، ۳۰۴ھ میں وفات ہوئی۔“

(۸) خلاصۃ تہذیب و تہذیب الکمال:

اس کے بعد حافظ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی انصاری ساعدیؒ آئے جن کی پیدائش ۹۰۰ھ میں ہوئی، آپؒ نے علامہ ذہبیؒ کی کتاب ”تہذیب المعجم“ کا اختصار کیا،

۹۲۳ھ میں یہ کام انجام دیا اور کتاب کا نام ”خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال“ رکھا، ایک ضخیم جلد میں، ۱۳۰۱ھ میں، مطبع میریہ قاہرہ سے چھپ کر مظر عام پر آئی۔

مصنفؒ نے اپنے مختصر مقدمے میں تحریر فرمایا ہے، حمد و صلاۃ کے بعد عرض ہے کہ یہ مختصر رسالہ ہے جو اسماء الرجال کے موضوع پر ترتیب دیا ہے، درحقیقت یہ رسالہ ”تہذیب تہذیب الکمال الذہبی“ کا اختصار ہے، جس میں اسماء کو حتی الامکان ضبط کیا گیا ہے، اور اکثر و بیشتر ناموں کو اعراب لگا کر پیش کیا گیا ہے، کچھ مفید اضافہ بھی کیے گئے ہیں، جس میں مختلف وفیات ہیں، اور قابل اعتماد کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو مفید تر بنائیں اور صراطِ مستقیم کی توفیق بخشیں۔ (آمین)

اس کتاب میں مصنفؒ نے مندرجہ ذیل اسلوب اختیار فرمایا ہے:

(۱) صحاح ستہ کے راویوں کے حالات درج فرمائے ہیں اور صحاح ستہ کے مصنفین کی دیگر مشہور کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، صحاح ستہ کے رجال کے تراجم کو علامہ ذہبیؒ نے بھی اپنی کتاب ”تہذیب.....“ میں بیان فرمایا ہے، اصولی کتابیں صحاح ستہ کے ساتھ انھیں حضرات محدثین کی دیگر کتب حدیث کو ملا کر شمار کیا جائے تو بچپن کی تعداد بنتی ہے، انھیں کتابوں کا ذکر علامہ مزنیؒ نے اپنی کتاب ”المعجم“ میں ذکر فرمایا ہے۔

(۲) مذکورہ کتب کے رموز و اشارات کو مصنفؒ نے اپنے مقدمے میں ذکر فرمایا ہے، جن کی تعداد ستائیس ہے، یہی رموز و اشارات علامہ مزنیؒ پھر علامہ ذہبیؒ نے ”تہذیب“ میں ذکر فرمائے ہیں، لیکن مصنفؒ نے اس میں ایک اشارہ ”کلمہ تمیز“ کا اضافہ کیا ہے اور اس راوی کے ساتھ ذکر کیا ہے جس کی روایت ان مذکورہ کتابوں میں موجود نہیں ہے، جن کے رجال کے

تراجم اس کتاب میں مذکور ہیں، اور کلمہ تمیز کے اشارے کا مطلب یہ ہے کہ دور راوی اپنے نام اور اپنے والد کے نام میں یکساں ہیں، لیکن ان میں سے ایک صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے اور دوسرے نہیں تو ان دونوں راویوں میں فرق تمیز پیدا کرنے کا اشارہ دیا ہے۔

(۳) اپنی کتاب کو دو کتابوں میں تقسیم کیا: الکتاب الاول، والکتاب الثانی۔ الکتاب الاول میں رجال کے تراجم اور الکتاب الثانی میں محروقات کے تراجم ذکر کیے ہیں۔

پھر ”کتاب الرجال“ کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے اور ایک خاتمہ ذکر کیا ہے۔ دونوں اقسام میں سے قسم اول میں راویوں کے اسماء کو ترتیب سے بیان کیا ہے اور قسم ثانی میں راویوں کی کنیتیں ترتیب سے بیان کی ہیں اور اس کی دو انواع ذکر کی ہیں۔

پھر خاتمے کو ۸ فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) فصل اول: یہ فصل ان راویوں کے بیان میں ہے جو ابن قلاں سے جانے جاتے ہیں، ابن سے پہلے ان کا نام نہیں لیا جاتا، یا نام کبھی کبھی لیا جاتا ہے، البتہ نام کے ساتھ شہرت نہیں ہے۔

(۲) فصل دوم: ان رواۃ کے بیان میں ہے جن کا نام ابن سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے۔

(۳) فصل سوم: ان رواۃ کے بیان میں ہے جو نسبت سے مشہور ہیں، نام سے نہیں، اور ان کا نام شروع میں نہیں آتا۔

(۴) فصل چہارم: ان راویوں کے بیان میں جو نسبت سے مشہور ہیں اور ان کا نام بھی مختلف ناموں میں مقدم کیا جاتا ہے۔

(۵) فصل پنجم: القاب کے بیان میں۔

(۶) فصل ششم: ان راویوں کے بارے میں جن کی کنیت ہی لقب بن گئی ہو۔

(۷) **فصل ہفتم:** ان روایات کے بارے میں جن کی نسبت لقب میں تبدیلی ہوگئی ہو۔

(۸) **فصل ہفتم:** یہ ہم راویوں کے بیان میں۔

اس کے بعد ”کتاب النساء“ کو بھی ”کتاب الرجال“ کی طرح تقسیم کیا ہے، البتہ خاتم کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے:

(۱) **فصل اول:** ان روایات کے بارے میں جو ”ابو فلان“ کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ ان کی دو اقسام ہیں:

(۱) **النوع الاول:** ان روایات کے بیان میں جن کے اسماء ابو فلان سے پہلے نہیں آتے۔

(۲) **النوع الثانی:** ان روایات کے بارے میں جن کے نام ابو فلان سے پہلے آتے ہیں۔

(۲) **فصل ثانی:** القاب کے بیان میں۔

(۳) **فصل ثالث:** مجہول روایات کے بارے میں۔

(۴) اسمائے رواۃ کو حروفِ معجم کی ترتیب پر مرتب کیا ہے لیکن حرفِ ہمزہ کو ان رواۃ سے شروع کیا ہے جن کا نام ”احمد“ ہے اور حرفِ میم کو ان رواۃ سے شروع کیا ہے جن کا نام ”محمد“ ہے۔

پھر داخل حرفِ واحد میں کہا ہے ”وہ رواۃ جن کے اسماء عمر ہیں“ اس عنوان کے تحت تمام عمر نامی رواۃ کو ذکر کیا ہے، اسی طرح سلسلہ چلا گیا ہے، اور جب بعض ایسے راوی آجاتے ہیں جن کا ہم نام کوئی دوسرا راوی نہیں ہے تو اسے آخری حرف کی فصل میں ذکر کرتے ہیں، اس فصل کا نام ہے ”متفرقات کا بیان“ لیکن اگر حرفِ معجم کی ترتیب پر ہی

اسے بھی ذکر کر دیتے تو رجوع کنندہ کے لیے آسانی رہتی، متفرقات کی فصل قائم کرنے کا فائدہ خدا معلوم کیا تھا۔

(۵) علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں جتنے تراجم تھے ان پر بعض تراجم کا اضافہ فرمایا ہے، اسی کی طرف کلمہ ”تعمیر“ کے ذریعے اشارہ فرمایا ہے۔

(۶) رہی بات اس کتاب کی تراجم رجال کے لیے مختص ہونے کی، تو اس میں کسی معین خط کی پیروی نہیں کی ہے، جیسا کہ ابن حجرؒ نے ”التقریب“ میں کیا ہے، چنانچہ کبھی کسی راوی کے بارے میں جرح یا تعدیل ذکر کرتے ہیں، کبھی نہیں کرتے، کبھی راوی کی کوئی بات ہی نہیں ذکر کرتے، کبھی سن وقات بیان کرتے ہیں، کبھی وہ بھی نہیں کرتے۔ اکثر راوی کی تمام احادیث کو جو اس کتاب میں ہے ذکر کر دیتے ہیں۔

مصنفؒ نے جس چیز کا داغی طور پر التراجم کیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بعض شیوخ اور بعض تلامذہ کو ذکر کرتے ہیں، اور اکثر و بیشتر ایک اور تین کے درمیان میں شیوخ اور تلامذہ میں سے ہر ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

صاحب ترجمہ کے سلسلے میں منقول اقوال ائمہ فی الجرح والتعدیل کی تلخیص نہیں کرتے، اور بعض اقوال کو تو صاحب قول کی طرف منسوب کر کے یوں بیان کرتے ہیں ”وثقہ فلاں“ ”ضعفہ فلاں“ ظاہری بات ہے کہ جرح و تعدیل کے سلسلے میں وہی قول نقل فرماتے ہیں جو خود ان کے نزدیک راجح ہو۔ واللہ اعلم!

مقدمہ الکتاب میں بس اتنی باتیں مصنفؒ نے ذکر کی ہیں اگر اور بھی ضروری باتیں ذکر فرما دیتے تو اچھا ہو جاتا۔

## آخری بات:

اس میں کوئی شک نہیں کہ علامہ خزرجیؒ نے علامہ ذہبیؒ کی ”تذہیب الہذیب“ کی تخصیص میں بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے، لیکن یہاں پر دو باتیں ملحوظ خاطر رکھنے کے لائق ہیں:

(۱) اکثر تراجم میں جرح و تعدیل کے اقوال نہیں ذکر کیے، یہ نقص صاف نظر آتا ہے، اور جرح و تعدیل کے اقوال کے عدم ذکر سے علمی کتابوں کی قدر و قیمت گھٹ جاتی ہے، کیوں کہ اس طرح کی کتب تراجم دیکھنے والے کا اہم مقصد یہی ہوتا ہے کہ صاحب ترجمہ کے متعلق جرح و تعدیل کے اقوال جانے۔

(۲) دوسری بات جو اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ اکثر روادۃ کے تراجم میں تاریخ وفات مذکور نہیں ہے، یہ نقص پہلے نقص سے اگرچہ کم درجے کا ہے لیکن اس کے باوجود یہ بھی اہم ہے، اس لیے ”الکاشف“ (للذہبی) اور ”تقریب الہذیب“ (لابن حجر) یہ دونوں کتابیں اس کتاب سے فائق ہیں، کیوں کہ ان دونوں کتابوں میں جرح و تعدیل کے اقوال اور سن وفات دونوں کا ذکر موجود ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ علامہ ذہبیؒ اور علامہ ابن حجرؒ نے ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کو نقص کر کے پیش کیا ہے، جن کے لیے الفاظ جرح و تعدیل کو اپنی طرف پیش کیا ہے، گویا کہ یہ دونوں حضرات فقہائے کرام کی طرح ہیں جو احکام کو نصوص سے مستحکم کر کے بیان کرتے ہیں، لیکن علامہ خزرجیؒ نے الفاظ جرح و تعدیل میں من و عن نقل کر دیا ہے، اس میں کوئی تہدیل نہیں کی ہے۔

## کتاب کا نمونہ:

(۱) (خ ع) زید بن اخزم الطائی أبو طالب البصري الحافظ، عن يحيى القطان و مسلم بن قتيبة و معاذ بن هشام و عنه (خ ع) و ثقة أبو حاتم قتله الزبيح بالبصرة سنة سبع و خمسين و مائتين.

(۲) (ت س) زید بن طیبان الکوفی، عن أبي ذر و عنه ربعی ابن خراش .

(۳) (ع) عاصم بن ضمرۃ السلولی الکوفی عن علی و عنه جباب ابن ابی ثابت و الحکم بن عتیبہ، و ثقة ابن المدینی و ابن معین، و تکلم فیہ غیرہما، قال خلیفۃ: مات سنة أربع و سبعین و مائة.

(۴) (د) عبد الرحمن بن قیس عتکی، أبو روح البصري عن يحيى بن يعمر و عنه يحيى القطان.

## الذکرة برجال العشرة :

بقلم: ابو عبد اللہ محمد بن علی الحسینی الدمشقی (۶۷۵ھ)۔

یہ کتاب بھی فن اسماء الرجال پر تصنیف کی گئی ہے، اس میں حدیث کی دس کتابوں کے راویوں کے احوال بیان کیے گئے ہیں، حدیث کی دس کتابوں سے مراد چھ تو وہ کتابیں ہیں جو علامہ حریؒ نے اپنی کتاب ”تہذیب الکمال“ میں اپنا موضوع بنا کر تراجم رجال کو اس میں ذکر کیا ہے، اور چار کتابیں وہ ہیں جو ائمہ اربعہ کی حدیث کی کتابیں ہیں: (۱) امام مالکؒ کی موطا امام مالک (۲) مسند امام شافعیؒ (۳) مسند احمدؒ (۴) مسند امام ابو حنیفہؒ، اس مسند کی حسین بن محمد بن خروؒ نے تخریج کی ہے۔

لیکن اصحاب صحاح ستہ کی بعض مصنفات کے رداۃ پر کلام نہیں کیا ہے جیسا کہ اس کے شیخ مزئی نے کیا ہے، اور بس صحاح ستہ کے رجال کے احوال پر اکتفا کیا ہے، مذکورہ کتب اربعہ کو بھی شامل کیا ہے۔

امام مالکؒ کے لیے (ک) کا رمز مقرر کیا ہے اور امام شافعیؒ کے لیے ”فع“ کا رمز، امام ابو حنیفہؒ کے لیے ”ذ“ کا اشاریہ طے کیا ہے اور امام احمدؒ کے لیے ”ا“ کا اور عبد اللہ بن احمد عن غیر ابیہ نے جس کے لیے تخریج کی ہے اس کا اشاریہ ”عب“ مقرر فرمایا ہے اور صحاح ستہ کے رموز کو کلی حالہ چھوڑ دیا ہے جیسا کہ امام مزئیؒ نے کیا ہے۔

اس تصنیف کا مقصد یہ ہے کہ قرون ملاح کے ان مشہور بڑے بڑے راویوں کو جمع کر دیا جائے جن پر صحاح ستہ کے مصنفین اور ائمہ اربعہ نے اعتماد کیا ہے۔ یہ ایک مفید ترین کتاب ہے، اس کے مخطوط نسخے مکمل طور پر ملتے ہیں، لیکن ابھی تک یہ کتاب چھپ نہیں سکی۔

### (۲) تعجیل المنفعة بزوالد رجال الأئمة الأربعة:

از: حافظ ابن حجر عسقلانی۔

اس کتاب میں علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے ان راویوں کے حالات درج کیے ہیں جو ائمہ اربعہ کی حدیث کی مشہور کتابوں میں مذکور ہوئے ہیں، جن کے حالات علامہ مزئیؒ نے اپنی تہذیب میں ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کے مولف علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے علامہ حسینیؒ کی کتاب ”التذکرۃ“ کو بڑی عرق ریزی سے حاصل کر کے، اس سے استفادہ کیا ہے، اسی کتاب سے ان راویوں کے احوال و تراجم حاصل کیے ہیں جن کو حافظ مزئیؒ نے اپنی تہذیب میں ذکر نہیں کیا ہے؛ البتہ بعض مقامات پر اعتراض بھی کیا ہے، بعض تراجم کا



اضافہ بھی کیا ہے جو ”الغرائب عن مالک“ نامی کتاب سے ماخوذ ہیں۔ جس کو امام دارقطنی نے جمع کیا ہے، اسی طرح امام بیہقی کی ”معرفۃ السنن“ سے بھی ماخوذ ہیں، اسی طرح ان کتابوں سے بھی جو اصحاب مذاہب اربعہ کی کتابوں میں سے نہیں ہیں جن کا ذکر علامہ حسینی نے فرمایا ہے۔

اور الشریف الحسینیؒ کے اپنی کتاب ”العذكرة“ میں اختیار کرنے کے مطابق ائمہ اربعہ کے رموز کو رہنے دیا ہے اور ایک رمز ”ہب“ کا اضافہ کیا ہے، یہ رمز ہر اس راوی کا ہے جس کا استدراک نور الدین بیہقیؒ نے حسینیؒ پر اپنی کتاب ”الاکمال“۔ ”عن من فی مسند احمد من الرجال ممن لیس فی تہذیب الکمال“ میں کیا ہے۔ (۱)  
مؤلف کتاب نے اپنے مقدمے میں لکھا ہے ”..... وبانضمام هذه العذکورات بصیر (تعجیل المنفعة) إذا انضم إلى رجال التہذیب حادیا ان شاء اللہ تعالیٰ لغالب رواة الحديث فی القرون الفاضلة إلى رأس الثلاث مائة (۲) وهو کما قال رحمہ اللہ واثابہ، والحافظ الحسینی وأمثالها من علماء المسلمین۔“

(۱) ۱۲ شعبان ۱۳۳۶ھ مطابق ۲ جون ۲۰۱۵ء کو جامعہ اکل کو اسکا تذہب طبع میں اکل کو اسے چل کر ۱۶ شعبان ۱۳۳۶ھ مطابق ۲ جون ۲۰۱۵ء بدھ کے دن غلیل آباد صحت کبیر ٹریڈنگ کمپنی نے اپنے آبائی وطن پنچہ اور بدھ بن کے دن یہ تحریر، یہاں سے لکھنی شروع کی گئی۔

(۲) تعجیل المنفعة جس ۱۲ پر مقدمہ ص ۸۸ سے ص ۱۲۰ تک ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، اس میں سب کا پورا تعارف آگیا، یہ کتاب مصر سے طبع ہو چکی ہے، مہاتما ہاشم یحییٰ نے تحقیق و تصحیح اور نشر و اشاعت کا کام ۱۳۸۶ھ میں انجام دیا۔ ۱۶ شعبان ۱۳۳۶ھ ۲ جون ۲۰۱۵ء بدھ بہ وقت چاشت۔

## ۵۔ المصنفات فی النسخ خاصۃ:

اس نوع کی اسماء الرجال کی تصنیفات میں، ان کے مؤلفین نے ایسے روادا کے حالات کو جمع کیا ہے جو محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں، ثقہ راویوں کے لیے علیحدہ تصنیف لکھنا، علمائے جرح و تعدیل کا ایک مستقل اور ناورد کارنامہ ہے، جس سے ثقہ راوی کی تلاش حد درجہ آسان ہو جاتی ہے۔

اس نوعیت کی تصنیفات متعدد ہیں، جس میں مشہور کتابیں یہ ہیں:

(الف) کتاب الثقات: (از ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح الجلی) (متوفی: ۵۲۶ھ)۔

(ب) کتاب الثقات: (از محمد بن احمد بن حبان البستی) (متوفی: ۵۲۵ھ)

مؤلف نے اس کتاب کو طبقات کی ترتیب پر لکھا ہے، پھر ہر طبقے کے راویوں کے نام حروفِ بحم کی ترتیب پر دے گئے ہیں۔ اس کتاب کو تین جلدوں میں تصنیف کیا ہے: پہلی جلد میں طبقہ صحابہ کا ذکر ہے، دوسری جلد میں طبقہ تابعین کا اور تیسری میں طبقہ تبع تابعین کا۔

یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ ابن حبان کی تعدیل و توثیق اونی درجے کی مانی جاتی ہے، علامہ کثائی نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا ہے کہ ”اس کتاب میں فاضل مولف نے ایک بڑی تعداد مجہول راویوں کی ذکر فرمائی ہے جن کے احوال مولف کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس راوی کا تذکرہ کرتے ہیں جن کے بارے میں کوئی جرح نہیں جانتے، اور اگر راوی مجہول ہے تو اس کا حال نہیں معلوم، تو اس پر متنب رہنا مناسب ہے۔“

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ صاحب کتاب کی توثیق راوی کے تعلق سے، محض اس کتاب میں ذکر کر دینے سے، اولیٰ درجے کی ہوتی ہے، فاضل مولف نے اپنے اثنائے کلام میں فرمایا ہے: تعدیل و توثیق مانی جاتی ہے جس کے بارے میں کوئی جرح نہیں معلوم، کیوں کہ جرح تعدیل کی ضد ہے؛ جن کے بارے میں کوئی جرح نہیں معلوم وہ عادل قرار دیا جائے گا، تا آن کہ کوئی جرح معلوم ہو جائے۔ جرح و تعدیل میں فرق کرنے کا یہی طریقہ ہے، جس سے بعض نے اتفاق ہے، البتہ اکثر نے اس کی مخالفت کی ہے۔ (۱)

(ج) تاریخ اسماء اشکات بمن نقل عنہم اعلم: عمر بن احمد بن شاہین (متوفی: ۳۸۵ھ)۔

مولف نے اس کتاب کو حروفِ معجم پر ترتیب دیا ہے، راوی کے احوال میں صرف راوی کا نام اور والد کا نام ذکر کیا ہے، اور ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال، راوی کے سلسلے میں جو بھی ہیں، انہیں نقل کیا ہے؛ بعض مقامات پر راوی کے علاحدہ و شیوخ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

## ۶۔ المصنفات فی الطبقات خاصۃ:

راویوں کے حالات پر، اس نوع کی تالیفات کو محدثین نے ضعیف راویوں کے لیے خاص کیا ہے، ضعیف راویوں کے حالات پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد، ثقہ راویوں کے حالات پر لکھی گئی کتابوں سے زیادہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ضعیف رواۃ پر لکھی گئی کتابوں کی ایک بڑی تعداد ان راویوں پر مشتمل ہے جن پر ذرا بھی کلام کیا گیا ہے، چاہے وہ حقیقت وہ ضعیف نہ ہوں، اور جن راویوں پر کلام کیا گیا ہے وہ بہت ہیں۔

(۱) تفصیل کی لیے دیکھو ہوالرسالۃ المسطر: ج ۱، ص ۱۴۶، دائرة المعارف عمانیہ حیدرآباد سے یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

اس نوع کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

(۱) الضعفاء الکبریٰ: از امام محمد بن اسماعیل بخاری۔

(۲) الضعفاء الصغیر: از امام محمد بن اسماعیل بخاری۔

یہ کتاب حروفِ معجم کی ترتیب پر مدون کی گئی ہے، جس میں نام کے حرف اول کا صرف اعتبار کیا گیا ہے۔

(۳) ”الضعفاء والمترد کون“:

یہ امام نسائی کی تالیف ہے، حروفِ معجم کی ترتیب پر ہے، جس میں نام کے پہلے حرف کا صرف اعتبار ملحوظ رکھا گیا ہے، البتہ امام نسائی جرح کے باب میں متشددین میں شمار کیے گئے ہیں۔

(۴) کتاب الضعفاء:

ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلیؒ (۳۲۳ھ) کی تصنیف ہے، یہ ضخیم کتاب ہے، جس میں طرح طرح کے واضعین حدیث، ضعفاء اور کذاب رواۃ کو جمع کر دیا گیا ہے۔

(۵) معرۃ المحرمین من المحدثین:

ابو حاتم محمد بن أحمد بن حبان النسیؒ (۳۵۴ھ) کی تصنیف ہے، حروفِ معجم پر ترتیب دی گئی ہے، مولف نے اس کتاب میں ایک قیمتی مقدمہ تحریر فرمایا ہے، جس میں ضعیف راویوں کے حالات کی اہمیت اور ان میں جرح کے جواز کو بالخصوص ذکر کیا ہے، اسی مقدمے میں اس کتاب کی تدوین کا طریقہ بھی ذکر کیا ہے، امام نسائی کی طرح ابن حبان بھی جرح کے حوالے سے متشددین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

## (۶) اکال بی حفاء الرجال:

یہ کتاب ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی (۳۶۵ھ) کی تصنیف ہے، کافی ضخیم کتاب ہے جس میں ہر محکم فیہ راوی کا ذکر ہے، مگر چہ راوی پر کلام صحیح نہ ہو اور ثقہ راوی ہو، تراجم کو حروف معجم کی ترتیب پر بیان کیا ہے اور کتاب میں ایک طویل مگر عمدہ مقدمہ لکھا ہے۔

(۷) میزان الاحتمال فی نقد الرجال:

علامہ ذہبیؒ کی یہ تصنیف ہے، مجروحین کے تراجم میں سب سے جامع کتاب ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ”لسان المیزان“ ۴/۱ کے مقدمے میں تحریر فرمایا ہے، کیوں کہ اس کتاب میں ۱۰۵۳ راویوں کے حالات درج ہیں جیسا کہ مطبوعہ نسخے سے پتہ چلتا ہے؛ اگرچہ بعض تراجم دوبارہ آگئے ہیں، مثلاً انساب کی فصل میں ایک راوی کا ذکر ہے تو اسامہ کی فصل میں بھی اس کا ذکر مکرر آگیا ہے، منہج کے اعتبار سے یہ کتاب ابن عدی کی ”اکال“ کے (ایک حد تک) مشابہ ہے۔

کیوں کہ علامہ ذہبیؒ نے اس میں ہر محکم فیہ راوی کو ذکر کیا ہے؛ اگرچہ وہ راوی ثقہ ہو، یہ طریقہ کار اس لیے اختیار کیا ہے تاکہ راوی کی طرف سے دفاع ہو اور اس پر وارد اعتراض دور کیا جاسکے، ایک مقدمہ بھی کتاب میں لکھا ہے جس میں منہج کتاب کو واضح کیا ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب اپنی کتاب ”المعنی فی الضعفاء“ کی بعد تصنیف کی ہے جس میں طویل طویل عبارات استعمال کی ہے اور اس میں ”مختی“ کے اسامہ پر اضافہ بھی کیا ہے، پھر محکم فیہ راویوں کی اقسام بیان کی ہے، جس کا ذکر کتاب کے آخر تک چلا گیا ہے۔

اپنی کتاب حروف معجم پر، نام کی طرف اور والد کے نام کی طرف نسبت کرتے ہوئے مرتب کی ہے، اس راوی کے نام پر، اس مصنف کا رمز استعمال کیا ہے جو ائمہ ستہ میں

سے ہیں اور انہوں نے اس راوی کی تخریج کی ہے، اس کے لیے ائمہ ستہ کا مشہور رمز استعمال کیا ہے، چنانچہ اگر ائمہ ستہ نے اجتماعی طور پر کسی راوی کی تخریج کی ہے تو اس کا رمز ”ع“ استعمال کیا ہے اور اگر اصحاب سنن اربعہ نے صرف اتفاق کیا ہے تو اس کے لیے ”عو“ کا رمز استعمال کیا ہے۔

روایت کرنے والے مردوں اور عورتوں کے ناموں کو حروفِ معجم پر ترتیب دیا ہے، پھر مردوں کی کنیت ذکر کی ہے، پھر ان رواۃ کا ذکر کیا ہے جو باپ کے نام سے معروف ہیں، پھر نسبت یا لقب سے، پھر مجہول رواۃ کو ذکر کیا ہے، پھر مجہول راوی عورتوں کو، پھر عورتوں کی کنیت کو، پھر ان راویوں کو جن کا نام نہیں مذکور ہے۔

کتاب نہایت مفید ہے، مشکم فیہ راویوں کے سلسلے میں بہترین مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

## (۸) لسان المیزان:

یہ کتاب حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے، اس کتاب میں مولف نے ”میزان الاعتدال“ سے ان تراجم کو اخذ کیا ہے جو ”تہذیب الکمال“ میں نہیں ہیں، اور مشکم فیہ راویوں کا اچھا خاصا اضافہ بھی فرمایا ہے۔

جن راویوں کے حالات و تراجم کو زیادہ کیا ہے، ان کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ”ذ“ کی علامت مقرر کی ہے، اور جن تراجم کا اضافہ ”ذیل الحافظ العراقی علی المیزان“ نامی کتاب سے کیا ہے، ان کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ”ذ“ کی علامت تحریر کی ہے، پھر جو باتیں بعض رجال کے تراجم کے درمیان میں ”میزان الاعتدال“ (للذہبی) سے اخذ کر کے بڑھائی ہیں، وہ علامہ ذہبی کی ہیں، پھر علامہ ذہبی کی عبارت ختم کر کے ”ابھی“ لکھ

دیا ہے، اس کے بعد جو تحریر ہے وہ مصنف کی ہے۔ (۱)

پھر مصنف ”لوٹ کر اس طرف آئے ہیں کہ جن اسماء کو ”میزان الاعتدال“ سے نہیں لیا تھا انہیں صرف ناموں کے ساتھ کے تراجم ذکر کیا ہے، اس کے لیے کتاب کے آخر میں ایک فصل قائم کی ہے جس میں ”میزان الاعتدال“ کے اسماء آگئے ہیں تاکہ کتاب ”میزان“ کے تمام ناموں پر مشتمل ہو جائے۔ (۲)

اس آخری فصل میں مؤلف نے یہ عنوان لکھا ہے:

”فصل فی تجرید الأسماء التي حذفها من الميزان“ اکتفاء  
بذكرها في تهذيب الكمال“ وقد جعلت لها علامات في التهذيب الخ.  
یعنی یہ فصل ان اسماء کے بارے میں ہے جن کو میزان سے میں نے حذف کر دیا  
ہے، ”تهذيب الكمال“ میں ان کو ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے ایسا کیا ہے، جن روایا  
کے سامنے ”صح“ لکھا ہے تو ایسے راوی ہیں جن پر بلا دلیل کلام کیا گیا ہے، اور جس  
راوی کے سامنے ”م“ لکھا ہے وہ مختلف فیہ راوی ہے، راوی کی توثیق کو ”كذا ذلك“  
سے بیان کیا ہے، اس کے علاوہ راوی حسب درجات ضعیف ہیں، رہی بات ان ناموں کی  
جو علامہ ذہبی کے ”کاشف“ نامی کتاب میں ذکر کردہ ناموں سے زائد ہیں اس کا مؤلف  
نے مختصر اترجمہ ذکر کر دیا ہے تاکہ جس نے تهذيب الكمال نہ دیکھی ہو اس کو اس ترجمے سے  
فائدہ ہو جائے۔

پھر مؤلف کتاب نے اس فصل کے آخر میں فرمایا ہے کہ تجرید یعنی راویوں کے  
صرف ناموں کے آخر میں ذکر کرنے کا فائدہ ۲ رہا تھا ہیں:

(۱) ان تمام راویوں کا احاطہ کرنا مقصود ہے جن کو مؤلف نے اصل کتاب یعنی ”میزان الاعتدال“ میں ذکر کیا ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ اس شخص کی مدد کرنا ہے جو راوی کے حالات کی معلومات چاہتا ہے، چنانچہ اگر اس نے راوی کو اصل کتاب ”میزان الاعتدال“ میں جان لیا ہے تب تو اچھا ہے ورنہ اس کو اس فصل میں دیکھ لے گا کہ وہ یا تو ثقہ ہوگا یا مختلف فیہ یا ضعیف، اگر اسے اب تفصیلی حالات چاہیے تو ”مختصر التہذیب“ مطالعہ کرنے سے تفصیل معلوم ہوگی، جس کو مؤلف نے جمع کیا ہے، کیوں کہ ”تہذیب الکمال“ کی تمام باتیں اس کتاب میں موجود ہیں جو لام مزنی کی ہے اور راوی کے حالات کی تشریح اور ان پر اضافہ اس میں موجود ہے، اگر اس کتاب کا کوئی نسخہ دستیاب نہ ہو سکے تو علامہ ذہبی کی ”تہذیب التہذیب“ کافی ہے، کیوں کہ اپنے موضوع پر یہ ایک اچھی کتاب ہے، اگر اس میں بھی نہ مل سکے تو راوی ثقہ ہوگا یا مستور ہے۔ (۱)

بعد ازاں معلوم ہونا چاہئے کہ مؤلف نے تراجم کو حروف مجم پر ترتیب دیا ہے، اسمائے رداۃ کے بعد کنیت رداۃ ذکر کی ہے، اس کو حروف مجم کی ترتیب پر بیان کیا ہے، پھر مبہم راویوں کو ذکر کیا ہے جن کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے؛ پہلی فصل میں ”منسوب راویوں“ کو ذکر کیا ہے، دوسری فصل میں ان راویوں کو جو قبیلے یا صنعت و حرفت سے مشہور ہیں، اور تیسری فصل میں ان راویوں کو بیان کیا ہے جو اضافت کے ساتھ مذکور ہیں۔

یہ کتاب ۶ جلدوں میں دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد سے ۱۳۲۹ھ میں چھپ

چکی ہے۔



## ۷۔ مخصوص علاقوں کے روایۃ پر تصنیفات

اس نوع کی تصنیفات میں ان کے مؤلفین نے کسی خاص شہر یا کسی خاص علاقے کے مشاہیر علماء، مفکرین، شعراء، ادباء اور یاضیین وغیرہ کو جمع کرنے کا التزام کیا ہے، خواہ وہ لوگ وہاں پر آکر آباد ہو گئے تھے، یا اصلی باشندے تھے، ان کتابوں میں مصنفین نے رجال حدیث کے تراجم تحریر کرنے کا اہتمام پہلے نمبر پر کیا ہے، اسی لیے ان کتابوں پر اس نوع کی کتابیں، تاریخ رجال اور راویوں کے مقبول و ضعیف کی معرفت میں ایک مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس موضوع پر بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں، چند کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

الف: تاریخ واسطہ: از ابو الحسن مسلم بن ہبل جو "مختل واسطی" کے نام سے مشہور ہیں (۱۸۸ھ)  
ب: مختصر طبقات علمائے افریقہ و تونس: از صاحب الاصل ابو العرب محمد بن احمد القیر والی (۳۳۳ھ) اس کا اختصار ابو عمر احمد بن محمد الحافری الطنکلی (۴۲۶ھ)

ج: تاریخ الرقہ (۱): از محمد بن سعید القشیرئی (۴۲۶ھ)

د: تاریخ داریا (۲): از ابو عبد اللہ عبد الجبار بن عبد اللہ الخولانی الدارائی (۳۷۰ھ)

ه: ذکر اخبار اصفہان: از ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی (۴۳۰ھ)

و: تاریخ جرجان: از ابو القاسم حمزہ بن یوسف السہمی (۴۲۷ھ)

ز: تاریخ بغداد: از احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی (۴۶۳ھ)

مندرجہ بالا اکثر کتابیں حروفِ معجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں۔

(۳) شوال ۱۴۳۶ھ شبِ دو شنبہ غلیل آباد سنت کبیر مگر یوپی

(۱) یہ کتاب مطابع الاصلاح شہر حماد میں طابرنعمانی کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ (۲) مجمع طلی عربی دمشق مطبع ترقی نے سعید الافغانی کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں چھاپ کر منظر عام پر پیش کیا ہے۔

## تیسری فصل

## دراستہ الاسانید کے مراحل

تمہید:

بعض احادیث، کتب حدیث کے ذخیرے میں، ایسی ہوتی ہیں جن کی سندوں کی چانچ پڑتال کی چنداں حاجت نہیں ہوتی (۱) کیوں کہ ماہرین حدیث اور ناقدین فن نے، پوری عرق ریزی اور مکمل توجہ کے ساتھ، اپنی مسلم مہارت اور وسیع معلومات کے ساتھ ان احادیث میں بحث فرمائی ہے۔

ان محدثین کرام کی بخشش اتنی مکمل ہیں کہ اب ان احادیث پر بحث کرنے کا بوجھ اٹھانا، لایعنی ہے کیوں کہ جن احادیث و متون اور اسانید پر بحث فرما کر ان پر جو بھی حکم لگا دیا وہی حرف آخر ہے، اس پر از سر نو بحث کرنے کی مطلق ضرورت نہیں، اگر کوئی اب ان احادیث و اسانید پر بحث کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو دریا کے پانی کو ناپنے کی کوشش کرتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کا یہ عمل کوئی فائدہ نہیں رکھتا اور وہ اس کی استطاعت بھی نہیں رکھتا۔

وہ احادیث جن کے متون و اسانید میں ائمہ سابقین نے بحث کی ہے وہ حسب

ذیل ہیں:

(۱) آج ۱۰ ارشوال ۱۴۳۶ھ بروز دوشنبہ مطابق ۲۷ جولائی ۲۰۱۵ء نکل کر پہنچ گئے، اور آج ہی سے، یہاں سے آگے کی تحریر لکھی جا رہی ہے۔

۱) وہ احادیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یادوں میں سے کسی ایک میں ہیں۔  
 چنانچہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے احادیث صحیحہ کے درج فرمانے کا، اپنی  
 اپنی کتابوں میں، سختی سے التزام فرمایا ہے، جن کی سندیں صاف ستھری، ضعیف یا متردک  
 راویوں سے پاک ہیں، نیز صحیح حدیث میں عیب پیدا کرنے والی غلطیوں سے دور ہیں،  
 لہذا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سے کسی ایک میں حدیث کا پایا جانا ہی حدیث کے صحیح ہونے  
 کی دلیل ہے، اس کی سند میں بحث کرنے کی چنداں حاجت نہیں، کیوں کہ حدیث کی  
 سندوں میں بحث کرنے کا مقصد حدیث کی صحت یا عدم صحت تک پہنچنا ہے اور یہ مقصد  
 یہاں، پہلے ہی سے حاصل ہے۔

علمی بحث کے نام سے آج کل جو اعتراضات بعض حضرات پیش کر رہے ہیں کہ  
 صحیحین یا کس ایک میں بعض ضعیف احادیث بھی پائی جاتی ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ  
 اصول حدیث اور علوم حدیث کے قواعد کی روشنی میں یہ بات کہی جا رہی ہے اور بعض  
 احادیث کو اپنی عقل کے خلاف یا طبی علوم یا بعض سائنسی علوم کے خلاف بتلاتے ہیں تو اس  
 طرح کی باتوں سے ہرگز دھوکہ نہ کھانا چاہیے اس لیے کہ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے  
 علمی اشتغال اور حدیث میں اپنی مہارت کو بتلانے کے لیے اور خود کو بڑے بڑے علماء  
 محدثین میں شامل کرنے کے لیے ائمہ حدیث پر اعتراضات کرتے ہیں اور ان کی غلطیاں  
 نکال کر اپنی نام نہاد اہمیت و مہارت کا لوہا منوانا چاہتے ہیں، ان لوگوں کا حال بالکل ایسا ہی  
 ہے جیسا کہ ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

وَإِنِّي وَإِنْ كُنْتُ الْأَخْبَرُ زَمَانَهُ

لَأَبْ بِمَا لَا يَسْتَطِيعُهُ الْأَرَائِلُ

میں اگرچہ ان کے زمانے کے بعد دنیا میں آیا ہوں لیکن میں نے وہ کام انجام دے دیا ہے جسے میرے پیش رو انجام نہ دے سکے۔

یعنی بات ان لوگوں کی جو دشمنان اسلام کی طرف سے اعتراضات کے لیے اجرت پر رکھے گئے ہیں ان کی بڑی تعداد حدیث اور علم حدیث سے کوری ہے، یہ لوگ جو کچھ بولتے ہیں اسے کسب حرام کی غرض سے بولتے ہیں اور جو کچھ لکھتے ہیں اس میں طبع کاری اور دھوکہ دہی شامل ہوتی ہے، ان کے مقالات و مضامین اور ان کی تصنیفات قریب کاری کا پلندہ ہوتی ہیں جن کا ظاہر تو تائبانہ نظر آتا ہے لیکن ان کے باطن میں عقائد و اخلاق کی گندگی بھری پڑی ہوتی ہے، وہ کتاب و سنت کی خدمت کے سہرے عنوان سے طرح طرح کی گندگیاں، زہرناکیاں اور اسلام کے خلاف مضامین خاموشی سے پھیلاتے رہتے ہیں، لہذا ایسی تحریروں سے اجتناب ضروری ہے۔

مثلاً: ایسے لوگ اپنی کتابوں کا نام خوب اچھا رکھتے ہیں اور اندرون میں زہرا لگتے ہیں، جیسے ایک کتاب کا نام ہے "اضواء علی السنة المحمدیہ"؛ اسی طرح ایک کتاب کا نام ہے (۱) "دفاع عن الحدیث" اور ایک کتاب کا نام ہے (۲) "الاضواء

(۱) اس کتاب کے مصنف کا نام "محمد ابو ریح" ہے اس کتاب کا پہلا ایڈیشن مصر سے چھاپا گیا ہے جس پر ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء کی تاریخ ہے اس پر چشمہ علم نے اعتراض کیا ہے، بالخصوص شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ نے اس کی تردید میں "ظلمات ابی ریح" نام سے ایک کتاب لکھی ہے اسی طرح اس کتاب (دفاع عن الحدیث) کی تردید میں شیخ عبدالرحمن العسلی نے "الانوار الکاشفہ" نامی کتاب تحریر فرمائی ہے۔

(۲) اس کتاب میں "سید صالح ابو بکر" نے گونا گوں ائمہ پر دوازیوں سے کام لیا ہے، ۱۹۷۲ء میں یہ کتاب مصر سے چھپی ہے اس کتاب میں مصنف نے بخاری کی ۱۳۰ حدیثوں کا اسرائیلی روایات بتلائے ہیں جن سے صرف اپنی آخرت برباد کر کے اپنے چہرے کو اس دن میں کالا سیاہ کرنے کا سامان تیار کیا ہے جس میں بعض چہرے بارونق و دھنناک ہوں گے اور بعض چہرے بالکل کالے سیاہ، اور ایسی ایسی باتیں لکھ ڈالی ہیں جن کا تعلق نہ تو دین سے ہے نہ علم سے، اگر شت نبویہ کے لیے جناعت و صیانت کی طمانت نہ ہوتی تو ہر آثم اس گندی تصنیف کی رہنمائی ہر گز نہ کرتا۔

القرآنية في اكتساح الأحاديث الإسرائيلية وتطهير البخاري منها“ یہ کتابیں درحقیقت تہ بہ تہ تاریکیوں کا مجموعہ ہیں اگرچہ ان کا نام بہت خوبصورت ہے۔

یہاں بڑے بڑے محدثین عظامؒ کے کچھ مقولے حوالہ قرطاس کیے جا رہے ہیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام احادیث صحیح ہیں، ان میں بحث و تحقیق کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

علامہ نوویؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم کی شرح کے مقدمے میں تحریر فرمایا ہے:  
 ”والما يفرق الصحيحان وغيرهما من الكتب في كون ما فيهما صحيحا إلى النظر فيه بل يجب العمل به مطلقا، وما كان في غيرهما لا يعمل به حتى ينظر وتوجد فيه شروط الصحيح“۔ (مقدمہ شرح صحیح مسلم: ۲۰/۱)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم حدیث کی دیگر کتابوں سے اس بات میں امتیاز رکھتی ہیں کہ ان دونوں کتابوں کی احادیث صحیح ہیں، اس میں کو غور و فکر کی بالکل ضرورت نہیں، ان پر مطلقاً عمل کرنا ضروری ہے، اور ان دونوں کتابوں کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں آئی ہوئی حدیثوں پر مطلقاً عمل نہیں کیا جائے گا بل کہ دیکھا جائے گا کہ اس میں صحیح کی شرائط موجود ہیں یا نہیں۔

علامہ ابن صلاحؒ اپنی کتاب ”علوم الحدیث“ میں لکھتے ہیں ”وهذه نكتة نفيسة نافعة، ومن فوائدها: القول بأن ما انفرد به البخاري أو مسلم مندرج في قبيل ما يُقْطَعُ بصحته، لتلقي الأمة كل واحد من كتابيهما بالقبول على الوجه الذي فصلناه من حالهما فيما سبق۔ (۱)

(۱) علوم الحدیث: ص ۲۵: ”ولما قوله بعد ذلك: ”سوى أحرف يسيرة تكلم عليها بعض أهل النقد من الحفاظ كالنار قطني وغيره“، وهي معروفة عند أهل الشأن“ فلا يترجم أحد أن =

یہ ایک مفید اور قیمتی بات ہے، اس کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ جس حدیث کو امام بخاری یا امام مسلم نے تنہا نقل کیا ہو وہ ان احادیث کی فہرست میں داخل ہوگی جن کی صحیح قطعیت ثابت ہے کیوں کہ امت نے دونوں کتابوں کو بالمعول قبول کر لیا ہے اور بالکل اسی طرح قبول کیا ہے جس کی تفصیل پہلے آچکی ہے۔

یہاں پر علامہ ابن الصلاح نے صرف اس بات کے کہنے پر اکتفا نہیں کیا ہے کہ بخاری اور مسلم کی تمام احادیث صحیح ہیں بل کہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ بھی فرمایا ہے کہ بخاری و مسلم کی تمام احادیث قطعی طور پر صحیح ہیں، یہ واقعہ صحیحین کی احادیث کی صحت میں مزید تاکید کی بات ہے جس سے صحیحین کی احادیث کی صحت میں کسی ادنیٰ شبہ کی بھی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

یہاں کوئی یہ نہ سمجھے کہ علامہ ابن الصلاح تنہا اس بات کے قائل ہیں کہ صحیحین کی جملہ احادیث قطعاً صحیح ہیں، بل کہ اس قول میں ان کے ساتھ ائمہ متقدمین کا ایک جم غفیر ہے بل کہ کہنا چاہیے کہ جمہور محدثین اور جمہور سلف کا یہی مذہب ہے۔ (۱)

= ابن الصلاح يقصد بذلك أنه يوجد في الصحيحين أحاديث يسيرة ضعيفة، وإنما مراده أن أحاديث يسيرة انتقد بعض الحفاظ رجالاً في أسانيدهم فخرجت عن كونها في المرتبة العليا عن الصحيح في نظر من اتقنوا من الحفاظ، فاستثيت من كونها مقطوعاً بصحتها لا من كونها صحيحة وذلك لأنه لم يقع الإجماع على تلقيها باقبول على الوجه الذي سبق، بدليل ما نقله الحفاظ السخاوي في فتح المغيث عن أبي إسحاق الإسفراييني أنه قال: "أهل الصنعة مجمعون على الأخبار التي اشتمل عليها الصحيحان مقطوع بصحة أصولها ومعرتها وألا يحصل الخلاف فيها بحال، وإن حصل فذلك اختلاف في طرقها وزواياها (انظر فتح المغيث: ۳/۱) وإن فالإجماع في نهاية الأمر حاصل على القطع بصحة أصول ومعرن الأحاديث التي في الصحيحين: والخلاف في اليسير منها ليس في تصحيحها أو عدم قبولها وإنما في أمور فنية يعرفها أهل الفن فكل ما يثار الآن من القول بأنه يوجد بعض الأحاديث الضعيفة في الصحيحين إنما هو تشويش لبلبة أفكار الناشئة والباحثين. (۱) ۲۰/شوال ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۵/اگست ۲۰۱۵ء بدرہ جمرات کی درمیانی شب۔

حافظ ابن کثیر علامہ ابن صلاح کے مذکور الصدر قول کے نقل فرمانے کے بعد ”اختصار علوم حدیث“ میں کہتے ہیں کہ ”اس معتمدات میں ہمیں علامہ ابن صلاح کے ساتھ ہوں۔ واللہ اعلم!“

پھر علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ اُس حدیث کی صحت کی قطعیت کوائمہ قرن کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جس حدیث کو امت نے قبول کر لیا ہے، اس جماعت کے چند نام حسب ذیل ہیں:

- (۱) قاضی عبدالوہاب مالکیؒ
- (۲) شیخ ابو حامد اسفرائینیؒ
- (۳) قاضی ابوالطیب طبریؒ
- (۴) شیخ ابواسحاق شیرازی شافعیؒ
- (۵) ابن حاتمؒ
- (۶) ابویعلیٰ بن القراءؒ
- (۷) ابوالخطابؒ
- (۸) ابن الزاغونی اور ان جیسے دیگر حنبلی علمائے کرامؒ۔
- (۹) شمس الائمہ سرخسی حنفیؒ۔

شمس الائمہ سرخسیؒ نے فرمایا ہے کہ متکلمین اشاعرہ وغیرہ کی اکثریت بھی اسی کی قائل ہے، مثلاً: ابواسحاق اسفرائینیؒ اور ابن فورکؒ کا قول ہے کہ جمہور محدثین کا یہ مذہب ہے، اور جمہور اسلاف اسی کے قائل ہیں۔

مذکورہ بالا حضرات کا مذہب وہی ہے جو ابن صلاحؒ نے مندرجہ بالا سطروں میں ذکر کیا ہے۔

## ۲) صحیح احادیث پر مشتمل کتب حدیث:

وہ کتابیں جن میں صرف صحیح احادیث درج کرنے کا اہتمام والتزام کیا گیا ہے، وہ بہت ساری ہیں۔ جن میں کچھ مشہور کتابیں یہ ہیں:

**الف: الزیادات و المعونات الی فی المستخرجات علی الصحیحین:**

اور یہ اس لیے کہ مستخرجات کے مصنفین، صحیحین کی احادیث کے ثمرات یا زیادات ہی کو صحیح سندوں سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ ابن صلاحؒ کہتے ہیں ”اسی طرح ان احادیث کا بھی درجہ ہے جو بخاری اور مسلم کی مستخرجات میں پائی جاتی ہیں جیسے: (۱) کتاب ابو عوانہ اسفرائینیؒ (۲) کتاب ابی بکر الاسامیؒ (۳) کتاب ابی بکر البرقانیؒ۔

یہ کتابیں بخاری و مسلم کی صحیح احادیث کی محذوف باتوں کا یا تو تخریج یا شرح و بسط میں مزید اضافہ۔

**ب) صحیح ابن خزيمة:** صحیح ابن خزيمة حدیث کی ایسی کتاب ہے، جس میں حدیث کا پایا جانا، حدیث پر صحیح کا حکم لگانے کے لیے کافی ہے، کیوں کہ اس کتاب کے مصنف نے اس کا التزام کیا ہے کہ اس کتاب میں صحیح احادیث ہی جمع کریں۔

علامہ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں: ”و یکتفی بمجرد کونه موجودا فی کتب من اشترط منهم الصحیح فیما جمعه، ککتاب ابن خزيمة“ (۱)

حدیث کی صحت کے لیے صرف اتنی بات کافی ہے کہ وہ ان حضرات محدثین کی



کتابوں میں پائی جائے جنہوں نے اپنی کتابوں میں صحیح احادیث کے جمع کرنے کی شرط لگائی ہے، جیسے کہ صحیح ابن خزیمہ، علامہ ابن خزیمہ کی کتاب جس میں صحیح احادیث کے جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان سے رتبے میں بڑھی ہوئی ہے، کیوں کہ علامہ ابن خزیمہؒ نے چھان بین کا زیادہ اہتمام کیا ہے، یہاں تک کہ سند میں تھوڑا بھی کلام ہو تو تصحیح میں توقف فرمایا ہے، چنانچہ ان کا طرز کلام ایسے موقع پر اس طرح ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں: ”إِنْ صَحَّ الْخَبَرُ“ اگر حدیث صحیح ہو، یا کہتے ہیں: ”إِنْ ثَبَتَ كَذَا“ اگر ایسا ثابت ہو جائے، وغیرہ وغیرہ۔ (۱)

**ج) صحیح ابن حبان:** اس کا نام ”التفاسیم والأنواع“ بھی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بخاری و مسلم کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ”صحیح ابن خزیمہ“ ہے پھر ”صحیح ابن حبان“، لیکن ابن حبانؒ نے صحیح احادیث میں تسامیل سے کام لیا ہے، البتہ امام حاکم کی طرح تسامیل نہیں برتا ہے، کیوں کہ علامہ ابن حبانؒ نے تسامیل یہ برتا ہے کہ حسن احادیث پر صحیح کا حکم لگا دیا ہے، جیسا کہ حازمیؒ نے کہا ہے، کیوں کہ ابن حبانؒ کے نزدیک توثیق کی شرائط میں سہولت و نرمی پائی جاتی ہے۔ (۲)

**د) صحیح ابن اسکن:** (۳)

اس کتاب کا ایک نام ”الصحيح المنتقى“ بھی ہے، اور ایک نام ”السنن الصحاح الماثورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم“ بھی ہے، اس کتاب میں حدیث کی سندیں

(۱) تدریب الراوی: ۱۰۹ (۲) تدریب الراوی: ۱۰۸ (۳) ابن اسکن کا نام سعید ہے، والد کا نام ”عقلم“، والد کا نام سعید اور پردادا کا نام ”السنن“ ہے، کنیت ابو یحییٰ ہے، بلاد نو میں پیدا ہوئے اور مصر میں جا رہے۔ (تدریب الراوی: ۲۵۳)

محدوف ہیں، مؤلف نے کتاب میں تمام ضروری احکام کے لیے ابواب مقرر فرمائے ہیں، جن کے تحت ان احادیث کو نقل فرمایا ہے جو ان کے نزدیک صحیح ہیں۔

۷) **المستدرک علیٰ المحکمین** للحاکم: علامہ ابن صلاحؒ کہتے ہیں کہ حاکم ابو عبد اللہ الحافظ نے بخاری اور مسلم کی صحیح احادیث پر کچھ صحیح حدیثوں کا اضافہ کیا ہے، ان صحیح حدیثوں کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے، اسی کتاب کا نام ”المستدرک“ ہے، اس میں وہ احادیث تحریر فرمائی ہیں جو بخاری و مسلم میں سے کسی میں بھی پائی نہیں جاتیں، لیکن بخاری و مسلم کی شرائط ان احادیث میں پائی جاتی ہیں اور وہ اس بات کی مستحق تھیں کہ انہیں بخاری و مسلم میں درج کیا جاتا، کیوں کہ شیخینؒ نے ان احادیث کے راویوں سے احادیث، صحیحین میں نقل فرمائی ہیں، یا وہ حدیث صرف بخاری، یا صرف مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہے، اسی طرح ان احادیث کو بھی مستدرک میں ذکر کیا ہے، جن کو امام حاکمؒ نے اپنے اجتہاد سے صحیح قرار دیا ہے، اگرچہ بخاری و مسلم میں سے کسی کی شرطیں ان احادیث میں نہیں پائی جاتیں۔

امام حاکمؒ صحیح کی شرط میں توسع پسند واقع ہوئے ہیں اور کسی حدیث پر صحیح کا حکم لگانے میں سہولت پسندی برتی ہے (۱) موصوف کی سہولت پسندی میں ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ امام حاکمؒ عمر دراز ہو گئے تھے، اس لیے غفلت کا شکار ہو جاتے تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسودے کو صاف کرنے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے اور تنقیح کا موقع نہ مل سکا۔

بدرا الدین بن جماعہؒ کہتے ہیں: ”حاکم مستدرک کی اتباع کی جائے گی اور ان کی حدیثوں پر حسن، صحیح اور ضعیف کا وہی حکم لگایا جائے گا، جو اس کے حال کے مناسب ہو، یہی درست فیصلہ ہے۔“ (۲)

علامہ ذہبیؒ نے حاکم مستدرک کی بہت ساری ان احادیث کی چھان بین کی جن پر امام حاکم نے صحت کا حکم لگایا ہے، تو بعض پر وہی حکم لگایا جو حدیث کے مناسب حال تھا، جس میں حاکم کی بعض صحیح احادیث کو علامہ ذہبیؒ نے بھی صحیح قرار دیا لیکن بعض احادیث پر حسن، یا ضعیف یا منکر کا حکم لگایا حتیٰ کہ ان کی بعض احادیث صحیحہ پر موضوع تک کا حکم لگایا۔ اس کے باوجود مستدرک کی بعض حدیثوں پر علامہ ذہبیؒ نے سکوت فرمایا ہے جن کے چھان بین کی ضرورت اب بھی باقی ہے تاکہ ان کے مناسب حال، ان پر حکم حدیث لگایا جاسکے۔

(۳) وہ احادیث جن کی صحت کی معتدہ محدثین اور ائمہ فہن نے صراحت فرمائی ہے:

یہ صراحت ان احادیث کی صحت کے سلسلے میں ہے جو حدیث کی کامل اعتماد مشہور کتابوں میں پائی جاتی ہیں، مثلاً سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن دار قطنی وغیرہ۔ البتہ اس میں ایک شرط ہے کہ ان کتابوں کے مؤلفین ان احادیث کی صحت کی صراحت کریں، احادیث کا ان کتابوں میں محض پایا جانا، ان کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہیں ہے، کیوں کہ ان کتابوں کے مؤلفین نے صرف صحیح احادیث کے جمع کرنے کا التزام نہیں کیا ہے۔

یا کم از کم ائمہ حدیث میں سے کسی نے صحت حدیث کی صراحت کی ہو اور اس سے صحیح سند سے منقول ہو، جیسا کہ احمد بن محمد بن حنبلؒ کے سوالات میں ہے اور اسی طرح یحییٰ بن معین وغیرہ کے سوالات میں بھی ہے، تو اس طرح کی صراحت صحیح حدیث کے لیے کافی ہے۔ (۱)

(۴) وہ احادیث جن پر ائمہ محدثین نے کوئی حکم لگا کر ان کے مراتب کی تعیین فرمائی ہے:

ذخیرۃ حدیث میں بے شمار ایسی احادیث ہیں جن کی سندوں کو ماضی کے ائمہ حدیث نے بغور دیکھا اور ان کے مناسب حال حدیث پر حکم لگایا، اور اس طرح حدیث کے مراتب میں حسن، ضعیف، منکر اور موضوع کی وضاحت فرمائی۔

ان احادیث پر اگر ائمہ حدیث میں کسی بڑے اور قابل اعتماد امام نے کوئی حکم لگایا ہے تو اس امام اور اس کے حکم علی الحدیث کی تفتیش نہیں کی جائے گی بشرطے کہ امام سہولت پسندی میں معروف نہ ہو، اسی طرح اس حدیث کی سندوں میں بھی چھان بین سے گریز کیا جائے گا، مثلاً وہ احادیث جن کی امام ترمذیؒ نے تحصین یا تضعیف فرمائی ہے یا ائمہ حدیث نے جن احادیث پر وضع کا حکم لگایا ہے۔ (۱)

(۱) لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس حدیث کی سندوں پر بالکل بحث ہی نہیں کی جائے گی، بل کی بحث کا حق اس شخص کو ہوگا جو فن حدیث کا امام ہو، بالخصوص اس وقت جب محدثین کا کلام کسی حدیث کے سلسلے میں متعارض ہو، یا اس کو کسی حکم سے متعارض معلوم ہو، ایسے حالات میں حدیث میں بحث و تحقیق کی گنجائش ہوگی، خاص طور پر اگر ایسے محدث سے متعارض حکم علی الحدیث صادر ہو جو سہولت پسند ہو تو اس کی زیادہ گنجائش ہوگی، مثلاً: علامہ ابن الجوزی حدیث کو موضوع بتلانے میں بڑی سہل انگاری سے کام لیتے ہیں، لیکن یہ بات تا کیجا کہی جا رہی ہے کہ یہ کام صاحب فن اور ماہر حدیث کا ہے، ہر کس و ناکس کو اس میں بے مارنے کی گنجائش نہیں، اس موقع پر علامہ طحاوی کی وہ بات نقل کرنا قرین قیاس ہے جو انہوں نے علامہ ابن صلاح کے کلام پر تنقید کرتے ہوئے کہی ہے۔ علامہ ابن صلاح کا کلام یہ ہے کہ وہ متاخرین کو اپنے زمانے میں اور بعد والوں کو صحیح و تضعیف کا حق دینے کے روادار نہیں۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں: ”شاید علامہ ابن صلاحؒ نے فتنے کو جڑ سے ختم کرنا چاہا ہے تاکہ وہاں تک بعض نقل اتارنے والے راوند پائیں جو ان کتابوں کے بڑے دلدلہ ہوتے ہیں جن سے مطلب برآوری تک رہنمائی نہیں ملتی، جن سے آدمی اپنی زعمے داریوں سے عہد و راہیں ہو سکتا۔“

وَاللَّحْدِیثُ رَجَالٌ یَعْرِفُونَ بِهِ      وَلِلدِّرَایِینِ کِتَابٌ وَحِصَابٌ

حدیث کے لیے مخصوص افراد ہوتے ہیں جس سے ان کی شناخت و اہمیت ہوتی ہے، اور بڑے رجسٹروں کا مستقل حساب و کتاب ہوتا ہے۔ ==

## صحت وضعف کے حکم سے خالی احادیث:

جن احادیث پر ابھی تک صحت وضعف کا کوئی حکم نہیں لگا، ان کی اسانید میں بحث و تحقیق کی ضرورت ابھی باقی ہے، لہذا ہمیں ایسی احادیث کی تلاش میں رہنا چاہیے جن کی سندوں پر ائمہ حدیث اور علمائے فن نے صحت وضعف کا کوئی حکم نہیں لگایا ہے، ایسی حدیثیں کافی تعداد میں ہیں، حدیث سے شغف رکھنے والے مخلص علمائے امت کی ذمہ داری ہے کہ کمر ہمت باندھ کر اس طرف توجہ فرمائیں اور حدیث و سنت کی خدمت کے لیے تیار ہوں۔ جس کا طریقہ کار یہ ہو سکتا ہے کہ متقدمین ائمہ حدیث کی کسی حدیث کی کتاب کا انتخاب کر کے یہ دیکھا جائے کہ اس کتاب کی احادیث پر متقدمین ائمہ حدیث نے کوئی حکم لگایا ہے یا نہیں اگر کوئی حکم نہیں لگایا ہے، تو اب ضرورت اس بات کی ہے کہ احادیث کو پڑھا جائے، ان کی سندیں تلاش کی جائیں، پھر انہیں کے حسب حال حدیث پر حکم لگایا جائے، اس طرح حدیث پاک کی ایک عظیم خدمت انجام دی جاسکے گی، کیوں کہ حدیث شریف اور سنت نبویہ شریعت کی چار دلیلوں میں سے قرآن کے بعد دوسرے نمبر کی دلیل ہے۔

== اس لیے اس موقع پر بعض ائمہ حدیث نے فرمایا ہے کہ درحقیقت محدث کا نام اس کو ذیب دینا ہے جس نے حدیث کی روایت پر غلطی کی اور روایت کرے حدیث کو لکھا ہو اور سن کر اسے اچھی طرح محفوظ کیا ہو مختلف بلاد و اصناف میں تحصیل علم حدیث کے لیے سفر کرتا ہوا پہنچا ہو، وہاں جا کر اصول حدیث کے فن کی کما حقہ تحصیل کی ہو، سانیہ و علل اور تواریخ سے متعلق کتابوں پر تعلق و حاشیہ لکھا ہو اس طرح ہزاروں تصنیفات تک اس کا علمی سفر ہوا ہو، مگر یہ بات ہے تب تو محدث کا نام ذیب دینا ہے اس کے برعکس سرپرستوں، لمبا کرتاروں، بدلتی جنتی جنتوں کا استعمال اور امرائے زمانہ کی مصاحبت اور سونے چاندی میں کھیلنے رہنے والی کافی زندگی، رنگ برنگے جوڑوں کا شوق، یہ ساری باتیں محدث کے لیے مناسب نہیں ہوتیں وہ تو حدیث کی صحیح ترجمانی کیا کرے گا وہ بہتان تراشی اور کذب بیانی کے سوا کچھ نہیں کر سکتا، اس نے اپنے آپ کو بچوں کا مخلوق بنالیا اور خواہشات کا بندہ بن گیا، اس پر محدث کا نام کیا انسان کا نام بھی لرب نہیں دینا، جہالت کی ظلمت کے ساتھ وہ حرام کھانے والا کہا سکتا ہے اور اگر اس عمل کو حلال اعتقاد کرتا ہے تو اس کے کفر میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ (فتح المصنف للسیوطی، ۱/۳۷۰، ۳۷۱)

مدارس اسلامیہ اور جامعات دینیہ میں سے کوئی ادارہ اگر اپنے یہاں حدیث پاک کی اس خدمت کی انجام دہی کا انتظام کر لے تو بڑا اہم دینی کام انجام پذیر ہوگا۔  
دراستہ الاسانید کا طریقہ کار:

علمائے اصول حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح حدیث کی ۵ شرطیں ہیں:

- (۱) راوی کا عادل ہونا۔
- (۲) راوی کا ضابطہ ہونا۔
- (۳) سند میں اتصال ہونا۔
- (۴) سند و متن کا شاذ نہ ہونا۔
- (۵) سند و متن میں علت کا نہ ہونا۔

دراستہ الاسناد یا سند کے مطالعے میں یہ بات ضروری ہے کہ سند میں دیکھا جائے کہ مذکورہ پانچوں شرطیں پائی جاتی ہیں یا بعض شرائط پائی جاتی ہیں، تاکہ اسی مطالعے کی روشنی میں حدیث پر کوئی حکم لگایا جائے اور حدیث کی درجہ بندی کی جائے۔

اسی بنا پر درستہ الاسناد یا سند کے مطالعے میں سب سے پہلی چیز جو مابقی کی روشنی میں ناگزیر حد تک ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ سند کے رجال کے تراجم کی جانکاری حاصل کی جائے، تاکہ پتہ چلے کہ علمائے جرح و تعدیل نے راوی کی عدالت اور ضبط کے بارے میں کیا کیا فرمایا ہے، اس طرح ہمیں سند میں عدالت و ضبط کی پہلی اور دوسری شرط کے بارے میں صحیح معلومات ہو جائے گی۔

## راوی کے حالات معلوم کرنے کا طریقہ

”انواع الكتب المؤلفة في الرجال“ کی بحث میں گزر چکا ہے کہ ائمہ حدیث نے ”تراجم رجال“ (راویوں کے حالات) کے سلسلے میں بے شمار کتابیں لکھی ہیں، جن کی ترویج و ترتیب میں مختلف اقسام بیان فرمائی ہیں، بعض کتب میں تمام رواۃ کے تراجم ہیں تو بعض میں مخصوص کتابوں کے راویوں کے حالات درج ہیں، بعض کتابوں میں فقہ راویوں کے تراجم ہیں تو بعض میں ضعیف راویوں کے حالات۔

کسی راوی کے حالات معلوم کرنے والے کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ راوی کے بارے میں جو کچھ معلومات پہلے سے رکھتا ہو اس میں غور کرے، مثلاً راوی کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ صحاح ستہ کے راوی ہیں، یا متکلم فیہ ہیں یا کسی مخصوص شہر یا متعین طبقے سے تعلق ہے، اس طرح اس راوی کے حالات کم وقت میں معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض راوی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم، صرف راوی کا نام معلوم ہے، تب بھی راوی کے حالات تک رسائی بآسانی ممکن ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ حروف ہجتم کی ترتیب پر ہی کتب رجال کو جمع کیا گیا ہے، راوی کا نام اور والد کا نام حروف ہجتم کی ترتیب پر اس کتاب میں تلاش کیا جائے، ایک کتاب میں نہ ملے تو دوسری میں تلاش کیا جائے یہاں تک کہ کسی نہ کسی کتاب میں تو ضرور مل جائے گا۔ انشاء اللہ!

## دراستہ الاسناد کی عملی مثال:

دراستہ الاسناد یعنی سند پر بحث کرنے کی مثال ملاحظہ فرمائیں نسائی شریف کی ایک حدیث لے لیجیے: قال النسائي: "أخبرنا إسماعيل بن مسعود قال حدثنا خالد بن الحارث قال: حدثنا حسين المعلم، عن عمرو بن شعيب أن أباه حدثه عن عبد الله بن عمرو قال: لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة قام خطيباً فقال في خطبته لا يجوز لامرأة عطية إلا باذن زوجها". (سنن نسائي: ۳۹/۵)

یہ حدیث سند اور متن کے ساتھ پوری ہوئی، اس حدیث کی سند میں ۶ راوی ہیں:

- (۱) اسماعیل بن مسعود
- (۲) خالد بن الحارث
- (۳) حسین المعلم
- (۴) عمرو بن شعیب
- (۵) شعیب (عمرو کے والد)
- (۶) عبد اللہ بن عمرو بن العاص

مذکورہ صدر راویوں کے تراجم و حالات پر بحث کرنے سے پیشتر عرض ہے کہ یہ سنن نسائی کی سند ہے، ان تمام راویوں کے حالات ان کتابوں میں دستیاب ہو جائیں گے جن میں صحاح ستہ کے راویوں کے حالات جمع کیے گئے ہیں، ان کتب کے علاوہ دیگر کتابوں میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، صحاح ستہ کے راویوں کے حالات



جاننے کے لیے حسب ذیل کتابیں لکھی گئی ہیں:

(۱) تہذیب التہذیب: از ابن حجر عسقلانی

(۲) تقریب التہذیب: از ابن حجر عسقلانی

(۳) الکاشف: از علامہ ذہبی

(۴) خلاصۃ تہذیب التہذیب للکمال: علامہ خزاز

یہ تمام کتابیں حروفِ معجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں۔

تو لیجیے! ”تقریب التہذیب“ کھولتے ہیں اور راویِ اول کے حالات جاننے کی کوشش کرتے ہیں:

پہلے راوی: سند میں ”اسامیل بن مسعود“ ہیں، حرفِ ہمزہ میں مل گیا لیکن والد کا نام تلاش کرتے ہیں، لیجیے اسامیل نام ص ۶۵ جلد: ۱ پر چند اوراق پلٹ کر دیکھتے ہیں تاکہ والد کا نام ”مسعود“ مل جائے، اب ص ۴ پر اسامیل بن مسعود مل جاتا ہے، لیکن اس نام کے دو راوی ہیں ایک ”اسامیل بن مسعود زرقی“ دوسرے اسامیل بن مسعود جحدری ”دونوں میں امتیاز کرنا ہے کہ کون سے راوی مراد ہیں۔ اس کے لیے امام نسائی کے استاذ اسامیل بن مسعود جحدری کو لینا ہے جس کا اندازہ دو طرح سے ہوگا، ایک یہ ہے کہ مولف نے ”جحدری“ کے لیے ”س“ کی علامت لکھی ہے جس کا مطلب ہے کہ جحدری سے امام نسائی نے سنن نسائی میں حدیث نقل کی ہے، جب کہ زرقی کے لیے ”عسل“ کا حرف لکھا ہے جس کا مطلب ہے کہ امام نسائی نے ان سے روایت ”مسند علی“ میں نقل کی ہے۔

یہ ایک طریقہ مذکور ہوا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انہوں نے الزرقی کے بارے میں فرمایا ہے کہ ”پانچویں طبقے“ میں شمار کیے جاتے ہیں، یہ طبقہ صحابہ تابعین کا ہے، اور امام

نسائی کے لیے ممکن نہیں ہے کہ ان سے لفظ ”حدیثاً“ سے نقل کریں جب کہ وہ جمع تابعین کے طبقہ صغار سے تعلق رکھتے ہیں اور ”حدیثی“ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ ”دسویں طبقہ“ سے تعلق رکھتے ہیں، تو یہی ہوں گے جن سے امام نسائی کا نقل کرنا ممکن ہے۔

دوسرے راوی: خالد بن حارث ہیں، ہم ان کا نام حرف ”خا“ میں تلاش کرتے ہیں تو ہمیں سب پہلا نام ”خالد“ ص ۲۱۱ پر پہلی جلد میں مل جاتا ہے، لیکن یہ خالد بن ایاس ہیں، اس لیے ادھر ادھر صفحات پلٹ کر نظر دوڑاتے ہیں اور مختلف تراجم رجال کو دیکھتے ہیں تو ہمیں چار تراجم کے بعد اسی صفحے میں ”خالد بن حارث الهجیجی“ ملتا ہے، اب یہی طے ہو جاتا ہے، کیوں کہ صحاح ستہ کے رجال میں ”خالد بن حارث“ نام کے اکیلے راوی ہیں۔

تیسرے راوی: حسین نام ہم تلاش کریں گے حرف ”حا“ میں، چنانچہ ص ۱/ ص ۱۷۳ پر ہمیں یہ عنوان ملتا ہے ”ذکر من اسمه الحسين“ ان رواۃ کا ذکر جن کا نام ”حسین“ ہے، اس لیے حسین نام کے تمام راویوں کو پڑھنا ضروری ہے، اس طرح ”حسین المعلم“ لکھا ہوا ج ۱/ ص ۱۷۵ میں ہم کو ملا جس میں والد کے نام کے ساتھ ”حسین بن ذکوان المعلم“ درج ہے، اور ”المعلم“ وہی اصطلاح ہے کہ جو بچوں کو تعلیم دے، اس کو معلم کہتے ہیں۔

چوتھے راوی: عمرو بن شعیب چوتھے راوی ہیں، راوی کا نام ”عمرو“ حرف عین میں تلاش کرتے ہیں تو ہمیں جلد دوم ص ۶۵ پر یہ عنوان ملتا ہے ”ذکر من اسمه عمرو بفتح اوله“ ان راویوں کا ذکر جن کا نام عمرو عین کے فتح کے ساتھ ہے۔

پھر والد کا نام تلاش کرتے ہیں، ان کا نام ”شعیب“ ہے اسے ہم جلد دوم ص

۷۲/ پر پاتے ہیں، پورا نام ہے عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔  
 پانچویں راوی: شعیب پانچویں راوی ہیں، آپ عمرو کے والد ہیں، حرف شین  
 میں دیکھتے ہیں، توجہ ۱/ ص ۳۵۱ پر شعیب نام کے راوی کی ایک بڑی تعداد ہے، چوں کہ  
 والد کا نام معلوم ہے کہ محمد ہے اس لیے جب بھی ان کے بیٹے عمرو کا ترجمہ اور حالات تلاش  
 کریں گے اس وقت ان کے والد کا نام محمد بھی تلاش کریں گے، چنانچہ جلد ۱/ ص  
 ۳۵۳ پر راوی کا نام، والد کے نام کے ساتھ ملا، مؤلف نے ان کے بارے میں لکھا ہے  
 کہ آپ ”شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہیں، صدوق ہیں، ثبت و ثقہ ہیں،  
 واداسے حدیث سننا ثابت ہے۔“

چھٹے راوی: عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہے، آپ کا نام عبد اللہ حرف عین میں  
 تلاش کیا توجہ ۱/ ص ۳۰۰ پر یہ عنوان لکھا تھا ”ذکر من اسمہ عبد اللہ“ ان روایہ کا ذکر جن کا  
 نام عبد اللہ ہے، پھر ہم نے ان کے والد عمرو کو تلاش کیا تو ہمیں اس طرح ملا: ”عبد اللہ بن  
 عمرو بن العاص، آپ مشہور صحابی ہیں، ج ۱/ ص ۳۳۶۔“

### روایہ کے ضبط و عدالت کا بیان:

جب ہم روایہ کے تراجم و احوال معلوم کر لیں اور کتب تراجم میں ان کا مقام جان  
 کر فارغ ہو جائیں تو اب اس بات کی ضرورت ہوگی کہ ان کی عدالت و ضبط کے بارے  
 میں معلومات حاصل کریں، اس کے لیے ہمیں علمائے جرح و تعدیل کی آراء جاننے کی  
 حاجت ہوگی، جو انہوں نے رجال کے تراجم لکھنے کے دوران ظاہر کی ہوں گی۔ اس کی  
 وضاحت کے لیے گزشتہ مثال ہی سے استفادہ کرتے ہیں:

(۱) پبلداوی ہیں ”اسامیل بن مسعود“:

(الف) ”التقریب“ (۷۴/۱) میں آپ کو ”ثقة“ کہا ہے۔

(ب) ”الکشف“ (۱۲۸/۱) میں آپ کو ”ثقة“ کہا ہے۔

(ج) ”الخلاصة“ ص ۲۶ پر ابو حاتم نے کہا ہے ”صدوق“ ہیں۔ اور حاشیے میں امام

نسائی نے ”ثقة“ کہا ہے۔

(۲) خالد بن زید: دوسرے راوی ”خالد بن زید“ ہیں۔

(الف) ”التقریب“ ۱/۲۱۲ پر ہے کہ آپ ”ثقة ثبت“ ہیں۔

(ب) ”الکشف“ ۱/۲۶۶، ۲۶۷ پر ہے، امام احمد نے فرمایا ہے ”إليه المنتهى في

النسب بالبصرة“ اور امام قحطان نے فرمایا ہے ”ما رأيت خيرا منه و من

سفیان“۔

(ج) ”الخلاصة“ ص ۱۰۰ پر ہے، امام نسائی نے آپ کو ”ثقة ثبت“ کہا ہے، امام

قحطان نے کہا ہے ”ما رأيت خيرا منه و من سفیان“۔ (۱)

(۳) حسین المعلم: تیسرے راوی ”حسین المعلم“ ہیں۔

(الف) ”التقریب“ ۱/۱۷۵، ۱۷۶ پر ہے کہ آپ ثقة ہیں کبھی وہم بھی ہوتا ہے ”ثقة

ربما وهم“۔

(ب) ”الکشف“ میں کہا ہے ”الحسين بن ذكوان المعلم البصري الثقة“۔

(ج) ”الخلاصة“ میں ہے ”وثقه ابن معين و أبو حاتم“۔

(۴) عمرو بن شعيب: آپ چوتھے راوی ہیں:

(الف) ”القریب“ (۷۲/۲) میں ہے ”صدوق“۔

(ب) ”الکاشف“ (۳۳۲/۲) میں ہے ”قال القطان: إذا روى عنه ثقة فهو حجة“ ثقتہ آپ سے نقل کرے تو حجت ہے، قال القطان۔ اور امام احمدؒ کہتے ہیں: ”ربما احتجنا به“ و قال البخاري: ”رأيت أحمد و عليا و إسحاق و أبا عبيدة و عامة أصحابنا يحتجون به و قال أبو داود: ”ليس بحجة“۔

(ج) ”خلاصہ“ (ص ۲۹۰) میں ہے: قال القطان: إذا روى عنه الثقات فهو ثقة يحتاج به“ امام قطانؒ نے کہا ہے کہ جب عمرو بن شعيب سے ثقات نقل کریں تو عمرو ثقتہ ہیں، یحییٰ بن معین کی ایک روایت میں ہے کہ جب عمرو اپنے والد کے علاوہ سے نقل کریں تو ثقتہ ہیں، امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده حجت نہیں۔ اور ابواسحاق کہتے ہیں کہ عمرو، ابوبکر بن نافع عن عمر کی طرح ہے۔ امام نسائی نے توثیق فرمائی ہے۔ حافظ ابوبکر بن زیاد کہتے ہیں کہ عمرو کا اپنے والد سے سماع صحیح ہے، اور شعيب کا ان کے دادا عبداللہ بن عمرو سے سماع صحیح ہے، اور امام بخاریؒ کا کہنا ہے کہ شعيب نے ان کے دادا عبداللہ بن عمرو سے سنا ہے۔

(۵) شعيب بن محمد: آپ عمرو کے والد ہیں۔

(الف) ”القریب“ ۳۵۳/۱ پر ہے کہ آپ ’صدوق‘ ہیں۔

(ب) ”الکاشف“ ۱۳/۲ پر ہے کہ صدوق ہیں۔

(ج) ”الخلاصہ“ (ص ۱۶۷) میں ہے کہ ابن حبانؒ نے توثیق فرمائی ہے۔

(۶) عبداللہ بن عمرو بن العاص:

مشہور صحابی ہیں، صحابہ کے سلسلے میں عدالت و ضبط پر بحث نہیں کی جاتی۔

## خلاصہ بحث

(راویوں کے سلسلے میں عدالت و ضبط کی بحث کا خلاصہ) مذکورہ سند کے

۶ راویوں کے سلسلے میں علمائے جرح و تعدیل کے اقوال کا جائزہ لینے سے یہ پتہ چلا کہ:

(۱) ابتدا کے تین راوی اسماعیل بن مسعود، خالد بن حارث اور حسین المعلم عدل و

ضبط کی صفت کے ساتھ متصف ہیں، کیوں کہ ائمہ جرح و تعدیل نے ان کی توثیق فرمائی

ہے، اور ان کی عدالت اور ان کے ضبط پر کوئی جرح نہیں کی ہے اور یہ معلوم ہے کہ ثقہ کا

مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ راوی عدل و ضبط کی صفت کے ساتھ متصف ہے۔

(۲) چھٹے راوی عبد اللہ بن عمرو ہیں جو صحابی رسول ہیں لہذا وہ ثقہ یقیناً ہیں۔

(۳) چوتھے راوی عمرو بن شعیب ہیں جن کی توثیق میں اختلاف رہا ہے، لیکن جس

نام نے توثیق نہیں کی ہے، اس نے عدالت و ضبط میں جرح نہیں کی ہے، عدالت و ضبط

سے الگ ایک امر میں جرح کی ہے اور وہ امر یہ ہے کہ عمرو نے اپنے والد سے حدیث سنی

ہے یا نہیں، اگر حدیث اپنے والد سے سن رکھی ہے تو کیا ہر حدیث میں سماع ثابت ہے

جس کو انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے؟ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر ائمہ جرح و

تعدیل یہی کہتے ہیں کہ اپنے والد سے جو احادیث انہوں نے نقل کی ہیں ان کو چھوڑ کر دیگر

تمام احادیث میں آپ ثقہ ہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ عمرو بن شعیب درحقیقت ثقہ ہیں اور اپنے والد سے حدیث نقل

کرنے کی صراحت کریں تو حدیث بھی حجت ہوگی، اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(۴) پانچویں راوی شعیب بن محمد ہیں: آپ کا معاملہ آپ کے بیٹے عمرو کی طرح ہے، تو آپ دراصل ثقہ ہیں، خطرے کی بات اس وقت ہے جب وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کریں، کیوں کہ اگرچہ راجح قول کی بنیاد پر دادا سے ان کا سماع ثابت ہے، لیکن یہ سماع کثرت سے نہیں ہے، تو خطرہ ہے کہ جو حدیث بھی دادا سے روایت کی ہے اس میں کچھ نہ سنی ہو، اور یہ چیز عبداللہ بن عمرو کے لیے صحیح ہے، اس کو شعیب نے وجاہتاً نقل کیا ہے اور ان کو سنا نہیں ہے، اور اگر مقصود ان کے دادا سے محمد بن عبداللہ بن عمرو ہیں تو محمد صحابی نہیں ہیں، اس لیے حدیث مرسل ہوگی۔

## اتصالِ سند کی بحث

سند کے راویوں میں عدالت و ضبط کی دونوں شرطوں کی تفصیلات پر بحث مکمل ہونے کے بعد صحت حدیث کی پانچ شرطوں میں سے تیسری شرط اتصالِ سند پر بحث شروع کرتے ہیں:

چنانچہ عرض ہے کہ جو سند گزشتہ صفحات میں پیش کی گئی وہ امام نسائی کی سند ہے:

(۱) امام نسائی نے فرمایا ہے ”آخرنا“ اسماعیل بن مسعود۔

(۲) اور اسماعیل بن مسعود نے فرمایا ”حدثنا“ خالد بن الحارث۔

(۳) اور خالد بن الحارث نے فرمایا ”حدثنا“ حسین المعلم۔

یہ عباراتیں اور صیغے ادا بھی حدیث یا بیان حدیث کے لیے محدثین اپنے شیخ سے پڑھنے اور سننے میں استعمال کیا کرتے ہیں، تو معلوم ہونا چاہیے کہ اس طرح استعمال کرنے سے یہاں تک کی سند ”سند متصل“ کہلائے گی۔

(۴) آگے سند میں ”حسین المعلم“ ہیں، آپ نے فرمایا: ”عن عمرو بن شعیب“ اس میں ”عن“ استعمال کیا ہے، اس کو ”عنہ“ کہا جاتا ہے اور ”حسین المعلم“ کا عنہ اتصال سند پر محمول ہے، کیوں کہ پہلی بات یہ ہے کہ حسین المعلم مدلس نہیں ہیں، اور عمرو بن شعیب سے ان کی ملاقات ممکن ہے، تراجم رجال کی کتابوں میں حسین المعلم عمرو بن شعیب کے شاگرد کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔

(۵) اب رعی بات عمرو بن شعیب کی بقو موصوف نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ ان کے والد نے حدیث، ان سے بیان کی ہے، لہذا سند متصل رہے گی۔

(۶) اب آخر میں شعیب بن محمد بن عبد اللہ راوی ہیں، انہوں نے فرمایا ہے: عن عبد اللہ بن عمرو۔

یہاں پر اشکال ہے، اس لیے کہ شعیب مدلس ہیں، لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان کو مدلسین کے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے، اور یہ طبقہ ایسا ہے جس کے بارے میں علامہ ابن حجر کا کہنا ہے کہ اس طبقے کے مدلسین کو ائمہ محدثین نے نظر انداز کیا ہے، ان کی قلب تالیس اور حدیث میں جلالہ شان کی وجہ سے، محدثین نے ان کی احادیث کی حُرَج کی ہے۔

اسی لیے شعیب کی تالیس کو ہم نظر انداز کریں گے، اور قلب تالیس کے پیش نظر، عنہ علی السماع کو برداشت کر لیں گے، اور اس لیے بھی شعیب کا سماع ان کے دادا عبد اللہ سے ثابت ہے، اس لیے حدیث ان شاء اللہ متصل السند ہوگی۔



## علت و شدوذ کی بحث

رہی بحث علت و شدوذ کی، تو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ عدالت و ضبط اور اتصال سند کی بحثیں آسان ہیں، لیکن علت و شدوذ کی بحث ان بحثوں کی بہ نسبت خاصی مشکل ہے، کیوں کہ علت و شدوذ پر مطلع ہونا ہر کس و نا کس کا کام نہیں، اس کے لیے وسیع معلومات اور احادیث کے متون و اسانید پر کافی مضبوط گرفت کا ہونا لازمی ہے، تاکہ یہ جانتا ممکن ہو سکے کہ اس حدیث کی سندیں حدیث کے دوسرے تمام طرق سے متفق ہیں یا نہیں۔

علمائے اصول حدیث نے یہ بات صاف طور پر ذکر فرمائی ہے کہ حدیث میں علت و نقص کی بات بعض مرتبہ ایسی حدیثوں میں درآتی ہے جن کے تمام راوی ثقہ ہوتے ہیں اور حدیث ظاہری طور پر صحت کی تمام شرائط کی جامع ہوتی ہے، اس طرح یہ بات بھی بیان کی ہے کہ سچ حدیث میں علت و نقص، معنی حدیث کی بہ نسبت زیادہ پایا جاتا ہے۔

حدیث میں علت جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کی تمام سندیں جمع کی جائیں، پھر ان کے راویوں کے اختلاف میں غور کیا جائے۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں: ”السبیل إلى معرفة علة الحديث أن يجمع بين طرقه، وينظر في اختلاف روايته، ويعتبر بمكانهم من الحفاظ، ومنزلتهم في الإتيان والضبط“۔ (علوم الحدیث: ص ۱۰۷، الحدیث المأثرون: ص ۸۱)

حدیث میں علت جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی سندیں جمع کی جائیں، پھر اس کے راویوں کا اختلاف بہ نظر قارئین دیکھا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ راوی حفظ و اتقان اور ضبط میں کیا مقام رکھتا ہے۔

دیکھ ہی رہے ہیں کہ یہ کتنا مشکل کام ہے، بالخصوص ان حضرات کے لیے یہ کام اور زیادہ مشکل ہے جن کو حدیث کی متعدد سندوں کی معلومات اور اختلاف طرق کا علم نہ ہو اور مختلف طرق احادیث کو جمع کرنے اور اختلاف رواۃ میں غور کرنے کی صلاحیت نیز ان میں سے رائج کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت مفقود ہو۔

## حدیث پر حکم لگانا

”الحکم علی الحدیث“ یعنی حدیث پر حکم لگانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ حدیث صحیح ہے، یا حسن، ضعیف ہے یا موضوع۔ البتہ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو حدیث کی سند کا بہ ظہر غائر، اسی نہج پر مطالعہ کر چکا ہو جو اوپر بیان ہوا۔

ہاں! مذکورہ بالا حدیث پر حکم لگانے کے لیے درج ذیل باتیں ملحوظ رکھی گئی ہیں:

(۱) سند کے تمام کے تمام چھ راوی ثقہ ہیں یعنی عادل و ضابط ہیں یا بالفاظ دیگر سند کے سارے رجال حدیث صحیح کے رجال ہیں، اگرچہ ان میں کے بعض مثلاً: عمرو بن شعیب اور ان کے والد شعیب حدیث صحیح کے اعلیٰ درجے کے راوی نہیں ہیں بل کہ اونٹنی درجے کے ہیں۔

(۲) حدیث کی سند متصل ہے، اگرچہ سند کے انقطاع کا شائبہ ہے اور وہ اس طرح کہ شعیب کا اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے معدنہ ہوا ہے (یعنی عن کے ذریعے حدیث نقل کی ہے)۔

(۳) اپنی بساط بھر کوشش کے بعد، یہی معلوم ہوا کہ حدیث کی سند یا متن میں کوئی علت یا شذوذ کی بات نہیں ہے۔

مذکورہ باتوں کی روشنی میں کہا جائے گا کہ یہ حدیث ”صحیح“ ہے، ہاں اعلیٰ درجے کی صحیح نہیں ہے، بل کہ ادنیٰ درجے کی صحیح ہے یا اعلیٰ درجے کی ”حدیث حسن“ ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

نیز یہ حدیث امام نسائی کے علاوہ امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اپنے کتاب مستدرک بن حنبل میں روایت کی ہے اور امام ابو داؤدؒ نے سنن ابی داؤد میں نقل کی ہے، اور امام ابو داؤدؒ نے اس پر سکوت فرمایا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ ابو داؤد جس حدیث پر سکوت فرمائیں وہ قابل اعتماد اور قابلِ حجت ہوتی ہے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ”حدیث حسن“ کے بھی مختلف درجات ہیں، سب سے اعلیٰ درجے کی حدیث حسن وہ ہے جو ”بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ“، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ“ اور ”ابن اسحاق عن التیمی“ جیسی سندوں سے مروی ہو، اس طرح کی سندوں والی حدیث کو ”اعلیٰ درجے کی حدیث حسن“ اور ”ادنیٰ درجے کی حدیث صحیح“ بھی کہتے ہیں۔

## صحیح الاسناد، حسن الاسناد یا ضعیف الاسناد

گذشتہ صفحات میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حدیث میں علت و شذوذ کا پایا جانا، یا نہ پایا جانا، ان دونوں کا پتہ لگانا بڑا مشکل کام ہے، ہر کس و نا کس کے بس کی بات نہیں، اس

لیے سندوں کی تحقیق کرنے والے شخص کے لیے بہتر یہ ہے کہ اپنی ساری تحقیق اور حدیث کی سندوں کے سلسلے میں محنت و جستجو کے بعد، حدیث پر حکم لگانے کے لیے یہ الفاظ استعمال کرے کہ حدیث ”صحیح الاسناد“ ہے، یا یہ کہے کہ حدیث ”حسن الاسناد“ ہے، اسی طرح کہے کہ حدیث ”ضعیف الاسناد“ ہے، یہی محتاط طریقہ ہے، اس لیے کہ اگر حدیث کے بارے میں کہا گیا کہ یہ حدیث صحیح ہے، یا حسن ہے، تو کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی دوسری حدیث اسی کے ہم معنی، متعارض ہوتی ہے اور اس حدیث کی سند پہلی حدیث کی بہ نسبت قوی تر ہوتی ہے، تو پہلی حدیث جس پر صحیح کا حکم لگا چکے ہیں، اب دوسری متعارض حدیث کے آنے کی وجہ سے (جس کی سند قوی تر ہے) سناذ ہوگئی، اسی طرح کبھی کبھی حدیث میں کوئی غامض علت کا پتہ چلتا ہے، تو حدیث معطل یا مطول ہوگئی۔

اسی طرح کبھی کبھی حدیث ضعیف ہوتی ہے لیکن اس حدیث کے لیے کوئی حدیث ”تابع“ یا ”شاہد“ بن کر آتی ہے، تو ضعیف کا درجہ بلند ہو کر ”حسن ظہیر“ ہو جاتا ہے، اس لیے حدیث کو ڈائریکٹ ”ضعیف“ کہنے کے بجائے ”ضعیف الاسناد“ کہنا زیادہ بہتر اور محتاط طریقہ ہے۔ اسی طرح ”صحیح“ کی جگہ ”صحیح الاسناد“ اور ”حسن“ کی جگہ ”حسن الاسناد“ کہنا اولیٰ ہے۔ حدیث کو صحیح الاسناد، حسن الاسناد یا ضعیف الاسناد کے بجائے حدیث پر صحیح، حسن یا ضعیف کا حکم لگانے کا عمل بہت سارے ائمہ سابقین مثلاً ابو عبد اللہ حاکم اور حافظ بخاری وغیرہ نے ”مجمع الزوائد“ میں کیا ہے، ظاہر ہے کہ ان حضرات کو اپنے عمل میں دوبارہ تحقیق و جستجو اور احادیث پر نظر ثانی کا موقع نہ مل سکا کہ دوبارہ غور و فکر سے حدیث میں علت و شذوذ کو تلاش کر کے، حدیث کو صحت و حسن کے مرتبے سے نکال کر علت و شذوذ کی درجہ بندی تک پہنچاتے۔

البتہ علمائے اصول حدیث مثلاً علامہ ابن صلاح وغیرہ نے یہ طے کر رکھا ہے کہ اگر محدث کسی حدیث کے بارے میں ”صحیح الاسناد“ یا ”حسن الاسناد“ یا ”ضعیف الاسناد“ کا حکم لگائے، صحیح، حسن، ضعیف نہ کہے، تو یہ مانا جائے گا کہ صحیح الاسناد کا درجہ ”صحیح“ سے حسن الاسناد کا درجہ ”حسن“ سے اور ضعیف الاسناد کا درجہ ”ضعیف“ سے فروتر ہے، کیوں کہ بہت ساری احادیث جن کو صحیح الاسناد کہا گیا وہ مشاذ اور معطل پائی گئیں۔

ہاں مگر یہ بات بھی طے شدہ حقیقت ہے کہ جب قابل اعتماد مصنف حدیث کے متعلق ”صحیح الاسناد“ کا حکم لگائے اور کوئی علت و شذوذ نہ ذکر کرے، تو ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث دراصل صحیح ہی ہے، اس لیے کہ عدم علت اور قاطح کی اصل ظاہر ہے۔ (۱)

## صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کی ایک اور مثال

سند کی تحقیق کے لیے ایک اور مثال پیش خدمت ہے، ایک اور حدیث صحاح ستہ کے باہر سے منتخب کرتے ہیں تاکہ تحقیق کرنے والا، راوی کے بعض تراجم ان کتابوں سے بھی نکال کر مشق کر لے جو کتب ستہ کے رِوَاۃ کے تراجم کے علاوہ ہیں، یہ مثال سنن دارقطنی کی ایک حدیث ہے:

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

حدثنا عبد الله بن محمد بن سعيد الجمال، نا هاشم بن الجعيد  
أبو صالح، نا عبد المجيد بن أبي رواد، نا مروان بن سالم، نا الكلبي عن

(۱) واللہ اعلم وعلیٰ تم واکمل ۲۶ مئی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ مئی ۲۰۱۵ء جمعرات گیارہ بجے شب۔

ابی صالح بن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "إنما هلكت بنو إسرائيل حين حدث فيهم المؤثدون أبناء سبایا الأمم فوضعوا الرأي، فضلوا"۔ (۱)

حدیث مذکور کی سند کے تراجم کی تخریج:

سب سے پہلے سنن کے مؤلف کا ذکر کرتے ہیں، آپ امام "دارقطنی" کے نام سے جانے جاتے ہیں، آپ کی ولادت ۳۰۶ھ میں بغداد کے محلہ "دارقطن" میں ہوئی، اور ۳۸۵ھ میں وفات ہوئی، صحاح ستہ کے مؤلفین کے بعد کے محدث ہیں؛ لہذا آپ کے اساتذہ میں کوئی راوی صحاح ستہ کے راویوں میں سے نہیں ہے، تو تراجم کے دوسرے مصادر کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، تو لیجئے پہلے ہم دارقطنی کے علاقے کی تفصیل کرتے ہیں، یہ علاقہ بغداد کا ایک محلہ ہے جس کا نام "دارقطن" ہے، جیسا کہ اوپر گزرا، اسی لیے آپ کو دارقطنی بغدادی کہتے ہیں، اس سے غالب گمان یہی ہے کہ آپ کے بلا واسطہ استاذ بغداد کے رہنے والے ہوں گے، اب یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ خطیب بغدادی کی ایک کتاب تراجم رجال پر موجود ہے، جس میں بغداد کے علما، محدثین اور معززین کا ذکر ہے، اس کتاب کا نام ہے "تاریخ بغداد"، اسی کتاب کو لیتے ہیں اور حرف "عین" نکالتے ہیں جس میں عبد اللہ نام کے محدثین ملیں گے، کیوں کہ ہمیں عبد اللہ بن محمد بن سعید الجمال کو تلاش کرنا ہے، چنانچہ ج ۱۰/ص ۱۲۰ پر ہمیں یہ نام ملا: عبد اللہ بن محمد بن سعید الجمال۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ ابو محمد المقری ہیں، ابن الجمال سے مشہور ہیں۔ اور خطیب بغدادی فرماتے ہیں: أخبرنا محمد بن علی بن الفتح

قال: سمعت أبا الحسن الدارقطني ذكر أبا محمد بن الجهمال فقال: كان من الثقات۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد بن علی بن الفتح نے، انہوں نے کہا کہ میں نے شاہ ابوالحسن دارقطنی سے، انہوں نے ذکر کیا ابو محمد بن الجهمال کا، پھر فرمایا کہ وہ ثقات میں سے ہیں، پھر روایت ہے کہ ان کا انتقال ۳۲۳ھ میں ہوا۔

(۲) یاشم بن جہا یوصالح: بہت چھان بین اور تفتیش کے باوجود مجھے آپ کا ترجمہ اور آپ کے حالات نہ مل سکے، بعض احباب واساتذہ سے بھی دریافت کیا، ہو سکتا ہے بعد میں کبھی دستیاب ہو جائے۔ (ان شاء اللہ!)

(۳) عبد المجید بن رقاد: آپ کے بارے میں ”میزان“ میں ذہبی نے فرمایا ہے کہ ”صدوق مرجح“ ہیں اپنے باپ کی طرح، امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے، امام ابو داؤد نے کہا ہے کہ ثقہ ہیں، البتہ مارحام کی دعوت دیتے تھے، ابو حاتم کہتے ہیں: قوی نہیں ہیں، ان کی حدیث لکھی جائے گی، دارقطنی نے کہا ہے: ان سے حجت نہیں پکڑی جائے گی، ان پر اعتماد کیا گیا ہے، آپ کی وفات ۲۰۶ھ میں ہوئی۔

(۴) مروان بن سالم الجوزی: علامہ ذہبی نے میزان میں کہا کہ احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ ثقہ نہیں ہیں، امام دارقطنی نے کہا ہے کہ متروک ہیں، بخاری و مسلم اور ابو حاتم کہتے ہیں: منکر الحدیث ہیں، ابو عروبہ حرائی کا قول ہے کہ حدیث گھڑتے تھے، ابن عدی کا قول ہے کہ آپ کی اکثر احادیث کی، ثقات متابعت نہیں کرتے۔

(۵) النکس (محمد بن صاحب): ابوالنصر، النسابة، المفسر

آپ کے بارے میں علامہ ذہبی میزان میں کہتے ہیں، ابن معین سے معقول ہے

کہ آپ ثقہ نہیں، جو زجائی وغیرہ نے کہا ہے کہ کذاب تھے، امام دارقطنیؒ اور ایک جماعت کے نزدیک متروک ہیں، اقرب میں ابن حجرؒ سے معقول ہے ”متهم بالكذب ورمي بالرفض“۔

(۶) ابوصالح (بازام) مولیٰ ام ہانی تابعی ہیں: امام ذہبیؒ نے میزان میں کہا ہے کہ امام بخاریؒ نے ابوصالح کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام نسائیؒ کہتے ہیں ”بازام“ ثقہ نہیں، ابن معینؒ نے کہا ہے کہ ”لیس بہ بأس“ تلاش کرنے کے لیے کنیت کے باب میں پہلے جائیں گے تو میزان (۵۳۸/۴) میں ان کی تفصیل ملے گی۔

حافظ ابن حجرؒ ”التقریب“ میں خلاصے کے طور پر کہتے ہیں کہ ”ضعیف مدلس“۔

(۷) ابوہریرہ: امام عبدالرحمن بن حردوسی، ایک مشہور صحابی ہیں۔

حدیث پر حکم لگانا:

پہلے راوی ثقہ ہیں، دوسرے کے بارے میں کچھ معلومات نہ مل سکی، تیسرے صدوق ہیں، فرقہ مرجیہ کی طرف منسوب ہیں، چوتھے متروک الحدیث اور متهم بالوضع ہیں، پانچویں متهم بالكذب ہیں اور رافضی بھی کہا گیا ہے، چھٹے ضعیف مدلس ہیں، گزشتہ تفصیل سے پتا چلا کہ حدیث کی سند متروک ہے، کیوں کہ دو راوی متروک ہیں، اور ایک متهم بالكذب، اور ضعیف حدیث میں ”متروک حدیث“ ضعیف احادیث کی اقسام میں بہت زیادہ ضعیف مانی جاتی ہے۔



## علت و شذوذ کے لیے کتابیں:

علمائے کرام نے بہت ساری کتابیں 'علل حدیث' کو بیان کرنے کے لیے تصنیف فرمائی ہیں، ایسی کتابوں کو 'کتاب العلل' کہا جاتا ہے، کتاب العلل کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ ان میں احادیث معلل کو بیان کیا جاتا ہے، پھر احادیث کی علتوں کو بھی ذکر کیا جاتا ہے، اس کے لیے حدیث کی سند کو بھی بیان کرنا ضروری ہوتا ہے، حدیث کی مختلف سندوں کو بیان کر کے اس کا بغور جائزہ لیا جاتا ہے، تب جا کر کہیں حدیث کی علت کا پتہ چلتا ہے، اس موضوع پر ابن ابی حاتم نے 'علل الحدیث' نام کی کتاب لکھی ہے، جو ابواب پر ترتیب دی گئی ہے، اسی طرح دارقطنی نے بھی ایک کتاب 'العلل' لکھی ہے، یہ کتاب مسانید پر مرتب کی گئی ہے۔

بعض مصنفین نے اس موضوع پر ایک نیا اسلوب اپنایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ فلاں راوی نے فلاں سے حدیث نہیں سنی ہے، یا اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ فلاں راوی کی حدیث فلاں راوی سے منقطع ہے، کیوں کہ انہوں نے فلاں سے ملاقات نہیں کی ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل کا اپنی کتاب 'العلل و معرفة الرجال' میں یہی طرز رہا ہے، چنانچہ اس طرح کی کتابوں سے علل الحدیث کی توضیح میں مدد لی جاتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ کیا علمائے کرام نے ایسی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں، جن میں احادیث شاذہ سے گفتگو کی گئی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علما نے شاذ احادیث کے موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب! البتہ یہ بات ہے کہ شذوذ اپنے ظاہر ہونے سے پہلے 'علل' ہی کی ایک قسم ہوتا ہے، اسی لیے اکثر و بیشتر احمدی حدیث،

حدیث میں اس طرح علت بیان کرتے ہیں کہ ظاہر نے حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ وہ پہلے راوی کے مخالف ہے، اور یہ زیادہ ثابت اور زیادہ قابل اعتماد ہے یعنی یہ اول سے ”اثبت“ اور ”اثبت“ ہے، معلوم ہوا کہ علل شاذ سے عام ہے، اور شذوذ علل کی ایک نوع ہے، جیسے کہ ”مضطرب“ اور ”قلب“۔

علل پر مشہور کتابیں:

- (۱) علل الحدیث: از: ابن ابی حاتم
- (۲) العلل ومعرفة الرجال: از: امام احمد بن حنبل
- (۳) العلل: از: علامہ ابن المذنب
- (۴) العلل الکبیر، والعلل الصغیر: امام ترمذی
- (۵) العلل الواردة فی الأحادیث النبویة: از: امام دارقطنی یہ سب سے جامع اور مکمل ہے۔

۳۳۶ الحجۃ ۱۴۳۶ھ، جمعرات شب جمعہ ۵۲: ۱۱

### درامۃ الاسانید کے مراحل کا خلاصہ

معین حدیث کی سندوں کی تحقیق کے چند مراحل ہیں، جن کا خلاصہ درج ذیل سطروں میں ملاحظہ فرمائیں:

- (۱) تراجم کی کتابوں سے سند کے راویوں کے حالات معلوم کرنا۔
- (۲) سند کے اتصال و انتطاع کا بالخصوص پتہ لگانا جس کا سبب ذیل طریقہ ہونا چاہیے:

(الف) راوی کے حالات میں، ان کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات پر خصوصی نظر رہے، اسی طرح ان کی جائے پیدائش اور جن علاقوں میں ان کے اسفار ہوئے ہیں، ان کی بھی خبر ہونی چاہیے۔

(ب) مدرس کے تراجم و احوال کی معلومات، خصوصاً جب وہ ”عن“ سے روایت کریں اور اپنے استاذ سے سماع کی صراحت نہ کریں۔

(ج) ایک راوی کے دوسرے راوی سے سماع کے ثابت ہونے یا نہ ہونے کے سلسلے میں ائمہ حدیث کے کیا کیا اقوال ہیں، ان کی خبر ہو، مثلاً فلاں کا فلاں سے سماع ثابت ہے، اور فلاں کا فلاں سے سماع ثابت نہیں ہے۔

(۳) راوی کی عدالت اور اس کے ضبط کے حوالے سے حسب ذیل باتیں ملحوظ رکھی جائیں:

(الف) ہر راوی کے حالات میں جرح و تعدیل کے الفاظ معلوم کریں، چاہے الفاظ کا تعلق عدالت سے ہو یا ضبط (و حفظ) سے، پھر ان الفاظ جرح و تعدیل کے مراتب کی تعیین ہو۔

(ب) ایک ہی راوی کے سلسلے میں جرح و تعدیل کا تعارض معلوم کیا جائے اور اس تعارض پر عمل کی کیفیت کا بھی پتہ لگایا جائے۔

(ج) الفاظ جرح و تعدیل کے قائلین معلوم ہوں اور یہ خبر ہو کہ آیا اس محدث کی جرح و تعدیل کے سلسلے میں کوئی خاص اصطلاح تو نہیں ہے؟!

(د) جرح و تعدیل کے سلسلے میں کون سے ائمہ حدیث متشدد اور سخت گیر ہیں اور کون سے متساهل اور نرم روی اپنانے والے، یا بالفاظ دیگر متشدد دین اور متساهلین کی خبر رکھی جائے۔

- (۵) بعض راویوں کے ہم عصروں کے اقوال کی خبر بھی رکھی جائے۔
- (۴) کتاب العلل اور اس موضوع کی تمام کتابیں اچھی طرح دیکھنے سے پہلے کسی حدیث پر کوئی حکم لگانے سے کلی گریز کیا جائے، تاکہ علت و شذوذ کے ظاہر ہونے کے بعد صحیح حکم، حدیث پر لگایا جاسکے۔
- (۵) حدیث پر حکم لگانے کے لیے باحث اور تحقیق کنندہ کے لیے مستحسن ہے کہ حدیث پر ان الفاظ میں حکم لگائے کہ یہ حدیث ”صحیح الاسناد“ ہے، یہ حدیث ”حسن الاسناد“ ہے، اور یہ حدیث ”ضعیف الاسناد“۔



(درامۃ الاسانید کا یہ مختصر رسالہ یہاں پر مکمل ہو گیا)

لله الحمد والمنة على إسباغ آلائه عليّ و صلى الله تعالى على محمد  
وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً.

۴۴ ہجری المجہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۲۰۱۵ء

شب جمعہ (جمعہ کا دن گزار کر) رات (۱۰:۳۰)

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، جہار اشتر۔ البہند

بمقام اسٹاف کوارٹر جی بلاک نمبر ۱۶۴

”اصطلاحات درامۃ الاسانید“ نامی یہ رسالہ کل ۷ ماہ ۴ دن میں مکمل ہوا۔